آفتاب ولایت

مصنف

علی شیر حیدری

فہرست

فہرست ِکتب جن سے اس کتاب میں استفادہ کیا گیا

آفتاب ولایت

مصنف:علی شیر حیدری

پیش لفظ

علی اور دیگر آئمہ معصومین کی معرفت کیونکر ضروری ہے؟

بے شک بہت سی قیمتی اور اعلیٰ کتابیں مولا علی علیہ السلام اور باقی آئمہ معصومین علیہم السلام کو متعارف کروانے کیلئے اور اُن کی ولایت ِ برحق کے ثبوت میں لکھی جاچکی ہیں اور وہ مسلمانوں اور حق کی تلا ش کرنے والوں کے ہاتھوں تک پہنچ چکی ہیں ۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ان تمام کتابوں کے میسر ہونے کے باوجود خدا کے ان خاص بندوں کی مظلومیت اقوامِ عالم میں اب بھی اظہر من الشمس ہے اور اُن کا مقامِ اعلیٰ، عظمت ِ بالا، اُسوئہ حسنہ ،بندگیِ خدااور عبادتِ بے ریاء بہت سے مسلمانوں کی نظروں سے ابھی تک اوجھل ہے۔

اس کے برعکس ہم دیکھ رہے ہیں کہ شیطانی قوتیں اور گمراہ قومیں روز بروزلوگوں کو اہلِ بیت ِ اطہاراور صراطِ مستقیم سے منحرف کرنے کیلئے

اپنا دائرۂ اثر وسیع سے وسیع تر کررہی ہیں۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ ایسی کتابیں لکھے جانے کی ضرورت ہے جو عصرِ جدید کے تقاضوں کوکماحقہ پورا کرسکیں۔

امام کی خدمت میں ایک حقیر تحفہ

پیش نظر کتاب جو حقیقتاً خاندانِ نبوت کے دریائے فضائل کے سامنے ایک قطرہ یا اُس سے بھی کم تر حیثیت کی حامل ہے، مجھ ناچیز کی طرف سے جنابِ مولائے متقیان امیرالمؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی خدمت ِ اقدس میں یہ حقیر تحفہ اور اُن کے فرزند ِ باکمال، قطب ِ عالم امکان، بقیۃ اللہ الاعظم امامِ زمانہ علیہ السلام کے توسط سے پیش ہے۔ اس اُمید کے ساتھ کہ میری یہ بہت مختصر اور حقیرکوشش شاید اُن افراد کیلئے جو ان بزرگوں کے اعلیٰ کردار ، بزرگی اور عظمت و بلندی کی مکمل پہچان کی جستجو میں ہیں، مددگار ثابت ہو، اور وہ تلاشِ حق میں کامیاب ہوں ،نیز اُن افرادکیلئے جن کے دل محبت ِاہلِ بیت ِ نبوت سے سرشار ہیں، مزید تقویت ِایمانی کا باعث بنے۔ انشاء اللہ مجھے خدائے بزرگ و برترسے اُمید ِکامل ہے کہ جس دن

" یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالَ وَلا بَنُون"

کی صدابلند ہوگی، اُس دن اہلِ بیت سے ہمارا یہ رشتۂ عشق و محبت توشۂ آخرت ثابت ہوگا اور یہ بزرگ اُس دن ہمیں لوائے حمد کے سایہ میں جگہ دیں

گی۔

معاشرے میں صالح حکومت اور مخلص رہبر کی ضرورت

اس میں کوئی شک نہیں کہ صالح حکومت اور مخلص رہبر کا وجود ہر معاشرے کی بنیادی اور اہم ترین ضرورت ہے۔ دنیا کے تمام عاقل اور دانشمند حضرات اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اِسے معاشرے کی سلامتی اور ترقی کیلئے بنیادی شرط مانتے ہیں ۔ مخلص رہبر کا ہونا تو سب سے اہم اور لازم ہے، اس کے بغیر کسی بھی معاشرے کا قائم رہنا ناممکن ہے۔ جس معاشرے میں کوئی حکومت اور رہبر نہ ہو، اُسے بیمار اور زوال پذیر معاشرہ سمجھا جاتا ہے۔

کلی طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صالح حکومت اورمخلص رہبر (جس نقطہ نظر سے بھی دیکھیں) کی ضرورت روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔

انسانوں کی حکومت بنانے کی کوششیں

یہ نکتہ غور طلب ہے کہ انسان نے حکومت بنانے اور رہبر چننے کی ضرورت کو بہت عرصہ پہلے محسوس کر لیا تھا لیکن ان میں سے بہت سے علومِ لازمہ سے باخبر نہ ہونے کی وجہ سے حکومت بنانے اور رہبر چننے کیلئے غلط راستوں پر چلے۔ ہمیں یہ تسلیم کرناہوگا کہ غلطی کی بنیادصرف یہ تھی کہ ان لوگوں نے محض اپنی محدود عقل پر بھروسہ کیا، جبکہ ان کے مقابلہ میں دوسرے گروہ نے پیغمبرانِ خدا کی تعلیمات کی روشنی سے اپنی

محدود عقل کو وسعت بخشی۔ اس طرح اُن کی فکری نظر لامحدود اور کامل تر ہوگئی۔ اس کے نتیجہ میں جلد ہی غلط اور صحیح راستے میں پہچان ہوگئی اور ایسی شکل میں حکومت سامنے آئی جو تمام افراد کی مادّی اور معنوی ضروریات کا خیال رکھے اور یہ حکومت سوائے اللہ تعالیٰ کی حکومت کے اور کوئی نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس سیدھے راستے کے پیروکار ہمیشہ اقلیت میں رہے لیکن اپنے پختہ اورسچے ارادے سے اس کوشش میں رہے کہ ایسی سعادت مند حکومت کا قیام ہوجائے ۔ یہاں تک کہ اللہ نے اپنے پیغمبرخاتم کے ذریعے دین اسلام کو مکمل کردیااور ایک وسیع حکومتِ اسلامی معرضِ وجود میں آئی۔ اللہ نے اس حکومتِ اسلامی کو برقرار رکھنے کیلئے اپنے رسول کے ذریعے ایسے مخصوص افراد کی پہچان کروائی تاکہ اُن کی بدولت یہ اسلامی حکومت اپنے مقاصدِ عالی تک پہنچ سکے اور لوگ اُن کی اطاعت کرکے حق کے راستے کو پہچانیں اور گمراہی سے بچ جائیں اور منازلِ عالیہ کو حاصل کرسکیں۔

حکومتِ اسلامی کی قابلِ توجہ خصوصیات

حکومتِ اسلامی کی قابلِ توجہ خصوصیات جنہوں نے اسے دیگر طرز کی حکومتوں سے ممتاز کردیا، وہ اس کے دو بنیادی اور اہم ستون ہیں ،جن کی وجہ سے انتہائی کم مدت میں اسلام کی آواز دنیا کے کونے کونے میں پہنچ گئی۔ جلد ہی اس کے لاکھوں بلکہ کروڑوں پیروکار اور معتقدجہان میں پھیل

گئے۔ البتہ وقت کے ساتھ ساتھ جیسے علم و دانش میں ترقی ہوگی، لوگ باقی طرزہائے حکومت کے نقائص اور بے فائدہ ہونے کو جان جائیں گے اور انشاء اللہ حکومتِ اسلامی کی طرف لوگوں کا رحجان بہت تیزی سے بڑھے گا۔

حکومتِ اسلامی کی دو قابلِ توجہ خصوصیات یہ ہیں:

1۔ اُس خدائے پاک نے جس نے انسان کو خلق کیا اور وہ اس انسان کی تمام مادی اور روحانی ضروریات سے سوفیصد واقف ہے،ایک ایسا نظامِ حیات کتابی صورت میں عطا کیا جس میں اُس نے اپنے لطف و کرم کی عظمت کے تحت کوئی ایسا ضابطۂ حیات جو انسان کی ترقی کیلئے ضروری ہو، کم نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام قوانین الٰہی اپنے انبیاء، اوصیاء اور اولیاء کے ذریعے سے انسانوں تک پہنچا ئے۔

2۔ اسلام اور حکومتِ اسلامی کی دوسری قابلِ توجہ خصوصیت اُن افرادِ پاک سے تعلق رکھتی ہے جو اِن قوانین اور دستوراتِ الٰہی کو انسانوں تک پہنچانے کے ذمہ دار ہیں اور رہیں گے۔

مندرجہ بالا خصوصیات سے ظاہر ہوا کہ حکومتِ اسلامی میں قوانین کی بنیاد اور اساس قولِ خداوندی ہونے کے ساتھ ساتھ ان کو لوگوں تک پہنچانے

اور معاشرے میں رائج کرنے کے ذمہ دار افراد بھی خدا کی طرف سے متعین ہوں گے۔ پہلے مرحلہ میں خود پیغمبرانِ خدا اور دوسرے مرحلہ میں اُن کے جانشین برحق اس کام کے ذمہ دار ہیں۔
اس بنیاد پر سید المرسلین کے وجودِ پاک کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت ِ ازلی کے سبب یہ ذمہ داری آپ کے اوصیائے کرام یعنی آئمہ معصومین علیہم السلام کے حصہ میں آئی اور ابھی تک یہ خدا کا کرم بصورتِ جنابِ حجة القائم امام مہدی علیہ السلام ابن الحسن عسکری قائم ہے۔ یہاں تک کہ امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے دوران بھی لوگوں کو صحیح راستہ بتانے کیلئے اور اُمت ِمسلمہ کی رہنمائی کیلئے ذمہ داری فقہائے بزرگ و باتقویٰ اور علمائے کرام جن کے سربراہ ولایت ِ فقیہ ہیں، دی گئی ہے۔ ١
١ : کتاب کمال الدین باب-45 اور دیگر کتب کے حوالہ سے ایک اہم حدیث خود (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

پیغمبر اسلام کے بعد رہبرئ جامعہ اسلامی میں اختلافِ بین المسلمین پر ایک نظر

تاریخ اسلام خطرناک اور حساس واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اس میں نشیب و فراز
بھی ہیں، کامیابی کی داستانیں بھی ہیں اور پسپائی کے منظر بھی-انہی راستوں سے تمام ایمان کے

دعویداروں کا امتحان بھی ہوا اور آزمائشِ الٰہی بھی۔ آہستہ آہستہ حقیقی مؤمن اور ظاہری دعویدارانِ ایمان الگ الگ ہوگئے۔ یہ روش جاری رہی اور تاقیامت جاری رہے گی۔ اس طرح کا ایک واقعہ تاریخ اسلام میں ایسا بھی ہوا جس میں آزمائش کے تمام مواقع موجود تھے۔ ہم مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی اصلی وجہ کو بھی اس میں تلاش کریں گے۔
جب سرورِکائنات، اشرفِ مخلوقات، سببِ وجودِ کائنات، پیغمبر اسلام حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جہانِ فانی کو خیر باد کہہ کر لقائے رب العالمین کیلئے اُس جہان کی طرف منتقل ہوئے تو سارا عالمِ اسلام ماتم کدہ بن گیا ۱ ۔ ہر دل غمگین ہوگیا اور ہر چہرہ پریشان ہوگیا۔
(باقی حاشیہ صفحہ سابقہ)امامِ زمانہ علیہ السلام(عج) سے یوں نقل ہے:آپ نے اسحاق بن یعقوب ، ایک معروف شیعہ بزرگ عالم(بواسطہ محمد بن عثمان بن سعید) کے خط کے جواب میں ارشاد فرمایا:
''وَاَمَّاالْحَوَادِثُ الْوَاقِعَۃُ فَارْجِعُوْافِیْھَااِلٰی رُوَاۃِ حَدِیثِنَافَاِنَّھُمْ حُجَّتِیْ عَلَیْکُم وَاَ نَاحُجَّۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ''۔
''تمہارے لئے جو حوادث اور واقعات پیش آئیں، اُن کی رہنمائی کیلئے ہمارے علماء و فقہاء کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ تم سب پر حجت ہیں اور میں اُن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت ہوں''۔
(حاشیہ صفحہ ہذا)۔جنابِ رسولِ خدا کے انتقال کے فوری بعد ایک گروہ سقیفہ

بنی ساعدہ میں نئے رہبر اور خلیفہ کے انتخاب میں مشغول ہوگیا۔ان لوگوں نے امامت اور رہبر کے بارے میں اپنے پیغمبر کی تمام نصیحتوں اور فرامین کو یکسر فراموش کردیا۔جبکہ حضرت علی علیہ السلام اور چند دیگر اصحابِ خاص رسولِ خدا کے کفن و دفن میں مصروف تھے۔

اُن مخصوص حالات میں تمام مسلمانانِ عالم پر واجب تھا کہ وہ رسولِ خدا کی واضح نصیحتوں اور امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی امامت اور رہبری کے بارے میں ارشادات کو پیش نظر رکھتے تاکہ تمام مسلمانوں کو ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بچایا جاسکتا۔ لیکن افسوس !ایسا نہ ہوا۔ مسلمانوں میں سے ایک گروہ کی لاعلمی کی وجہ سے اور منافقین کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے اہم فیصلے ایسے افراد کے ہاتھوں میں آگئے جو اس کے اہل نہیں تھے، جنہوں نے مسلمانوں کی عدم توجہ سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور پیغمبر اسلام کی تمام نصیحتوں اور برملا اعلانات کو پس پشت ڈال دیا۔ اس طرح عوام الناس کو خدا کے چنے ہوئے برگزیدہ اماموں کی رہنمائی سے محروم کردیا گیا۔

ان وجوہات کی بناء پر اور عالمِ اسلام کی سلامتی کی خاطر سب سے پہلے جنابِ سیدہ فاطمۃ الزہراسلام اللہ علیہا نے شہادت پائی۔ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا ایک عظیم عالمہ اور ولایتِ علی علیہ السلام کی سب سے بڑی محافظہ تھیں۔ آپ رسول اللہ کے بہت نزدیک تھیں۔ مزید برآں خاص اصحابِ رسول اُس

معاشرے میں تن تنہا رہ گئے اور دوسرے افراد حکومت میں نفوذ کرگئے۔ اس طرح مسئلہ خلافت اور حکومت پر مسلمان دودھڑوں میں تقسیم ہوگئے اور آہستہ آہستہ یہ خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی گئی اور یہ بات مسلمانوں میں مزید دھڑے بندیوں کا باعث بنی۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد عیسائی، یہودی اور اُن تمام لوگوں نے جن کے دلوں میں اسلام کے خلاف کینہ تھا، اِس سانحۂ عظیم سے بہت فائدہ اٹھایا اور ہر ممکنہ کوشش کی کہ مسلمانوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ اختلافات پیدا کئے جائیں۔ اُن کااصلی مقصد تو صرف دین اسلام کی بنیاد اکھاڑنا تھا۔ وہ کسی حد تک اس میں کامیاب بھی ہوئے ۔ وہ افراد جنہوں نے مسلمانوں کے درمیان اختلافات پیدا کئے اور اس چیز کا باعث بنے کہ مسلمان قیامت تک متحد نہ ہو سکیں، یقینا اُس دن اُن سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، جس دن چھوٹی سے چھوٹی نیکی اور چھوٹی سے چھوٹی بدی کا بھی حساب ہوگا۔ اُس وقت اُن کے پاس شرمساری کے سوا کوئی جواب نہیں ہوگا۔ البتہ اُس دن شرمساری کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

آج ضرورتِ وقت کیا ہے؟

رحلتِ رسولِ خدا کے بعد مسلمانوں کو جوتلخ تجربات ہوئے اور جن نازک

حالات سے گزرے، اُن کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان جس فرقہ یا نظریہ کے بھی ماننے والے ہوں، اپنا فرض سمجھ کر آگے آئیں اور موجودہ دور کی ترقیِ علم و دانش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رسولِ خدا کے اُن تمام ارشادات جو انہوں نے حکومتِ اسلامی اور اس کے رہبران کے تعارف کیلئے فرمائے، کا مطالعہ کریں۔ یہ مطالعہ اُسی وقت فائدہ دے گا جب ہر قسم کے تعصبات اور شیطانی وسوسوں کو بالائے طاق رکھ کر تلاشِ حق کیلئے جستجو کی جائے۔

ملتِ اسلامیہ سے عمومی طور پر اور برادران و خواہرانِ اہلِ سنت سے خصوصی طورپر مخلصانہ درخواست ہے کہ علمائے اہلِ سنت کی کتابوں کا بھی مطالعہ کریں جن میں انہوں نے مقام اور فضائلِ حضرت علی علیہ السلام بیان کئے ہیں۔

قرآنِ پاک میں بہت سی آیات ہیں جو حضرت علی علیہ السلام اور اہلِ بیت کی شان میں نازل ہوئیں۔ اس بارے میں رسولِ خدا کی بہت سی روایات موجود ہیں۔ ان کے علاوہ خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر، خلیفۂ دوم حضرت عمر، خلیفۂ سوم حضرت عثمان اور حضرتِ عائشہام المؤمنین اور دیگر فلسفی اور دانشمند حضرات نے بیشمار فضائل حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بیان فرمائے ہیں۔ اس لئے ہماری گزارش ہے کہ اُن کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ اس طرح پڑھنے والے کو اصل حقائق جس طرح واقع ہوئے ہیں، کا علم

ہوجائے گا۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں

کتابِ ہذا کے چند باب ہیں ،جس کے بابِ اوّل میں امامت کے بارے میں دلائلِ عقلی لکھے گئے۔ بعد کے ابواب میں روایات اور دیگر مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ سب سے زیادہ روایات برادرانِ اہلِ سنت کی کتابوں سے لی گئی ہیں تاکہ برادران و خواہرانِ اہلِ سنت اپنی ہی کتابوں کے مندرجات سے آگاہ ہوں اور مقامِ اعلیٰ و عظمت ِحضرت علی علیہ السلام اور اہلِ بیتِ اطہار سے آشنا ہوں۔

کتاب کے باقی ابواب میں موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے آیاتِ قرآنی، احادیثِ پیغمبر اکرم، بیاناتِ خلفائے اوّل ، دوم اور سوم، حضرت بی بی عائشہ اُم المؤمنین اور علمائے اہلِ سنت کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں غیر مسلم دانشوروں کے نظریات کو بھی ایک باب میں اکٹھا کیا گیا ہے۔

آخر میں مخالفین اور دشمنانِ حضرت علی و اہلِ بیت علیہم السلام کے نظریات بھی تحریر کئے گئے ہیں۔

مجھے اُمید ہے کہ خدا کے لطف و کرم سے اور امامِ زمانہ حضرتِ حجة ابن

الحسن علیہ السلام کی نظر عنایت سے یہ کتاب تمام مسلمان بھائیوں کیلئے مفید ثابت ہوگی۔

میں خدائے پاک کا شکرگزار ہوں کہ جس نے مجھے ہمت اور توفیق دی کہ پیغمبراسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے خانوادئہ نورانی کی تھوڑی سی خدمت کرسکوں۔میں واجب سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر امام خمینی اور دیگر شہدائے اسلام اور خصوصاً اپنے عزیز یحییٰ سراج کو خراجِ تحسین پیش کروں۔

میں مولا علی علیہ السلام کے فرزندِصالح ، رہبرمعظم ایران حضرت آیت اللہ علی خامنہ ای مدظلہ العالی اور تمام خدمت گزارانِ اسلام جو امامِ زمانہ علیہ السلام کے ظہور کیلئے سازگار ماحول پیدا کررہے ہیں، کی سلامتی اور درازئ عمر کا خواہاں ہوں۔

آخر میں اُن تمام رفقائے محترم کا جنہوں نے میرے اس کام میں میری مدد فرمائی

(استادِ محترم حضرت حجة الاسلام والمسلمین حاجی شیخ ید اللہ سراج اور استاد محترم حضرت حجة الاسلام حاجی شیخ محمود گودرزی زاہدی اور ناشر محترم جناب آقای سید مہدی نبوی) کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خدائے بزرگ وبرترسے اُن کیلئے اجر عظیم کا طلبگار ہوں۔

والحمدللّٰہ رب ّ العالمین

15/شعبان المعظم1412ہجری

محمد ابراہیم سراج، قم،المقدسہ ایران

آفتاب ولایت

پہلا باب بحثِ عقلی

عقلی دلائل پر توجہ دینے کی ضرورت

تمام بنی نوع انسان عقلی دلائل کو نہایت اہمیت دیتے ہیں ۔اس طرح عقلی دلائل اور عقلی بحث کا ایک خاص مقام ہے۔ اسلام میں بھی اس کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں بار بار انسانوں کو فکر کرنے اور عقل سے کام لینے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور(آیاتِ قرآن جیسے افلاتعقلون: سورئہ بقرہ76-46، لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْن،سورئہ بقرہ:73-242،اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لاٰیٰاتٍ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْن،سورئہ رعد:4، سورئہ نحل12اور اسی طرح دوسرے مقامات پر۔ اَکْثَرُہُمْ لٰا یَعْقِلُوْن:سورئہ عنکبوت63، سورئہ مائدہ103 اور دوسری آیات)عقل سے کام نہ لینے کی مذمت کرتا ہے۔ درحقیقت اسلام کے جدیدمسائل کے اجتہاد کیلئے عقلی دلائل سے مطابقت ایک اہم شرط ہے، کیونکہ شریعت کے احکام عقل و دانائی کے عین مطابق ہیں اور ذاتِ باری تعالیٰ کوئی حکم خلافِ

عقل صادر نہیں کرتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام اور عقل کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے۔ ہر وہ چیز جس کو عقل سلیم تسلیم کرتی ہے، شریعت بھی اُس کی تائید کرتی ہے۔ لہٰذا عقل کا کسی چیز کو تسلیم کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے اور لازماً اُس پر توجہ دینی چاہئے۔ اسی قانون کے پیش نظر اس کتاب میں بھی محققین اور دانشور حضرات کیلئے امامت اور رہبری کے موضوع پر اس طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے،نیز روایات اور احادیث کو بیان کرنے سے قبل عقلی دلائل کو زیر بحث لایا گیا ہے تاکہ اس اہم موضوع کیلئے تمام دلائل عقلی واضح ہوجائیں اور روایات، احادیث اور آیاتِ قرآنِ کریم کو پڑھنے کے بعد فیصلہ کرتے وقت کام آسکیں اور ہم منزلِ مقصودکو پاسکیں۔

مسئلہ امامت پر بحث کی ضرورت

بعض اوقات اسلام کے بنیادی اصولوں سے بالکل ناواقف اور کم علم لوگ بڑی سنجیدگی سے اسلامی مسائل پر رائے زنی کرتے ہیں۔اس کا نتیجہ سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں ہوتا کیونکہ جب بھی لاعلمی اور عدم آگاہی کی بنیاد پر کسی موضوع پر اظہارِ خیال کیا جائے تو پریشانیِ افکار اور پراگندگیِ اذہان کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیںآ تا۔

افسوس کہ یہ علم سے بے بہرہ لوگ، دین اسلام کے دو اہم مسائل یعنی امامت اور رہبری پر ماضی میں بھی اظہارِ خیال کرتے رہے ہیں اور اب بھی

کررہے ہیں۔ اس سے بُرے عزائم رکھنے والے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ وہ ان لوگوں سے اپنی وابستگی کا اعلان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امامت اور خلافت کے بارے میں کوئی بات کرنا، یا رسولِ پاک کے انتقال کے بعد کس کو زمامِ حکومت سنبھالنا چاہئے تھی؟ اس پربحث کرنا زمانۂ گزشتہ کی بات ہے جسے کئی صدیاں گزر چکی ہیں۔ لہٰذا اس پر بحث کرنے کا کوئی نتیجہ یا فائدہ نہیں ،کیونکہ اس کی حیثیت صرف تاریخی رہ گئی ہے۔ اس طرح کے نتائج نکالنے والوں پرحقائق واضح کرنے کی ضرورت ہے ، اس لئے ذیل میں چند نکات پیش خدمت ہیں جو اس طرح کے سوالات اور شبہات کے روشن جوابات ہیں:

اوّل: گو مسلمانوں کی امامت اور رہبریٔ جیسے اہم مسائل رسولِ خدا کی وفات کے بعد بہت پرانے ہوچکے ہیں اورانہیں صدیاں گزر چکی ہیں لیکن ان پر بحث کرنا بہت ہی اہم ہے۔ کیونکہ مسلمانوں اور حق طلبوں کی تاریخ اس سے وابستہ ہے۔ یہ تو واضح ہے کہ اگر ان موضوعات پر کوئی بحث اور تحقیق نہ ہو تو لوگوں کو صراطِ مستقیم کا سراغ نہیں مل سکتا بلکہ آہستہ آہستہ وہ راہِ حق سے دور ہوتے جائیں گے اور حقائق اسلام اُن سے پوشیدہ رہیں گے۔ آئمہ معصومین (پیغمبر اسلام کے برحق نائبین) کو نہ پہچاننے کی وجہ سے بہت سے اسلامی فرقے غلط راستوں پر چل پڑے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے امامت اور رہبری جیسے اہم مسائل کیلئے اُن تفاسیر اور روایاتِ نبوی سے

مدد لی جن کے لکھنے والے کسی نہ کسی اعتبار سے قابلِ اعتماد نہ تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان مسائل پر اُن کا نظریہ نہ تو قرآنِ پاک سے مطابقت رکھتا ہے اور نہ ہی معتبرروایات سے۔

دوسرا: عقلی دلائل کی بنیاد پر یہ ثابت ہے کہ دین اسلام میں امام کا انتخاب خدائے پاک کی طرف سے ہونا چاہئے نہ کہ لوگوں کی طرف سے۔ صرف اور صرف اسی ایک نکتہ پر اگرتمام مسلمانانِ عالم تحقیق کریں اور توجہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک کے بعد امام اور ولی کے طور پرکس کا تعارف کروایا ہے؟ تاکہ اُس کی اطاعت اور پیروی کرکے سعادتِ اُخروی پر فائز ہوسکیں۔ مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امامت کے موضوع پر تحقیق کرنا انتہائی ضروری ہے۔

انتخابِ امام پر سنی اور شیعہ حضرات کا نظریہ

نبی کے بعد امام کا انتخاب کیسے کیا جائے، اس کو جاننے کیلئے ہم اہلِ سنت اورشیعہ حضرات دونوں کے نظریات کا الگ الگ جائزہ لیں گے اور اُن کو عقل و منطق کی کسوٹی پر پرکھیں گے۔

انتخابِ امام کیلئے علمائے اہلِ سنت کا نقطہ نظر

علمائے اہلِ سنت کے نزدیک امام کا انتخاب ایک اجتماعی مسئلہ ہے جو تقریباً ہر معاشرے میں پایا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ زمانۂ قدیم سے لے کر آج تک

دنیا کی تمام ملتوں میں پایاجاتا ہے۔ اس کی مثال کسی جمہوری ملک کے ایسے سربراہ کی سی ہے جسے ایک خاص عرصہ اور مدت کیلئے وہاں کے رہنے والے چنیں۔ لہٰذا اہلِ سنت حضرات مقامِ امامت اور رہبری کو صرف عمومی حیثیت دیتے ہیں اور لوگ یا وہ افراد جن کے ہاتھ میں زمامِ اقتدار ہو، اس مقام اور منصب کیلئے کسی فرد کو چن سکتے ہیں۔

انتخابِ امام کیلئے شیعہ علماء کا نقطہ نظر

علمائے شیعہ اور مکتبِ شیعہ کی نظر میں امامت اللہ کا عطا کردہ منصب ہے اور یہ اللہ ہی کا کام ہے کہ جس فردکو اس مقام اور عہدہ کے لائق اور اس عظیم ذمہ داری کے قابل سمجھے، اُس کا تعارف بطورِ امام کروائے۔ اس کی دلیل واضح ہے کیونکہ اگر امام اور پیغمبرکو فضائل ، مراتب اور ذمہ داریوں کے اعتبارسے دیکھا جائے تو اُن میں سوائے نزولِ وحی کے اور کوئی فرق نہیں کیونکہ وحی صرف نبیوں اور رسولوں کیلئے مخصوص ہے۔ جس طرح ایک نبی کے انتخاب میں عوام کو کوئی اختیار حاصل نہیں ، اسی طرح امام کے انتخاب میں بھی اُن کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔مندرجہ ذیل دلائل اس کی تصدیق کرتے ہیں:

(ا)۔ اگر انتخابِ امام کا اختیار لوگوں کو دے دیا جائے تو یہ لوگوں کے درمیان شدید اختلاف

اور تفرقہ کا باعث بنے گا۔اس صورت میں ہر گروہ اور قبیلہ امام کے انتخاب

کیلئے اپنے اپنے منظورِ نظر افراد کو پسند کرے گا۔
(ب)۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ لوگ بغیر کسی اختلاف کے کسی ایک شخص کواس مقام کیلئے چن
لیں گے تو پھر بھی اُن کا یہ عمل خطا سے بَری نہیں کہا جاسکتا کیونکہ عین ممکن ہے کہ وہ شخص جس کو چناگیا ہے، اُس میں وہ صلاحیتیں جو اس ذمہ داری کو نبھانے کیلئے ضروری ہیں، نہ ہوں۔ اس طرح ایک نادرست عمل کی وجہ سے مسلمانوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے اور وہ صراطِ مستقیم سے بھٹک سکتے ہیں اور اس طرح تمام نبیوں اور رسولوں کا بڑی زحمتوں سے کیا ہوا تبلیغی کام ضائع ہوسکتا ہے۔
یہ کیسے ممکن ہے کہ جس دین کو پھیلانے کیلئے خدانے اپنے بندگانِ خاص سے صدیوں تک کام لیا ہو، اُسی دین کو اب بے یارومددگار چھوڑ دے ۔ یہ اُس کی حکمت اور لطف و کرم سے بعید ہے۔ اُس کی ہرگز یہ منشاء نہیں ہوسکتی کہ لوگ گمراہی اور نقصان کے راستے پر چلیں۔

خدا کی حکمت اور لطف و کرم کا تقاضا

اس دنیا میں جب ہم وحدتِ خداوندی کو دیکھتے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ ہدایتِ عمومی کیلئے ایک واضح اور روشن دلیل بھی نظر آتی ہے۔ اگر ہم اس کو پہچان لیں تو بہت سے شکوک و شبہات دور ہوجاتے ہیں اور بہت سے سوالات کا جواب بھی مل جاتا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ جب پروردگار اپنے لطف و

کرم سے اپنی مخلوق کو پیدا کرتا ہے تو ہر پیدا ہونے والے کو صراطِ مستقیم اور منزلِ مقصود کی ہدایت کرتاہے۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ دنیا کی کسی مخلوق کا کوئی فرد بھی خدا کے اس قانون سے باہر نہیں ،حتیٰ کہ انسان بھی جو خدا کی ایک مخلوق ہی نہیں بلکہ اُس کی نظر میں اشرف المخلوقات ہے۔

قرآن مجید نے انسان کے احترام و اکرام کے بارے میں واضح ارشاد فرمایا ہے:

وَلَقَدْ کَرَّمْنَابَنِیْ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِیْ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍمِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا۔(سورئہ بنی اسرائیل:آیت70)

''اوریقینا ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور خشکی و تری میں ان کوسواریاں دیں اور اچھی اچھی چیزوں سے اُن کو روزی دی اور بہت سی مخلوق پر ان کو فضیلت دی جیسا کہ فضیلت دینے کا حق ہے''۔

وہ بھی خدا کی جانب سے اس قانون کے تحت ہدایت کیا گیا ہے۔ البتہ انسان تنہا اپنی عقل کے بل بوتے پر ہرگز اُس منزلِ کمال کو نہیں پہنچ سکتا جو اُس کی تخلیق کا مقصد تھا۔لہٰذا ضروری تھا کہ خدا انسان کی ہدایت کا انتظام رسولوں، نبیوں اور اپنی کتب کے ذریعے سے کرے اور یہ سلسلۂ ہدایت خاتم النبیین حضرت محمد کی بعثت پر اختتام پذیر ہو۔

اب یقینایہ سوال پیداہوگا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو بھیجنے کا سلسلہ خاتم المرسلین کے بعد بند کردیا تو لوگوں کی ہدایت بغیر

کسی نبی کے کیسے ممکن ہوگی۔ یعنی تاروزِ قیامت لوگ کس طرح حق و باطل ، غلط و صحیح اور کج روی و صراطِ مستقیم میں فرق جان سکیں گے۔ اس کے علاوہ کون اُن کو جعلی احادیث، آیاتِ قرآنی کی تفسیربالرائے، بدعتوں کی شناخت اورجدید مسائل کے بارے میں ہدایت کرے گا! یہ خدا کی عنایاتِ غیر محدود سے بعید ہے کہ وہ اپنے بندوں کو خاتم المرسلین کے بعد بغیر کسی رہبر یا ہادی کے لاوارث چھوڑ دے اور گمراہ کرنے والوں کیلئے میدان کھلا چھوڑ دے۔ نہیں ،ہرگز نہیں!! ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ اُس نے تو اپنے منتخب نمائندوں کا لوگوں میں تعارف کرواکے اُن کی ہدایتِ دائمی کا سامان مہیا کردیا۔ یہ اُس کی مہربانی اور فضل و کرم کی بہترین مثال ہے۔ ان سوالات کے جوابات کیلئے ہم عقلِ سلیم کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جو جوابات ملیں، اُن کو اپنی بحث میں شامل کرتے ہیں۔

ہدایتِ الٰہی کی تعریف

ہدایتِ الٰہی کی تعریف یہ ہے کہ وہ انسان کو وہ راستہ دکھائے جس پر چل کر انسان فلاح و بہبود پائے اور گناہ و گمراہی سے دور رہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی منزل کی طرف رہنمائی دعوتِ ارشاد، تبلیغِ حق اور فرمانِ الٰہی کیبغیرممکن نہیں۔نصیحت و تبلیغ کی ضرورت تو انسان کو ہمیشہ رہتی ہے۔ علمِ کلام کے اساتذہ کے مطابق خدا پر واجب ہے کہ وہ انسان کی ہدایت کیلئے کرئہ ارض کو اپنے ہادی سے خالی نہ رکھے کیونکہ اگر حق تعالیٰ کی طرف

سے اس میں کمی یا نفی ہو تو اس کا لازماً اثر یہ ہوگا کہ غرضِ خلقتِ بشر پوری نہ ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں بغیر سامانِ ہدایت مہیا کئے مقصدِخدا ناکام رہے گا۔مقصد میں ناکامی بجائے خود ایک ناپسندیدہ اور قبیح چیز ہے۔ خدا کی ذات بغیر کسی شک کے ہر قسم کے ناپسندیدہ اور قبیح افعال سے پاک و منزہ ہے۔

لہٰذا اُس کی حکمت و رحمانیت و ہدایت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کو کبھی بھی ہادیٔ برحق اور رہنما سے محروم نہ رکھے۔ قابلِ ستائش رہبروں کو بھیج کر انسان کو ہر طرح کی گمراہی و بے راہ روی سے نجات دیدے۔

پس اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ امامت حقیقت میں خدا کی جانب سے انسان کو کمال تک پہنچانے کیلئے ہدایت اور حجت ہے۔

امام ہونے کی شرائط اہلِ سنت اور شیعہ حضرات کی نگاہ میں

گزشتہ بحث میں انتخابِ امام کیلئے اہلِ سنت اور شیعہ حضرات کے جدا جدا نظریات بیان کئے گئے۔ اب ہم امامت اور خلافت جیسے اہم مراتب کیلئے امام ہونے کی لازم شرائط کے بارے میں اہلِ سنت اور شیعہ حضرات کے نظریات بیان کریں گے۔

علمائے اہلِ سنت کی نگاہ میں شرائطِ امام

علمائے اہلِ سنت کی نظر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

امام یا خلیفہ چننے کیلئے کسی خاص شرط کی ضرورت نہیں بلکہ یہ ایک عادی اور معمول کا عمل ہے اور لوگ اختیار رکھتے ہیں کہ اپنے امام کو چن لیں۔ کسی شخص کی ظاہری قابلیت اُس کو اس عہدہ پر چننے کیلئے کافی سمجھی جاتی ہے اور دیگر کسی خصوصی شرط کی کوئی قید نہیں۔

علمائے شیعہ کی نگاہ میں شرائطِ امام

لیکن شیعہ علماء برخلافِ نظریاتِ برادرانِ اہلِ سنت اس عظیم منصب کیلئے ، جو قوموں کے حالات بدل کر رکھ دے، کو اس طرح آسانی سے چن لینے کو صحیح نہیں سمجھتے۔ وہ تو امام یا وصیِ نبی کیلئے چند خاص شرائط کو لازم سمجھتے ہیں اور ٹھوس دلائل کے ساتھ اپنے دعویٰ کو قوت بخشتے ہیں۔ ان کے خاص خاص دلائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

(ا)۔ کیونکہ امام نبی کا وصی ہونے کے ناطے اُس کی تمام تبلیغات اور دین و شریعت کے
سلسلہ کو جاری و ساری رکھنے کا ذمہ دار ہوتا ہے، لہٰذا اُس کی ذمہ داری بھی عین نبی کی ذمہ داری کے مساوی ہوتی ہے۔ اگر مقامِ وحی کو الگ سمجھا جائے تو مقامِ امام اور مقامِ نبی میں کوئی فرق نہیں رہتا اور امام کو بھی اُسی علم ، حلم ، تقویٰ اور دیگر کمالات کا حامل ہونا چاہئے جن کا نبی حامل ہے۔ امام کی عادات و اطواراوراوصاف بھی وہی ہونے چاہئیں جو نبی کے ہوں تاکہ وہ نبی کا پورا عکس ہو۔

(ب)۔ شریعتِ محمدی بغیر کسی شک و شبہ کے آخری شریعتِ الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مکمل اور تسلیم شدہ دین بنا کر لوگوں تک پہنچایا ۔ اس کی تصدیق میں ارشادِ خداوندی ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ

"آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کردیا"۔(سورئہ مائدہ:آیت3)

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

"اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے"۔(آلِ عمران:آیت19)

یہ دین قیامت تک انسانوں کے مادی و روحانی تجسّسات و سوالات کا جواب دہندہ رہے گا۔

رسولِ خدا نے اپنے اوصافِ اعلیٰ اور کمالِ علم کے باوجود بعض مسائلِ انسانی جو زمان و مکان سے مربوط ہیں، مصلحتِ دین کی خاطر بیان نہ فرمائے تاکہ لوگوں کے فہم و ادراک میں بلندی آنے پر دین کے اُن مسائل پر اُس زمانے میں تحقیق کی جاسکے۔

اس بناء پر ذاتِ حق پر واجب ہوا کہ وہ ہدایتِ الٰہیہ کی گزشتہ روایت کو جاری رکھتے ہوئے ایسے افراد کو چنے اور یہ ذمہ داری سونپے کہ وہ لوگوں کو احکامِ خدا پہنچاتے رہیں۔ زمانۂ جدید کے تقاضوں کے عین مطابق دینی مسائل کے حل کیلئے قیامت تک رہنمائی کرتے رہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ جن اشخاص کو یہ ذمہ داری سونپی جائے، وہ کردار و رفتار ، علم و حلم ،

عصمت و صداقت اور پاکیزگی میں یا باالفاظِ مختصر وہ تمام صفات و عادات جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھیں، اُن میں بھی ہونی چاہئیں۔ ابلاغ و تبلیغ جیسے کٹھن کام اور شریعت کے مشکل مسائل کو حل کرنے کیلئے اُن میں بھی رسولِ پاک جیسا وسیع خداداد علم ہونا چاہئے۔ اس طرح ایسے افراد کو پاک طینت، زندہ و روشن ضمیر ہونا چاہئے اور ہر طرح کی خطا اور گناہ سے بھی مبرا ہونا چاہئے تاکہ لوگوں کا اعتماد ہمیشہ بحال رہے۔ مزید برآں اُن کو دین میں ممکنہ تبدیلی کرنے یا کوئی بدعت شروع کرنے سے بھی پاک و منزہ ہونا چاہئے۔ اوپر بیان کئے گئے دلائل سے ثابت ہواکہ امام اور وصیِ نبی کو یقینا خصوصی شرائط کا حامل ہونا چاہئے۔ ذیل میں اہم شرائط کو بیان کیا جاتا ہے:

اہم شرائطِ امام کی تشریح

عصمت و پاکدامنی

سب سے اہم شرط جو امام میں لازماً ہونی چاہئے، وہ اُس کی عصمت اور پاکدامنی ہے یعنی امام کو معصوم ہونا چاہئے۔ اس شرط کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی اس شرط کا قائل نہیں تو وہ واضح دلائل کی روشنی میں اپنے دعویٰ میں خرابی کا شکار ہوجائے گا کیونکہ یہ تسلسل کا محتاج ہوجائے گا۔اس کی تشریح درج ذیل ہے:

امام کے وجود کی ضرورت اسی بناء پر ہے کہ وہ انسانوں کیلئے شمعِ ہدایت ہو اور ظلم و زیادتی اور فساد کو روکنے والا ہو، اگر امام خود معصوم نہیں ہوگا تو وہ کسی اور امام کا محتاج ہوگا جو اُس کی رہنمائی کرسکے اور اُسے بُرے کاموں سے روکے، اسی طرح یہ دوسرا امام کسی تیسرے امام کا محتاج ہوگا، لہٰذا یہ سلسلہ ایک غیر متناہی صورت پیدا کرے گا جو عقلاء کی نظر میں باطل ہے۔

اس کے علاوہ اگر امام معصوم نہ ہو تو دوسرا بڑا مسئلہ یہ ہوجائے گا کہ امام سے گناہ سرزد ہونے کی صورت میں لوگوں کے پاس دو راستوں کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ ہوگا:

پہلا راستہ

لوگ امام کو اُس کے گناہ کرنے کی وجہ سے تنبیہ کریں اور آئندہ کیلئے منع کریں۔ اس صورت میں امام اپنے منصبِ اعلیٰ سے پستی میں گر جائے گا اور لوگوں کا اُس پر اعتماد اٹھ جائے گا۔ اُس کے احکامِ دینی و دنیوی میں کوئی اثر باقی نہیں رہے گا۔ اس طرح اُس کے امام ہونے کا فائدہ زائل ہوجائیگا۔

دوسرا راستہ لوگ امام کو اُس کے گناہ پر منع نہ کریں ۔ اس صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجود معاشرے میں ختم ہوجائے گا جو بغیر کسی شک کے مزید خرابیوں کا راستہ ہے۔امام کی تو سب سے بڑی ذمہ داری ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے تاکہ شریعت ِ دین کی حفاظت کی

جاسکے۔ اگر امام بھول چوک سے بھی خطا کر بیٹھے تو لوگوں کو اُس کے کسی بھی حکم پر حکمِ خدا کے مطابق ہونے پر شک رہے گا۔ لہٰذادرج بالا بحث سے ثابت ہوا کہ یہ راستہ بھی ٹھیک نہیں۔

عہدِ خدا ظالموں تک نہیں پہنچ سکتا

امام کے معصوم ہونے کی ایک اور محکم دلیل قرآن سے بھی ثابت ہے۔ سورئہ مبارکہ بقرہ کی آیت 124 میں ارشادِ خداوندی ہے: لَایَنَالُ عَہْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔

"میرا عہد(امر امامت و رہبری) ظالموں تک نہیں پہنچے گا"۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ ":اے میرے رب! کیا منصبِ امامت پر میری اولاد میں سے بھی کوئی پہنچے گا؟" تو ارشادِ خداوندی ہوا کہ امامت کے درجہ پر کوئی ظالم نہیں پہنچ سکتا۔ ظلم سے مراد صرف لوگوں پر ظاہری ظلم و ستم ہی نہیں بلکہ اس کا تعلق عدمِ عدل سے ہے یعنی جہاں عدل نہیں ہوگا، وہاں ظلم ہوگا۔ اگر اس کو مزید دیکھیں تو ظلم تین طرح سے ہوسکتا ہے:

خدا کے ساتھ ۔

اپنے نفس کے ساتھ ۔

لوگوں پر ۔

ظاہر ہے کہ اگر کوئی ظلم کی ان تین اقسام میں سے کسی ایک ظلم کا مرتکب

بھی ہوتا ہے تو وہ ظالم شمار ہوگا اور وہ منصبِ امامت کے لائق نہیں رہے گا۔

یہ دلیل بجائے خود عظیم اہمیت کی حامل ہے اور آئمہ معصومین کیلئے خلافت برحق ہونے کی ایک اہم دلیل ہے۔ یہی آیتِ قرآنی اور اس کی تفسیر حضرت علی علیہ السلام اور اُن کی اولادِ پاک کیلئے خلافت کوثابت کرتی ہے کیونکہ اس سے اس نکتہ کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ دوسرے صحابہ دورِ جاہلیت میں اپنی اپنی عمر کے کچھ حصے بت پرستی میں گزار چکے تھے اور قرآنِ کریم اس بارے میں فرماتا ہے:

یَبُنَیَّ لَا تُشْرِکُ بِاللّٰہِ۔ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔

"لقمان حکیم اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں"

" اے میرے بیٹے! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کیونکہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے"۔(سورئہ لقمان:آیت13)۔

اس سے پتہ چلا کہ شرک سب سے بڑا (خدا کے ساتھ) ظلم ہے ۔ اب رسولِ خدا کے صحابہ پر نظر دوڑائیں تو پتہ چلے گا کہ جس کسی نے ایک لحظہ کیلئے بھی بتوں کے سامنے سجدہ نہ کیا، وہ حضرت علی علیہ السلام تھے۔

گزشتہ بحث میں اشارہ کیا گیا کہ امام کے لئے پہلی اور سب سے ضروری شرط یہی ہے کہ امام کی پوری مادّی اور معنوی زندگی کے ہر پہلو میں پاکیزگی، طہارت اور عصمت ہو۔ گہری سوچ رکھنے والے دانشمند حضرات اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ عصمت(ہرگناہ سے پاکیزگی) انسان کا

اندرونی مسئلہ ہے اور اس کو مکمل جانچنے اور پرکھنے کیلئے کوئی طریقۂ کار یا پیمانہ موجود نہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے امامِ معصوم کی معرفت اور شناخت کی جانی چاہئے۔ خدا عالمِ مطلق ہے، حاضر و غائب کو جاننے والا ہے، دلوں کی کیفیات کو زبانوں سے بہتر جانتا ہے، اس لئے امامِ حق کا تعارف کروانے کیلئے ہم اُسی کی ذات کے محتاج ہیں اور وہی ہمیں اُن افرادِ ذی قدر کا تعارف کروائے۔

حقیقت شناسی کا ثبوت انسان کو مطالعہ اور تحقیق کرنے پر مجبور کرتا ہے اور اس طرح وہ فرموداتِ خدا اور رسول تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ تحقیق ہی کا نتیجہ ہے کہ تمام پوشیدہ حقائق ایک ایک کرکے مانندِآفتاب انسان کے سامنے آجاتے ہیں او رہر قسم کے ظلمت و تاریکی ، جہل و تعصب کے پردے چاک ہو جاتے ہیں۔ آئیے ہم محکم دلائل، آیاتِ قرآنی اور احادیثِ متواترہ کو تلاش کریں تاکہ امام کو پہچاننے میں جتنی رکاوٹیں یا شکوک و شبہات ہیں، دور ہوجائیں اور حق تلاش کرنے والوں کو سچا رہبر اور صراطِ مستقیم مل جائے۔ فرموداتِ خدا اور دیگر دلائل کچھ اس طرح سے ہیں کہ قرآنِ کریم کی متعدد آیات اور رسولِ اکرم کی معتبراحادیثِ متواترہ نہایت خوبصورت انداز میں لوگوں کو اعلیٰ ترین انسانوں سے متعارف کرواتی ہیں۔ یہ عظیم ہستیاں انسانوں کی ہدایت و رہبری کی ذمہ دار ہیں۔انہی سالارانِ حق کے پہلے رہبر مولائے متقیان ، امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں

اور ان کا آخری رہبر حضرتِ قائم آلِ محمدبقیة اللہ الاعظم حجة بن الحسن العسکری علیہ السلام ہیں۔

خدا کی مدد و نصرت سے آئندہ ان دلائل کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا اور اس کے علاوہ دوسرے ابواب میں ہم اور نئی چیزیں بیان کریں گے جو انشاء اللہ مقصدِکتاب کی تصدیق کرنے والی ہوں گی،لیکن آخری فیصلہ ہم پڑھنے والوں پر ہی چھوڑتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ فَاِ نَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ لَمْ اَعْرِفْ رَسُولَکَ،اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ رَسُولَکَ فَاِ نَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِیْ رَسُولَکَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَکَ،اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ ضَلَلْتُ عَنْ دِیْنِیْ،اَللّٰھُمَّ لاٰ تُمِتْنِیْ مَیْتَةً جٰاھِلِیَّةً وَلاٰ تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنِیْ۔(آمین)۔

آفتاب ولایت

دوسرا باب فضائلِ علی علیہ السلام قرآن کی نظر میں ۔١

علی قرآن کی نظر میں علی کی شان میں آیات کی تعداد

شیعہ سنی مفکرین و محققین اورعلمائے اہلِ سنتکے اعترافات کے مطابق مولائے موحدین امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ایک جداگانہ شخصیت کے مالک تھے اور تمام صحابۂ رسول میں اُن کو انتہائی ممتاز مقام حاصل تھا۔ خدائے بزرگ نے سب سے زیادہ آیاتِ الٰہی انہی کی

شان میں نازل فرمائی ہیں۔
بیشمار معتبر روایات موجود ہیں جو اس حقیقت کو بڑے احسن انداز میں بیان کرتی ہیں لیکن کتاب کے اس حصے میں ہم برادرانِ اہلِ سنت کی کتب کے ذخائر سے استفادہ کریں گے۔
(ا)۔ علمائے اہلِ سنت کی ایک کثیر تعداد جیسے ''حافظ بن عساکر''، ''گنجی شافعی''، ''سیوطی''،
''ابن حجر''،''خطیبِ بغدادی''اور اسی طرح دوسروں نے بڑی اہم روایات اس ضمن میں نقل کی ہیں کہ جن میں بہت سی آیاتِ قرآنی جو شانِ علی علیہ السلام میں نازل ہوئیں، کا واضح ذکر کیا ہے۔
عَنْ اِبْنِ عَبَّاس قَالَ: نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ ثَلاٰثُ مِائَةِ آیَةٍ
ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئی ہیں۔ اس کو اپنی درج ذیل تصانیف میں نقل کیا ہے:
خطیبِ بغدادی ،ترجمۂ اسماعیل بن محمد بن عبدالرحمٰن شمارہ 3275، تاریخ بغداد جلد6،
ص:221۔
شیخ سلیمان قندوزی حنفی نے ینابیع المودة، باب42، ص148۔
حافظ بن عساکر،حدیث 941 ، ترجمہ امیر المؤمنین از تاریخ دمشق، جلد2، ص431،
طبع دوم۔

گنجی شافعی ،کتاب کفایة الطالب باب62، ص231۔

سیوطی ،کتاب تاریخ الخلفاء ،ص172 اور اللّٰئالی المصنوعہ ، ج1،ص192، ط1۔

ابن حجر ، کتاب صواعق، ص76۔

(ب)۔ اہلِ سنت کے دیگر علماء نے اس روایت کو نقل کیا ہے:

عَنْ یَزِیدِ ابنِ رُومٰان قَالَ: مَا نَزَلَ فِی اَحَدٍ مِنَ القُرآنِ مَانَزَلَ فِی عَلِیٍّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ.

”یزید ابن رومان روایت کرتے ہیں کہ جتنی تعداد میں آیاتِ قرآنی علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں، کسی اور کی شان میں نازل نہیں ہوئیں“۔

اس کو مندرجہ ذیل علماء نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے:

ابن عساکر، حدیث 940 ،ترجمہ امیر المؤمنین از تاریخ دمشق، ج2، ص430، ط2۔

ابن حجر، کتاب صواعق، ص76۔

سیوطی ،تاریخ الخلفاء، ص 171(ابن عباس سے)۔

حافظ الحسکانی، حدیث 50، باب اوّل 5 ، از مقدمہ کتاب شواہد التنزیل، ج1، ص39

طبع اوّل اور حدیث 55 ، ص 41 - اسی کتاب میں۔

گنجی شافعی، باب 62، کتاب کفایة الطالب ، ص 253۔

شبلنجی ، کتاب نورالابصار، ص73 وغیرہ۔

(ج)۔ حافظ الحسکانی جو اہلِ سنت کے معروف عالم ہیں، نے کتاب شواہد التنزیل میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے:

عَنِ الْاَصْبَغِ بنِ نَبٰا تَہ قٰالَ: قَالَ عَلِی عَلَیْہِ السَّلَام:نَزَلَ الْقُرْآنُ أَرْبَاعاً، فَرُبْعٌ فِینٰا وَرُبْعٌ فِی عُدُ وِّنَا وَرُبْعٌ سُنَنٌ وَأَمثٰالٌ وَرُبْعٌ فَرَائِضُ وَاَحْکٰامٌ فَلَنٰا کَرٰائِمُ الْقُرْآنِ۔

اصبغ بن نباتہ سے روایت کی گئی ہے ، کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

قرآن چار حصوں میں نازل ہوا ہے، ایک چوتھائی ہمارے(اہلِ بیت) کے بارے میں ہے، ایک چوتھائی ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے، ایک چوتھائی سنت اور مثالوں پر مشتمل ہے اور ایک چوتھائی فرائض اور احکام کے بارے میں ہے۔ پس کرائمِ قرآن ہمارے لئے ہے(یعنی جن آیات میں جوانمردی، اخلاقِ حسنہ اور بزرگی بیان کی گئی ہے، واضح طور پر اُن کا مصداق ہم ہیں)۔

حوالہ جات

حافظ الحسکانی کتاب شواہد التنزیل، حدیث 58، باب پنجم ، جلد1،صفحہ 43، اشاعت ِ اوّل اور شیخ سلیمان قندوزی حنفی کتاب ینابیع المودة، باب 42، صفحہ 148 اور دوسرے حوالے۔

آیاتِ گرانقدر کے چند نمونے

پہلی آیت

ولی تو بس صرف خدا ، اُس کا رسول اور علی علیہ السلام ہیں

اِنَّمَاوَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہ وَالَّذِیْنَ ٰ امَنُواالَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ۔

"سوائے اس کے نہیں ہے کہ حاکم تمہارا اللہ ہے اور اُس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور حالت ِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں"۔(سورئہ مائدہ:آیت55)

تشریح:

اس آیۂ شریفہ جس میں ولایت ِ خدا اور ولایت ِرسول کے ساتھ ساتھ ولایت ِعلی ابن ابی طالب علیہما السلام کا صریحاً ذکر ہے، کے شانِ نزول کے بارے میں شیعہ اورسنی مفسرین کااتفاق ہے اور وہ لکھتے ہیں : "ایک دن امیر المؤمنین علی علیہ السلام مسجد میں نماز اور عبادتِ خدا میں مشغول تھے۔جس وقت حضرت رکوع میں گئے تو ایک سائل مسجد میں داخل ہوا اور اُس نے مدد کیلئے پکارا۔حضرت علی علیہ السلام نے حالت ِ رکوع ہی میں اپنی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی سائل کی طرف کردی۔سائل نے وہ انگوٹھی خود آپ کی انگشتِ مبارک سے اتار لی اور خوشی خوشی مسجد

سے باہر چلاگیا‘‘۔

خدا کو علی علیہ السلام کا یہ عملِ خیر اتنا پسند آیا کہ اُس کی اہمیت کو بتانے کیلئے مندرجہ بالا آیت نازل فرمائی۔

اسی آیت کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت ابوذر غفاری نے روایت بیان کی ہے کہ ایک دن میں رسولِ خدا کے ہمراہ نماز پڑھ رہا تھا، ایک سائل مسجد میں داخل ہوا، اُس نے لوگوں سے مدد کی درخواست کی لیکن کسی نے بھی اُس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اُس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ میں نے تیرے رسول کی مسجد میں لوگوں کو مدد کیلئے پکارا لیکن کسی نے میری مدد نہ کی۔ اس وقت علی علیہ السلام حالتِ رکوع میں تھے، آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی سائل کی طرف بڑھا دی۔ سائل نے وہ انگوٹھی آپ کے دستِ مبارک سے اُتار لی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اس واقعہ کے خود شاہد تھے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے سر کو آسمان کی جانب بلند کیا اور خداسے مناجات کیں اور یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ وَاَنَا مُحَمَّدٌ نَبِیُّکَ وَصَفِیُّکَ،اَللّٰھُمَّ فَاشْرَحْ لِی صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیراً مِنْ أَھْلِیْ عَلِیّاً وَأَشْدُدْ بِہِ ظَھْرِیْ۔

’’خدایا! میں محمدتیرا نبی ہوں۔ خدایا! میرے سینے کو کھول دے اور میرے کام کو مجھ پر آسان کردے اور میرے لئے میرے خاندان میں سے علی کو

میرا وزیر بنادے اور اُس سے میری کمر کو مضبوط کردے“۔
ابوذرفرماتے ہیں کہ ابھی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اختتام کو نہیں پہنچی تھی کہ حضرتِ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا :” اے پیغمبر خدا! پڑھئے“۔ پھر یہ آیت تلاوت کی:
اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُواالَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ۔
حوالہ :مجمع البیان ج4،3۔ص324۔ تفسیرالمیزان،ج6ص1 تا 24،تفسیر نمونہ ج4ص422

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ فخر رازی اپنی کتاب تفسیر رازی جلد12،ص26، ناشر دارالکتب العلمیہ طہران، طبع2۔
2۔ بلاذری، انساب الاشراف، ج2،ص150، حدیث151، مطبوعہ بیروت،طبع1۔
3۔ گنجی شافعی کتاب کفایة الطالب،باب 62، ص250۔
4۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، ص251۔
5۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد، باب فضائل علی علیہ السلام،جلد9،ص134۔
6۔ الحموینی ، کتاب فرائد السمطین، جلد1، ص193،191۔مطبوعہ بیروت، طبع اوّل۔
7۔ حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل، حدیث231،جلد1،ص173، طبع اوّل۔

8۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں، جلد2،ص598،597، مطبوعہ بیروت ،کتاب البدایہ والنہایہ،

جلد7،ص358، باب فضائلِ علی علیہ السلام۔

9۔ ابن مغازلی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین، حدیث 355، ص312،311۔

10۔ سیوطی، کتاب الدرالمنثور، جلد2،ص322۔

11۔ بیضاوی خود اپنی تفسیر میں ، جلد1،ص372۔

12۔ زمخشری، کتاب کشاف، جلد1، ص649۔

13۔ طبری خود اپنی تفسیر میں، جلد6، ص288۔

14۔ متقی ہندی، کتاب کنزالعمال، جلد7، ص305، طبع1 اور طبع2، جلد6،ص391۔

15۔ خوارزمی ، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین ،ص187۔

نوٹ: اہلِ سنت کی چند کتابوں کے حوالہ جات اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ہم تمام کتبِ اہلِ
سنت کے حوالہ جات کو بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ اسی طرز کو آئندہ بھی اپنایا جائیگا۔

دوسری آیت

عملِ علی کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ عمل قرار دیتا ہے

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّاوَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَرَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌعَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔(سورئہ بقرہ:آیت274)

"جو لوگ اپنے مال کو دن اوررات، میں پوشیدہ اور ظاہر(راہِ خدا میں) صرف کرتے ہیں، اُن کا اجر اُن کے پروردگار کے پاس ہے اور اُن کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔

تشریح:

تمام علمائے شیعہ اور ایک کثیر تعداد علمائے اہلِ سنت نے روایاتِ متعدد کی بناء پر لکھا ہے کہ یہ آیتِ شریفہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ابن عباس سے نقل کرتے ہوئے اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے۔ ان میں سے ایک درہم آپ نے رات کو خیرات کیا۔ دوسرا درہم دن میں، تیسرا درہم چھپا کر اور چوتھا درہم ظاہراً مستحق افراد میں خیرات کیا۔اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو بہت پسند کیا اور مندرجہ بالا آیۂ شریفہ نازل فرمائی۔ اس طرح علی علیہ السلام کی شخصیتِ کامل کا تعارف کروایا۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن کثیر، کتاب اسد الغابہ، شرح حالِ امیر المؤمنین ، جلد4، ص25۔

2۔ بیضاوی اپنی تفسیر میں(تفسیر بیضاوی)جلد1،ص141، مطبوعہ بیروت۔

3۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین، حدیث282، باب 66،جلد1،ص356۔

4۔ فخر رازی تفسیر کبیر میں۔جلد7،صفحہ89۔ دوسری طبع میں، جلد7،صفحہ83۔

5۔ حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل، جلد1،صفحہ115۔

6۔ ابن مغازی ، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین ،صفحہ280۔

7۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور،جلد1،صفحہ374۔

8۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، باب62،صفحہ232۔

9۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی ، کتاب ینابیع المودة،صفحہ250۔

10۔ ابن کثیر اپنی تفسیر ، جلد1،صفحہ326۔

11۔ زمخشری، تفسیر کشاف، جلد1،صفحہ319۔

12۔ خوارزمی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین ، باب17، صفحہ190۔

تیسری آیت

تعارفِ علی برائے منصبِ امامت

یٰاَ یُّھَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَابَلَّغْتَ رِسَالَتَہُ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ۔

"اے رسول! جو کچھ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (علی علیہ

السلام کے بارے میں) نازل کیا گیا ہے، اسے پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو گویا تم نے اپنی رسالت ہی نہ پہنچائی اور اللہ آدمیوں کے شر سے تم کو محفوظ رکھے گا۔ بے شک اللہ منکروں کی رہبری نہیں فرماتا‘‘۔(سورئہ مائدہ:آیت:67)۔

تشریح

یہ آیۂ شریفہ حقیقت میں بہت ہی اہم پیغام کی حامل ہے یعنی وہ پیغام جس میں ذاتِ احدیت نے امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو منصب ِ امامت اور وصیِ رسالت کیلئے اپنا واضح اور کھلا فیصلہ عوام تک پہنچوایا۔ اس آیت میں پیغمبر اسلام سے خطاب ہے اور نہایت تاکید کے ساتھ حکم دیا گیا ہے : اے میرے رسول! وہ پیغام جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے، وہ لوگوں تک پہنچا دو اور اگر یہ پیغام تم نے لوگوں تک نہ پہنچایا تو ایسا ہے جیسے رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا(وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَابَلَّغْتَ رِسَالَتَہ)۔ اللہ تعالیٰ اس حکم کے دینے کے بعد اپنے رسول کودشمنوں کے شر سے محفوظ رکھنے کی خوشخبری بھی دیتا ہے۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ آیت ِمخصوص جو یقینا پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخر ِعمر شریف میں نازل ہوئی ہوگی، کونسا ایسا اہم پیغام تھا جس کو پہنچانے کیلئے اتنی سخت تاکید کی گئی۔

یہ بات تو یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اس پیغاممیں جو خدا کی طرف سے

دیا گیا تھا، بڑا اہم اور عظیم تھا اور یہ اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کیلئے تاریخ ساز تھا۔ قرآنی تعلیمات کو نکتۂ عروج تک پہنچانے کیلئے بنیادی کردار تھا۔ اس بناء پر ہمیں اس عظیم اور اہم پیغام کو سمجھنے کیلئے پوری کوشش اور جستجو کرنی چاہئے۔ روایات کی روشنی میں اصل حقیقت کا پتہ چلانا چاہئے۔

ابن عساکر، سیوطی، ثعلبی اور بہت سے دوسرے علمائے اہلِ سنت روایات کی روشنی میں معتقد ہیں کہ اس آیتِ قرآنی میں جو حکم دیا گیا ہے، وہ تعارفِ ولایتِ علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہے۔ ہم اس مقام پر اُن میں سے دو روایتوں کا ذکر کرتے ہیں:

(ا)۔ عَنْ اَبِی سَعیدالخدری قالَ:نَزَلَتْ هٰذِہ الآیۃ:''یٰاَیُّهَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَابَلَّغْتَ رِسَالَتَہ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ''۔عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ یَوْمَ غَدِیْرِ خُم فِی عَلِیٍ۔

''ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ یہ آیتِ شریفہ:''یٰاَ یُّهَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَابَلَّغْتَ رِسَالَتَہ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ''،غدیر خم کے موقع پر پیغمبر اسلام پر نازل ہوئی''۔

(ب)۔ عن ابن عباس فی قولہ(تعالٰی):''یٰاَ یُّهَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَابَلَّغْتَ رِسَالَتَہ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ طاِنَّ اللّٰہَ لَایَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ''،قَالَ نَزَلَتْ فِی عَلیٍ علیہ السلام أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلّٰی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلَّم

اَنْ یَبْلُغَ فِیْہِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلہ وسلَّم بِیَدِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَام فَقَالَ: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ۔

”ابن عباس سے اس آیت شریفہ : ”یٰٓاَ یُّھَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِکَط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَابَلَّغْتَ رِسَالَتَہ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ طاِنَّ اللّٰہَ لَایَہْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ“کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ علی کے بارے میں جو پیغام آپ کو بھیجا گیا ہے، اُس کو لوگوں تک پہنچا دیں۔ اسی لئے پیغمبر خدا نے علی کا ہاتھ پکڑکر بلند کیا اور فرمایا:”جس جس کا میں مولا ہوں، اُس اُس کا یہ علی مولا ہے۔ خدایا! علی کے دوستوں کو تو بھی دوست رکھ اور علی کے دشمنوں کو تو بھی دشمن رکھ“۔

علامہ طباطبائی فرماتے ہیں

علامہ طباطبائی تفسیر المیزان میں اس آیۂ شریفہ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ علمائے شیعہ اور اہلِ سنت سے روایات کی روشنی میں یہ بالکل واضح ہے کہ یہ آیت ولایت ِعلی کے سلسلہ میں پیغمبر خدا پر نازل ہوئی۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خطرہ لاحق تھا کہ کچھ افراد(مخالفین وبدگمانِ لاعلم) آپ پر(اقرباء نوازی سے علی علیہ السلام جو آپ کے چچا زاد بھائی تھے، کو اقتدارِ حکومت دلوانے کی) الزام تراشی کریں گے۔ اس وجہ سے پیغمبر اسلام کو اس پیغام کو پہنچانے کیلئے مناسب وقت کا انتظار تھا۔ یہاں

تک کہ خدا کی جانب سے یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپ کو یہ اطمینان دلایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دشمنوں کے شر سے بچائے گا۔ لہٰذا غدیر خم کے موقع پر آپ نے فرمایا:
مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔
"جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہیں"۔
(تفسیر المیزان:جلد6،صفحہ49)۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1- سیوطی ، تفسیر الدرالمنثور، جلد2،صفحہ327۔

2- فخر رازی، تفسیر کبیر، جلد3،صفحہ636، دوسری طباعت، جلد12،صفحہ49۔

3- حافظ بن عساکر، کتاب تاریخ دمشق، حدیث589، جلد2،صفحہ86۔

4- شیخ سلیمان قندوزی ، ینابیع المودة، صفحہ140، باب39 اور ص283،حدیث56۔

5- حافظ حسکانی، کتاب شواہد التنزیل، شمارہ244،جلد1، صفحہ188۔

6- ابوالحسن واحدی نیشاپوری، کتاب اسباب النزول، صفحہ150۔

7- حافظ ابونعیم اصفہانی، کتاب "مانزل من القرآن فی علی"۔

8- شہاب الدین آلوسی شافعی، کتاب روح المعانی، جلد6،صفحہ172، دوسری طباعت،

جلد2،صفحہ348۔

9۔ ابن صباغ مالکی، کتاب فصول المہمة، صفحہ27۔

10۔ قاضی شوکانی، کتاب فتح القدیر، جلد3،صفحہ57۔

اسی طرح دیگر علمائے اہلِ سنت نے بھی اس کو نقل کیا ہے مثلاً حافظ ابوسعید سجستانی کتاب الولایہ اور بدرالدین حنفی کتاب عمدة القاری اور حموینی کتاب فرائد السمطین۔

چوتھی آیت

تکمیلِ دین ، اتمامِ نعمتِ خدا اور تعارفِ علی بر منصبِ امامت

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

”آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور دین اسلا م کو تمہارے لئے پسند کیا“۔(سورئہ مائدہ: آیت4)۔

تشریح

اس آیت کی شانِ نزول کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ پیغمبر اسلام حجة الوداع ادا کرنے کے بعد واپسی کے سفر پر تھے کہ آپ نے بمطابق حکمِ خداسب کو غدیر خم کے مقام پر جمع کیا اور اُن کو خطبہ دیا اور پھر علی کا دستِ مبارک پکڑ کر بلند کیا اور حضرت علی علیہ السلام کی جانشینی اور

ولایت کا اعلان کیا۔ جب پیغمبر نے اپنا بیان تمام کیا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ آیت نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

حافظ الحسکانی جو اہلِ سنت کے مشہور و معروف عالم ہیں، نے اپنی کتاب شواہد التنزیل میں مندرجہ ذیل روایتِ غدیر نقل کی ہے۔ وہ اسناد کے ساتھ ابو سعید خدری کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام نے فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرْ عَلٰی اِکْمٰالِ الدِّیْنِ وَ اِتْمٰامِ النِّعْمَۃِ وَ رِضَاالرَّبِ بِرِسٰالَتِیْ وَوِلٰایَۃِ عَلِی بْنِ ابِی طَالِبٍ مِنْ بَعْدِی۔

"اللہ اکبر، اللہ کا دین مکمل ہوا اور اللہ کی نعمتیں تمام ہوئیں اور پروردگار راضی ہوا میری رسالت پر اور میرے بعد ولایتِ علی ابن ابی طالب علیہما السلام پر"۔

تقریباً تمام علمائے اہلِ سنت اور شیعہ نے پیغمبر کے اس کلام کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے اور مزید لکھتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ فرمانے کے بعد یہ بھی کہا:

(ثُمَّ قَالَ):مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَ عَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَ انْصُرْمَنْ نَصَرَہُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہُ۔

"جس کا میں مولا ہوں، اُس کے علی مولا ہیں، خدایا! جو کوئی علی کو دوست رکھے، تو بھی اُسے دوست رکھ اور جو کوئی علی سے دشمنی رکھے، تو

بھی اُس سے دشمنی رکھ اور تو اُس کی مدد فرما جو علی کی مددکرے اور اُس کو ذلیل و رسوا کردے جو علی کو رسوا کرنے کی کوشش کرتا ہے“۔

تصدیقِ فضیلت کتبِ اہلِ سنت سے

1۔ حافظ الحسکانی ، کتاب شواہد التنزیل، حدیث211،جلد1،صفحہ157۔

2۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین، باب12،جلد1،صفحہ74۔

3۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں، جلد2،صفحہ491،دوسری طباعت، جلد2،صفحہ14 اور اسی طرح البدایہ والنہایہ، جلد7،صفحہ347۔

4 ۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، باب62،صفحہ62،60۔

5۔ ابن مغازلی شافعی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین ، حدیث24،صفحہ19۔

6۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب38،صفحہ135۔

7۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور، جلد2،صفحہ284۔

8۔ حافظ ابی نعیم اصفہانی، کتاب”مانزل من قرآن فی علی“۔

9۔ خوارزمی، کتاب مناقبِامیر المؤمنین ، فصل4،جلد1،صفحہ47۔

پانچویں آیت

علی ایک عظیم رہنما

اِنَّمَآاَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ۔

”(اے رسول)! سوائے اس کے نہیں ہے کہ تم تو ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کیلئے ایک ہادی ہوا کرتا ہے“۔(سورئہ رعد:آیت7)۔

تشریح

اس سے پہلے کہ ہم رو ایاتِ مربوط کو دیکھیں اور شانِ نزول پر غور کریں، مناسب ہوگا کہ ہم منذر(ڈرانے والا) اور ہادی(ہدایت کرنے والا) کے درمیان فرق واضح کریں۔

علمائے تفسیر کے نزدیک منذر وہ ہوتا ہے جو گمراہوں کو دلائل و مشاہدات کے ساتھ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نہ ماننے کی صورت میں گمراہی کے نتائج سے ڈراتا ہے۔ یہی پیغمبرانِ خدا کا کام اور ذمہ داری ہوتی ہے، لیکن ہادی وہ ہوتا ہے جو لوگوں کے راہِ راست پر آنے کے بعد اُن کی پیشوائی کرتا ہے بلکہ حقیقت میں اُن کو صراطِ مستقیم سے بھٹکنے سے باز رکھتا ہے۔ یہ اولیاء اللہ کی اوّلین ذمہ داری ہوتی ہے۔ پس رسول شریعت کو نافذ کرتا ہے اور امام اُس شریعت کی حفاظت کرتا ہے اور لوگوں کی ہدایت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

اب اس فرق کے ساتھ ہم روایات کی طرف چلتے ہیں جو اس آیۂ شریفہ کے ضمن میں بیان کی گئی ہیں:

(ا)۔ طبری ایک مشہور عالمِ دین اور دانشمند ہیں جن کا تعلق اہلِ سنت سے

ہے۔ اپنی تفسیر میں اس آیت کے بارے میں یہ روایت نقل کرتے ہیں:
عَنْ اِبْنِ عَبَاس قٰالَ:لَمَا نَزَلَتْ"اِنَّمَاآَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ"،وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّٰی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِہ وَسَلَّمْ یَدَہُ علی صدرِہِ فقٰالَ:أَنَاالمُنْذِرُوَلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ وَ أَوْمیٰ بِیَدِہِ اِلٰی مَنْکَبِ عَلِیٍّ فقٰال: اَنْتَ الهَادِی یَاعَلِیُّ بِکَ یَهْدِیْ الْمُهْتَدُوْنَ بَعْدِی۔
"ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ آیۂ شریفہ"اِنَّمَاآَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ"نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام نے اپنا ہاتھ سینہ پر رکھا اور کہا کہ میں منذر ہوں اور ہر قوم کیلئے رہنما ہوتا ہے اور پھر علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: "تم ہی ہادی ہو اے علی !میرے بعد تمہارے وسیلہ سے ہی ہدایت یافتہ لوگ صراطِ مستقیم کی ہدایت پاتے رہیں گے"۔
(ب)۔ حافظ ابو نعیم اصفہانی اور بہت سے دوسروں نے بھی مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے:
عَنْ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ فِی قَوْلِہَ تَعٰالٰی:"اِنَّمَاآَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ"(قٰالَ)قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلّٰی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِہ وَسَلَّمْ:أَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِیٌّ الهٰادِیْ،یٰا عَلِیُّ بِکَ یَهْتَدِیِ الْمُهْتَدُوْنَ۔
"ابن عباس سے روایت ہے کہ اس آیت"اِنَّمَاآَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ" کے نزول کے وقت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں منذر ہوں اور علی ہادی۔ اے علی ! ہدایت یافتہ لوگ تمہارے وسیلہ سے ہی صراطِ مستقیم پر قائم رہیں گے"۔
(ج)۔ حموینی جو اہلِ سنت کے ایک معروف عالم ہیں، کتاب "فرائد السمطین"

میں ابوہریرہ اسلمی سے اس طرح روایت کرتے ہیں:

اِنَّ المُرَادَ بِالْھَادِی عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَام۔

"یعنی اس آیت میں ہادی سے مراد علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں"۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ فخررازی، تفسیر کبیر میں جلد19،صفحہ14۔

2۔ سیوطی، الدرالمنثور، جلد4،صفحہ52۔

3۔ حافظ حسکانی ، کتاب شواہد التنزیل، جلد1،صفحہ293،حدیث 398۔

4۔ حاکم، کتاب المستدرک، جلد3،صفحہ129،130باب فضائلِ علی علیہ السلام۔

5۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، باب62،صفحہ233۔

6۔ خطیبِ بغدادی، کتاب تاریخ بغداد، جلد12،صفحہ372۔

7۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل در مسند علی ، کتاب المسند، جلد1،صفحہ126،طباعت اوّل۔

8۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں جلد4،صفحہ499اور طبع دوم جلد2،صفحہ502،چھپائی بیروت۔

9۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة، بابِ مناقب70،صفحہ282،حدیث50۔

10۔ حافظ ابو نعیم اصفہانی ، کتاب"ما نزل من القرآن فی علی"۔

11۔ طبری اپنی تفسیر میں جلد13،صفحہ108، طبع اوّل۔

12- طبرانی ، کتاب معجم الکبیر جلد1،صفحہ162، طبع دوم۔

چھٹی آیت

عظمتِ علی اور فاسقوں کی تذلیل

اَ فَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًّالَایَسْتَوٗنَ۔(سورئہ سجدہ:آیت18)

”کیا وہ شخص جو مومن ہے اُس کی مانند ہے جو فاسق ہے(دونوں ہرگز برابر نہیں ہیں“۔

تشریح

اس آیت سے مراتبِ عظیم حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتے ہیں اور آپ کا مقام نمایاں ہوتا ہے۔ تمام مفسرین عالی قدر(اہلِ سنت و شیعہ) اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ایک روز ولید بن عقبہ بڑے غرور اور تکبر سے حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا:

اَنَا وَاللّٰہِ اَبْسَطُ مِنْکَ لِسَاناً وَاَحَدُّ مِنْکَ سَنٰاناً۔

”خدا کی قسم! میں آپ کی نسبت زبان فصیح تر اور نیزہ تیز تر رکھتا ہوں“۔ (یعنی کلام میں بھی اور جنگ کے ہنر میں بھی آپ سے آگے ہوں)۔

مولا علی علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا:

اُسْکُتْ اِنَّمَا اَنْتَ فَاسِقْ۔

”خاموش ہوجا! تو یقینا فاسق ہے“۔

اُس وقت یہ آیت پیغمبر اسلام پر نازل ہوئی ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک سے علی کے مقام اور عظمت کو بیان فرمایا اور ولید بن عقبہ کا فسق ظاہر کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر بھی ولید بن عقبہ کا فسق ظاہر کیا ہے۔ سورئہ حجرات کی آیت6کے ضمن میں یہ ہے کہ پیغمبر اسلام نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنی المصطلق کی طرف زکوٰة جمع کرنے کیلئے بھیجا۔ جس وقت قبیلہ کے لوگوں کو علم ہوا کہ پیغمبر اسلام کا نمائندہ اُن کی جانب آرہا ہے تو وہ بہت خوش ہوئے اور وہ اُس کے استقبال کیلئے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے۔ چونکہ زمانۂ جاہلیت میں ولید اور اُس قبیلہ کے لوگوں کے درمیان بڑی دشمنی تھی، ولید نے یہ خیال کیا کہ یہ لوگ اُسے قتل کرنے کیلئے گھروں سے باہر نکل آئے ہیں، ولید واپس ہوگیا اور پیغمبر اسلام کے پاس واپس آکر بغیر تصدیق کئے ہوئے کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! اُن لوگوں نے زکوٰة دینے سے انکار کردیا ہے اور وہ سب کے سب مرتد ہوگئے ہیں۔ یہ سن کر رسولِ خدا کچھ پریشان ہوئے اور ارادہ کیا کہ اُس قبیلہ کے لوگوں کو انتباہ کریں۔

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَائَکُم فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ فَتَبَیَّنُوْا۔

”اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اُس کی

تحقیق کرلیا کرو“۔
اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ نے جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ولید نے جھوٹ بولا ہے۔

تصدیقِ حقیقت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حافظ حسکانی، کتاب شواہد التنزیل، جلد1،صفحہ448۔

2۔ خطیبِ بغدادی، تاریخ بغداد، جلد13،صفحہ321۔

3۔ بلاذری، ترجمہ امیر المؤمنین از انساب الاشراف، جلد2،صفحہ148،حدیث148،

150، طبع بیروت اوّل۔

4۔ ابن مغازلی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین علیہ السلام، شمارہ371،370،صفحہ324۔

5۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں جلد3،صفحہ462۔

6۔ شیخ سلیمان قندوزی ،ینابیع المودة، ص250(فی ذکرما انزل فی علی من الآیات)۔

7۔ زمخشری تفسیر کشاف میں، جلد3،صفحہ514۔

8۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور، جلد5،صفحہ193۔

9۔ طبری اپنی تفسیر میں، جلد21،صفحہ68،61۔

10۔ حافظ المزی، کتاب تہذیب اکمال، جلد8،صفحہ1475۔

11- قطیعی، کتاب الفضائل، صفحہ112،طبع1۔
12- ابوالحسن الواحدی، کتاب اسباب النزول، صفحہ263۔

ساتویں آیت

علی سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ۔لا اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ۔

"اور آگے بڑھنے والے، وہ تو آگے ہی بڑھنے والے ہیں(نعمت والی جنتوں میں) مقرّبِ بارگاہ تو وہی ہیں"۔(سورئہ واقعہ:آیت10)

تشریح آیت

علمائے اہلِ سنت اور شیعہ کی متعدد روایات کی روشنی میں جو اس آیت کی تفسیر کے سلسلہ میں نقل کی گئی ہیں اور مفسرین کے نظریہ کے مطابق یہ آیت حضرت علی علیہ السلام (جو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے اور ایمان لانے والے ہیں)، کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس تفسیرکے استدلال کیلئے درج ذیل روایات ملاحظہ فرمائیں:

(ا)۔ تفسیر نورالثقلین، جلد5،صفحہ206 اور تفسیر المیزان جلد9،صفحہ134میں ابن عباس سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے

فرمایا کہ جبرئیل نے مجھ سے اس طرح کہا ہے:
ذٰلِکَ عَلِیٌّ وَ شِیعَتُہُ ھُمُ السّٰابِقُوْنَ اِلَی الجَنَّةِ اَلْمُقَرَّبُوْنَ مِنَ اللّٰہِ بِکَرَامَتِہِ لَھُمْ۔
"وہ علی اور اُن کے پیروکار شیعہ ہیں جو جنت کی طرف پیشقدمی کرنے والے ہیں اور خدا کے نزدیک جو اُن کا مقام اور احترام ہے، اُس وجہ سے وہ بارگاہِ الٰہی میں مقرّب ہیں"۔

(ب)۔ اہلِ سنت کے علماء کی نظر میں آیت کی تفسیر
اس آیت کی تفسیر میں متفقہ طور پر تمام علمائے اہلِ سنت نے اپنی کتابوں میں درج ذیل روایات نقل کی ہیں:
1۔ ابن عباس سے آیۂ شریفہ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ۔لا اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَسے متعلق روایت ہے:
اِلٰی آخِرِ الْقِصَّةِ قَالَ: سٰابِقُ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ عَلِیُّ بْنُ ابی طَالِب۔
"اس اُمت میں ایمان اور عمل میں سب سے سبقت لے جانے والے علی ہیں۔
2۔ ایک دوسری روایت میں ابن عباس سے روایت ہے:
اَوَّلُ مَنْ صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ عَلِیٌ وَفِیْہِ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْآیَة۔
"سب سے پہلے جس نے پیغمبر اکرم کے ساتھ نماز ادا کی، وہ علی علیہ السلام ہیں اور یہ آیت "وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ۔لا اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ " علی علیہ السلام کی شان میں

نازل ہوئی ہے۔

3۔ ایک اور روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ:

سَبَقَ یُوْشَعُ بْنُ نُون اِلٰی مُوْسٰی وَ سَبَقَ یٰاسِیْن اِلٰی عِیْسٰی وَسَبَقَ عَلِیٌ اِلٰی مُحَمَّدٍ صلّٰی اللّٰہُ علیہ وآلہ وسلَّمْ۔

”یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ پر ایمان لانے میں سبقت کی اور یاسین نے حضرت

عیسیٰ پر ایمان لانے میں سبقت کی اور حضرت علی علیہ السلام نے حضرت محمد پر ایمان لانے میں سبقت کی(یعنی سب سے پہلے ایمان لائے)“۔

اس بحث کے آخر میں یاد دہانی کروائی جاتی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے سب سے پہلے اسلام اور ایمان و عمل کے بارے میں بہت سی روایات علمائے شیعہ و سنی نے لکھی ہیں، اُن سب کو نقل کرنا یہاں ممکن نہیں، البتہ بعد میں دیگر مقامات پر اشارةً ذکر کیا جائے گا۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن مغازلی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین ، حدیث365، صفحہ320۔

2۔ حافظ حسکانی، کتاب شواہد التنزیل، حدیث928، جلد2، صفحہ216۔

3۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد، جلد9،صفحہ102۔

4۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور،جلد6،صفحہ171۔

5۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، باب 100،صفحہ377۔

6- ذہبی، کتاب میزان الاعتدال، جلد1،صفحہ536،حدیث2003۔

7- ابن عمر یوسف بن عبداللہ، کتاب استیعاب، جلد 3،صفحہ1090، روایت1855۔

8- سبطِ بن الجوزی، کتاب تذکرۃ الخواص، باب دوم، صفحہ21۔

9- حافظ بن عساکر، کتاب تاریخ دمشق، حدیث 141،59، باب شرح حالِ امیر المومنین ، جلد1،صفحہ117،41۔

10- طبرانی، کتاب معجم الکبیر، جلد3،صفحہ112۔

11- خوارزمی، کتاب مناقب ِعلی حدیث7،صفحہ19۔

12- شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب 38،صفحہ135۔

آٹھویں آیت

سورئہ توبہ میں علی کی دو نمایاں صفات کا ذکر

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ آمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِط لَایَسْتَوٗنَ عِنْدَاللّٰہِ ط وَاللّٰہُ لَایَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔

"کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد الحرام کا آباد رکھنا اس شخص کے برابر کردیا جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور جس نے راہِ خدا میں جہاد کیا۔ اللہ کے نزدیک تو یہ سب برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالم لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا"۔(سورئہ توبہ: آیت19)

تشریح

اس آیتِ قرآنی میں جو کہ سورئہ توبہ سے ہے، علی علیہ السلام کی دو خصوصی اور نمایاں صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی صفت خدا اور روزِ قیامت پر ایمان لانا اور دوسری صفت راہِ خدا میں جہادکرنا ہے۔ بہت سی روایات کی بناء پر جن میں سے زیادہ تر اہلِ سنت سے نقل کی گئی ہیں، اس آیت کا شانِ نزول اس طرح سے ہے کہ ایک دن عباس بن عبدالمطلب اور شیبہ حضرت علی علیہ السلام کے مقابلہ میں فخرومباہات کررہے تھے اور خود کو علی علیہ السلام سے برتر ظاہر کررہے تھے۔ عباس بن عبدالمطلب نے حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کرکے کہا کہ مجھے وہ سعادت ملی ہے جو کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی اور وہ حاجیوں کو پانی پلانے اور اُن تک پانی پہنچانے کی ہے(یہاں یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں حاجیوں کو سیراب کرنا بڑا افضل کام سمجھا جاتا تھا۔ قصی بن کلاب جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں، کا یہی شغل تھااورانہوں نے فوت ہونے کے وقت یہ کام اپنے بیٹے عبدِمناف کے سپرد کیا۔ پھر یہ کام اُن کے فرزندوں میں جاری رہا،یہاں تک کہ عباس بن عبدالمطلب تک پہنچا.....(تفسیر المیزان، جلد9،ص210)عباس بن عبدالمطلب کے خطاب کے بعد شیبہ حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب ہوا اور کہا کہ مجھے بھی ایک بہت بڑی سعادت نصیب ہوئی ہے اور وہ تعمیر

مسجد الحرام ہے۔ اُس وقت علی علیہ السلام(جو ہمیشہ فخرومباہات کرنے والوں کے مقابلہ میں عاجزی و انکساری سے کام لیتے تھے) بولے:” مجھے وہ سعادت اور فضیلت حاصل ہے جو تم میں سے کسی کو میسر نہیں“۔وہ دونوں بولے:”یا علی ! وہ کونسی فضیلت ہے ؟“حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ضَرَبْتُ خَرَاطِیْمَکُمَا بِالسَّیْفِ حَتّٰی آمَنْتُمَا بِاللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَرَسُوْلِہِ۔

”میں نے تمہاری ناک پر تلوار ماری ہے، یہاں تک کہ تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لے آئے“۔

عباس بن عبدالمطلب یہ سن کر سخت ناراض ہوئے اور غصے میں پیغمبر اسلام کی خدمت میں پہنچے اور حضرت علی علیہ السلام کی شکایت کی۔ آپ نے علی علیہ السلام کو بُلوایا اور اُن سے اس مسئلہ کے بارے میں جواب مانگا۔علی علیہ السلام نے عرض کیا:”یا رسول اللہ! میں نے ان سے صحیح اور حق بات کی ہے۔ یہ اُسے سن کر ناراض ہوں یا خوش ہوں“۔ اُس وقت حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا:

”یٰا مُحَمَّدٌ رَبُّکَ یَقْرَأ عَلَیْکَ السَّلاٰمُ وَ یَقُولُ اُ تْلُ عَلَیْھِمْ: ”اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِط لَایَسْتَوٗنَ عِنْدَاللّٰہِ ط وَاللّٰہُ لَایَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ“۔

”یا محمد! اللہ تبارک و تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ ان پر اس آیت کی

تلاوت کریں:

”اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِطلَایَسْتَوٗنَ عِنْدَاللّٰہِطوَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ“۔

اس آیت کو سننے کے بعد عباس بن عبدالمطلب نے تین مرتبہ کہا:”میں نے راضی ہوکر یہ تسلیم کرلیا“۔

حافظ ابونعیم اصفہانی نے،جو اہلِ سنت کے بزرگ علماء میں سے ہیں، کتاب”ما نزل من القرآن فی علی علیہ السلام“ میں اس روایت کو نقل کیا ہے:

عَنْ اِبنِ عباس رضی اللّٰہ عَنْہُ فی قولہِ تعالٰی:اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِط لَایَسْتَوٗنَ عِنْدَاللّٰہِ ط(قال) نَزَلَتْ فِی عَلِیِّ ابنِ اَبی طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالعَبَّاسِ رضی اللّٰہ عنہ و طلحہ بن شیبة۔

”ابن عباس سے روایت ہے کہ آیۂ شریفہ اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِط لَایَسْتَوٗنَ عِنْدَاللّٰہِ ط وَاللّٰهُ لَایَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ“علی علیہ السلام اور عباس و طلحہ بن شیبہ کیلئے نازل ہوئی ہے۔

تصدیقِ فضیلت کتبِ اہلِ سنت سے

1۔ فخر رازی تفسیر کبیر میں، جلد16،صفحہ11۔

2۔ گنجی شافعی ، کتاب کفایة الطالب، باب 62،صفحہ238۔

3۔ حافظ حسکانی ، کتاب شواہد التنزیل، جلد 1،صفحہ344، طبع اوّل۔

4۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور میں، جلد3،صفحہ236، طبع دوم، صفحہ218۔

5۔ ابن مغازلی شافعی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین ، حدیث368،367۔

6۔ حافظ ابی نعیم اصفہانی، کتاب"ما نزل من القرآن فی علی علیہ السلام"۔

7۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب 21،صفحہ106۔

8۔ زمخشری تفسیر کشاف میں، جلد2،صفحہ256۔

9۔ طبری اپنی تفسیر ، شمارہ61566،61561،ج10،صفحہ96، طبع دوم، ج 14،ص170

10۔ واحدی، کتاب اسباب النزول، صفحہ182۔

نویں آیت

آیۂ تطہیر پنجتن پاک پر اللہ تعالیٰ کی عنایتِ کامل ہے

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا۔

"اے اہلِ بیت ! سوائے اس کے نہیں ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھے اور تم کو ایسا پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے"۔(سورئہ احزاب:آیت 33)۔

تشریح

آیۂ تطہیر ایک غیر معمولی اہمیت کی حامل اور پُر معنی آیت ہے۔ اس میں پنجتن کی عصمت و طہارت اور عظمت و جلالت کو بڑے واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ ایسی آیت ہے جو ولایتِ علی علیہ السلام اور آپ کی اولاد کی عظمت و طہارت پر مہر ثبت کرتی ہے۔ اس آیت میں چند بڑے اہم نکات ہیں جو بڑے غور طلب ہیں۔ ان کو خاص توجہ سے سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے ہم روایات کو بیان کرنے سے قبل ان پر توجہ دیں گے اور علمائے تفسیر سے مدد لیتے ہوئے ان کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ اس آیت کے شروع میں کلمہ"اِنَّمَا"آیا ہے۔ یہ کلمہ حصر ہے(اسی سے حصار ہے یعنی قلعہ جو پرانے زمانے میں اجنبیوں کو اندر داخل ہونے سے روکنے کیلئے بنایا جاتا تھا) اس کے بعد کلمہ"یُرِیْدُ"ہے جو اللہ کے ارادۂ تکوینی کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ ارادہ جس سے کسی چیز کو وجود میں لانا مقصود ہوتا ہے۔ انسان کا ارادہ اور ہے جو اکثر ٹوٹ جاتا ہے اور خدائے بزرگ وبرترکا ارادہ اور ہے جس کو کوئی شے نہیں روک سکتی۔ پس اللہ تعالیٰ کا ارادہ حکمِ قطعی کا درجہ رکھتا ہے۔

خاندانِ پیغمبر کوپاک و طاہر رکھنا اللہ کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ پاک و طاہر رہیں۔ جبر کے وسوسے کو دور کرنے کیلئے اس کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ معصومین علیہم السلام میں اپنے سلیقۂ اعمال کی وجہ سے اور پروردگار کی عنایتِ خاصہ سے ایسی صفت ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ لوگوں میں نمونۂ طہارت و اخلاق ہوتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں وہ اللہ

تعالیٰ کی عنایات سے اور اپنے پاک اعمال سے ایسے ہوتے ہیں جو گناہ کرنے کی طاقت و صلاحیت رکھتے ہوئے بھی گناہ کے قریب نہیں جاتے۔
اس سے اگلا کلمہ"رِجس"ہے۔ رجس کے معنی ناپاک چیز کے ہیں، خواہ وہ ناپاکی کسی حکمِ شرع سے ہو یا تابع عقل ہویا کسی کی طبیعت کی ناپسندیدگی کی وجہ سے۔المختصر کلمۂ رجس کے معنی بہت وسیع ہیں۔ اس کے اوپر الف اور لام کے اضافہ سے اس کے معنی میں ہر قسم کی ناپاکی شامل ہوجاتی ہے۔ کلمۂ " تطہیر"کے معنی پاک رکھنے اور ہر قسم کی ناپاکی سے دوری کے ہیں۔کلمۂ"اہلِ بیت" سے تمام علمائے کرام اور مفسرین اہلِ بیتِ پیغمبر اسلام مراد لیتے ہیں۔
اب رہا یہ مسئلہ کہ اہلِ بیتِ پیغمبر اسلام میں کون کون سے افراد شامل ہیں، اس کیلئے مفسرین اورعلمائے کرام کے درمیان بڑی بحث موجود ہے۔بعض مفسرین کے نزدیک اہلِ بیتِ پیغمبر میں آپ کی ازواج بھی شامل ہیں کیونکہ آیۂ تطہیر سے پہلی آیت اور اس کے بعد والی آیت ازواجِ رسول سے متعلق ہیں۔ اس خیال کی نفی تو صرف ایک اہم نکتہ سے ہوجاتی ہے یعنی آیۂ تطہیر سے قبل اور بعدمیں آنے والی آیات میں ضمیر مؤنث ہے اور آیۂ تطہیر کی ضمیر جمع مذکر ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس آیت کے مفہوم کو پچھلی اور اگلی آیت سے نہیں جوڑا جاسکتا۔ اس آیت کے مخاطب یقینا مختلف ہیں۔ شاید اسی واسطے کچھ مفسرین نے اس آیت میں تمام خاندانِ پیغمبر اسلام اور اُن کی تمام ازواج کو شامل سمجھا ہے لیکن بہت ہی زیادہ روایات جو اہلِ سنت

اور شیعہ حضرات سے نقل کی گئی ہیں، آیت کے اس معنی کی بھی نفی کرتی ہیں۔ روایات کے مطابق اس آیت کے مخاطب صرف پانچ افراد ہیں جنہیں پنجتن پاک کے نام سے یاد کیاجاتا ہے اور یہ ہستیاں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں۔ اس ضمن میں ایک سوال اکثر یہ کیا جاتا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب بات ازواجِ رسول کے ضابطہ ٔاخلاق کی ہورہی تھی تو درمیان میں ایک ایسی آیت آگئی کہ جس میں ازواج شامل نہیں ہیں۔ اس کا جواب علامہ طباطبائی مرحوم نے اس طرح دیا ہے :

"ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ آیت"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا"باقی اُن آیات کے ساتھ نازل ہوئی ہو جن میں ازواج کا ذکر ہے بلکہ روایات کے مطابق یہ آیت ِتطہیر جداگانہ نازل ہوئی ہے اور آیاتِ قرآن کے جمع کرنے کے وقت محض اُن آیات کے ساتھ اکٹھی کی گئی ہے۔ علمائے تفسیر کے مطابق اور بہت سی جگہوں پر ایسی آیات نظر سے گزرتی ہیں جن کا موضوع اگلی اور پچھلی آیتوں سے مختلف ہوتا ہے۔ مثال کے طور پرملاحظہ ہو: اِنَّہ مِنْ کَیْدِکُنَّ اِنَّ کَیْدَ کُنَّ عَظِیْمٌ یُوسَفُ اَعْرِضْ عَنْ ھَذَا وَستَغْفِرِی لِذَنْبِکَ۔ اس میں" یوسَفُ اَعْرِضْ عَنْ ھَذا" ایسے دو جملوں کے درمیان ہے جن کی مخاطبہ

زلیخا ہیں۔عرب کے فصحاء اور ادیبوں کے کلام میں بھی ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

بہت سی روایات کے مطابق یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آیۂ تطہیر کے مخاطب پنجتن پاک ہیں۔ ان میں سے چند روایات کو یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

دوسرا باب فضائلِ علی علیہ السلام قرآن کی نظر میں ۔۲

(ا)۔ عَنْ اُمِّ سلمہ قَالَتْ: نَزَلَتْ ھٰذِہِ الآیَۃُ فِی بَیْتِیْ''اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا''، وَفِی الْبَیْتِ سَبْعَۃ، جبرئیل و میکائیل و علیٌ فاطمۃ والحسن والحسین وأَنَا عَلٰی بٰابِ الْبَیْتِ قُلْتُ: یٰارَسُوْلَ اللّٰہِ، أَ لَسْتُ مِنْ اَھْلِ الْبَیْتِ؟ قٰالَ اِنَّکِ عَلٰی خَیْرِ اِنَّکِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِیَ۔

''اُمِ سلمہ سے روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ آیۂ تطہیر اُن کے گھر میں نازل ہوئی اور آیت کے نزول کے وقت گھر میں سات افراد موجود تھے اور وہ جبرئیل، میکائیل، پیغمبر اسلام، حضرت علی علیہ السلام، جنابِ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا، امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام تھے۔ میں گھر کے دروازے کے پاس کھڑی تھی۔ میں نے عرض کیا:''یا رسول اللہ! کیا میں اہلِ بیت میں سے نہیں ہوں؟'' پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ اے سلمہ! بے

شک تو خیر پر ہے لیکن تو ازواج میں شامل ہے“۔

(ب)۔ ثعلبی اپنی تفسیر میں اُمِ سلمہ سے یوں نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم گھر میں موجود تھے کہ بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا ایک ریشمی چادر اپنے بابا کے پاس لائیں۔ پیغمبر خدا نے فرمایا:”بیٹی فاطمہ ! اپنے شوہر اور اپنے دونوں بیٹوں حسن اور حسین کو میرے پاس لاؤ“۔ بی بی فاطمہ نے اُن کو اطلاع دی اور وہ آگئے۔ غذا تناول کرنے کے بعد پیغمبر نے چادر اُن پر ڈال دی اور کہا:

’اَلّٰلھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُبَیْتِیْ وَعِتْرَتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْہِیْرا‘

”خداوندا! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ ان سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک رکھ جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے“۔

اس وقت یہ آیت ”اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا“نازل ہوئی۔

میں نے عرض کیا:”یا رسول اللہ! کیا میں بھی آپ کے ساتھ اس میں شامل ہوں؟“ آپ نے فرمایا:”سلمہ! تو خیر اور نیکی پر ہے(لیکن تو اس میں شامل نہیں)“۔

(ج)۔ علمائے اہلِ سنت کی کثیر تعداد نے جن میں ترمذی ، حاکم اور بہیقی بھی شامل ہیں، اس روایت کو نقل کیا ہے:

عَنْ اُمِّ سَلْمَہ قٰالَت: فِیْ بَیْتِیْ نَزَلَتْ”اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا“ وَفِیْ الْبَیْتِ فاطمۃُ وَعَلیُ والحسنُ والحُسینُ فَجَلَّلَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صلّٰی اللّٰہ علیہِ وآلہ وسلَّم بِکِسٰاءِ کَانَ عَلَیْہِ، ثُمَّ قٰالَ: ھٰؤُلٰاءِ اَھْلُ بَیْتِی فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَ طَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرا۔

''اُمِ سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ آیۂ تطہیر اُن کے گھر میں نازل ہوئی۔ آیت کے نزول کے وقت بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا، علی علیہ السلام، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام گھر میں موجود تھے۔ اُس وقت رسول اللہ نے اپنی عبا جو اُن کے جسم پر تھی، اُن سب پر ڈال دی اور کہا:(اے میرے اللہ)! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ پس ہر قسم کے رجس کو ان سے دور رکھ اور ان کوایسا پاک رکھ جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے''۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حافظ حسکانی، کتاب شواہد التنزیل، جلد2،صفحہ56اورصفحہ31۔

2۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، بابِ مناقبِ اہلِ بیت ، ج9،ص169 وطبع دوم ،ج9،ص119۔

3۔ ابن مغازلی شافعی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین ، حدیث345،صفحہ301، طبع اوّل۔

4۔ خطیبِ بغدادی، تاریخ بغداد ج9،ص126، باب شرح حال سعد بن محمد بن الحسن عوفی

5۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، باب62، صفحہ242اور باب 100،صفحہ371۔

6۔ حاکم، کتاب المستدرک، جلد3،صفحہ172،146،133 اور جلد2،صفحہ416۔

7۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں ج3،ص483،البدایہ والنہایہ ج7،ص339، بابِ فضائلِ علی

8۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب 33،صفحہ124اور صفحہ271۔

9۔ فخر رازی تفسیر کبیر میں، جلد25،صفحہ209۔

10۔ زمخشری تفسیر کشاف میں، جلد1،صفحہ369۔

11۔ سیوطی ، تفسیر الدرالمنشور، جلد5،صفحہ215۔

12۔ ابی عمر یوسف بن عبداللہ، استیعاب، ج3،ص1100، روایت شمارہ1855، بابِ علی

13۔ ذہبی، تاریخ اسلام، واقعات61ہجری تا 80ہجری، تفصیل حالاتِ امام حسین ،ص96

14۔ حافظ بن عساکر، تاریخ دمشق، حدیث98، جلد13،صفحہ67۔

15۔ ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں جلد22،صفحہ7،6۔

دسویں آیت

مؤدتِ اہلِ بیت کا ایک انداز

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی

”(اے میرے رسول) کہہ دو کہ میں تم سے کوئی اجرِ رسالت نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ تم میرے اہلِ بیت سے محبت کرو“۔(سورئہ شوریٰ:آیت23)

تشریح

”اس آیت کی شانِ نزول اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ جب پیغمبر اسلام مدینہ میں تشریف لائے اور اسلام کی بنیاد مضبوط ہوئی تو انصار کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:”یا رسول اللہ! ہم اعلان کرتے ہیں کہ اگر آپ کوکوئی مالی یا اقتصادی مشکل درپیش ہے تو ہم اپنے اموال و دولت آپ کے قدموں پر نچھاور کرتے ہیں۔ جب انصار یہ باتیں کررہے تھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی: ”قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی“

”میں تم سے کوئی اجرِ رسالت نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ تم میرے قریبیوں سے مودّت کرو“۔

پس رسولِ خدا نے اپنے قریبیوں سے محبت کرنے کی تاکید کی ہے۔ (مجمع البیان، جلد9،ص29)

قربیٰ سے مراد کون کونسے رشتہ دار ہیں؟

قربیٰ کو پہچاننے کا سب سے بہترین اور احسن ترین ذریعہ قرآنی آیات اور روایات ہیں۔ قربیٰ سے محبت تمام مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے۔ یہ اجرِ رسالت بھی ہے ، خدا اور اُس کے رسول کا حکم بھی۔ لہٰذا ان کو پہچاننے میں نہایت دقت اورسوچ سمجھ سے کام لینا ہوگا۔ ہم بغیر کسی مزید بحث کئے ہوئے برادرانِ اہلِ سنت کی کتب سے تین روایات نقل کرتے ہیں، ملاحظہ ہوں:

(ا)۔ احمد بن حنبل کتاب" فضائل الصحابہ" میں یہ روایت نقل کرتے ہیں:
لَمَّا نَزَلَتْ'قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰیط' قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہ مَنْ قَرابَتُکَ؟مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّ تُهُم؟ قَالَ صلّٰی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلہ وَسَلَّم علیٌ فاطمۃُ وَ اَبْنَاهُمَا وَقَالَهَا ثَلَا ثاً۔
جب یہ آیۂ شریفہ "قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی" نازل ہوئی۔ اصحاب نے عرض کیا:"یا رسول اللہ! آپ کے جن قرابت داروں کی محبت ہم پر واجب ہوئی، وہ کون افراد ہیں؟" آپ نے فرمایا:"وہ علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا اور اُن کے دونوں فرزند ہیں"۔ آپ نے اسے تین بار تکرار کیا۔

(ب)۔ سیوطی تفسیر"الدرالمنثور" میں اس آیت پر بحث کرتے ہوئے ابن عباس سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا:
اَنْ تَحْفَظُوْنِیْ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ وَتُوَدُّوْهُمْ بِیْ۔
"میرے اہلِ بیت کے بارے میں میرے حق کی حفاظت کریں اور اُن سے میری وجہ سے محبت کریں"۔

(ج)۔ زمخشری تفسیر کشاف میں ایک بہترین اور خوبصورت روایت نقل کرتے ہیں۔ فخررازی ، قرطبی اور دوسروں نے بھی اپنی تفسیروں میں اس کے کچھ حصے نقل کئے ہیں۔ یہ حدیث واضح طور پر مراتب و مقام اور فضیلتِ آلِ محمدکوبیان کرتی ہے۔ ہم بھی اس کو اس کی اہمیت کے پیش نظر تفصیل سے بیان کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلّٰی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(i)۔ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَہِیْداً۔

جو کوئی محبت ِآلِ محمد میں مرا، وہ شہید مرا۔

(ii)۔ اَ لَاوَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُوْراً۔

آگاہ ہوجا ئیے کہ جو کوئی محبت ِآلِ محمد میں مرا وہ مغفور (جس کے سارے گناہ بخش دئیے جائیں) مرا۔

(iii)۔ اَ لَاوَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِباً۔

آگاہ ہوجا ئیے کہ جو کوئی محبت ِآلِ محمد میں مرا وہ تائب(جس کی توبہ قبول ہوگئی ہو)مرا۔

(iv)۔ اَ لَاوَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤمِناً مُسْتَکْمِلَ الاِ یْمَانِ۔

آگاہ ہوجا ئیے کہ جو کوئی محبت ِآلِ محمد میں مرا وہ مومن اور مکمل ایمان کے ساتھ مرا۔

(v)۔ اَ لَاوَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَہ مَلَکُ الْمَوْتِ بِالجَنَّةِ ثُمَّ مُنکَرٌوَنَکِیرٌ۔

آگاہ ہوجا ئیے کہ جو کوئی محبت ِآلِ محمد میں مرا اُس کو ملک الموت نے اور پھر منکر و نکیر نے جنت کی بشارت دی۔

(vi)۔ اَ لَاوَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ یَزَّفُ اِلی الجَنَّةِ کَمَا تَزُفُّ العُرُوسُ اِلٰی بَیتِ زَوجِھَا۔

آگاہ ہوجا ئیے کہ جو کوئی محبت ِآلِ محمد میں مرا اُسے جنت میں ایسے لے جایا جائے گا جیسے دلہن اپنے شوہر کے گھر لے جائی جاتی ہے۔

(vii)۔ اَ لَاوَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَہ فِیْ قَبْرِہ بَابَانِ اِلٰی الجَنَّةِ۔

آگاہ ہوجا ئیے کہ جو کوئی محبت ِآلِ محمد میں مرا اُس کی قبر میں دودروازے جنت کی طرف کھول دئیے جاتے ہیں۔

(viii)۔اَ لَاوَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰہُ قَبْرَہ مَزَارَ مَلا ئِکَةِ الرَّحْمَةِ۔

آگاہ ہوجا ئیے کہ جو کوئی محبت ِآلِ محمد میں مرا اللہ نے اُس کی قبر کو فرشتوں کی زیارت گاہ بنادیا۔

(ix)۔ اَ لَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ۔

آگاہ ہوجا ئیے کہ جو کوئی محبت ِآلِ محمد میں مراوہ اہلِ سنت والجماعت کے طریقہ پرمرا۔

(x)۔ اَ لَاوَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ جاءَ یَوْمَ القِیٰامَۃِ مَکْتُوْبٌبَیْنَ عَیْنَیْہِ اَئِسٌ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ۔

آگاہ ہوجائیے کہ جو کوئی دشمنیِ آلِ محمد میں مرا وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "خدا کی رحمت سے مایوس" لکھا ہوا ہوگا۔

(xi)۔ اَ لَاوَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ کَافِرًا۔

آگاہ ہوجائیے کہ جو کوئی دشمنیِ آلِ محمد میں مرا، وہ کافر مرا۔

(xii)۔ اَ لَاوَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ یَشُمَّ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ۔

آگاہ ہوجائیے کہ جو کوئی دشمنیِ آلِ محمد میں مرا وہ جنت کی خوشبو تک

نہیں سونگھ سکے گا۔

آلِ محمد کے بارے میں فخرالدین رازی کے نظریات

بڑی دلچسپ بات ہے کہ فخرالدین رازی جو اہلِ سنت کے بڑے بزرگ عالمِ دین ہیں، نے حدیثِ بالا جو تفسیر کشاف میں بڑی واضح طور پر اور تفصیل سے بیان کی گئی ہے، کو اپنی تفسیر میں نقل کرنے کے بعد لکھاہے کہ آلِ محمد سے مرادوہ افراد ہیں جن کا پیغمبر خدا سے بڑا گہرا اور مضبوط تعلق ہو اور اس میں شک تک نہیں کہ جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا، علی علیہ السلام، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کا تعلق پیغمبر خدا سے سب سے زیادہ تھا اور یہ مسلمہ حقیقت ہے اور روایاتِ متواترہ سے ثابت شدہ ہے۔پس لازم ہے کہ انہی ہستیوں کو آلِ محمد قرار دیاجائے۔

فخرالدین رازی اپنی تفسیر میں اس حدیث کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب نے عرض کیا:"یا رسول اللہ! وہ آپ کے قریبی رشتہ دار کون سے افراد ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے؟" آپ نے فرمایا:"وہ علی علیہ السلام ، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں"۔

اس کے علاوہ اہلِ سنت کی کتابوں میں بہت سی دوسری احادیث اور روایات اس بارے میں بیان کی گئی ہیں۔ اُن سب کو یہاں پر بیان کرنا ممکن نہیں اور صرف مزید اطلاع دینے کی غرض سے اشارہ کررہے ہیں کہ اوپر درج کی

گئی حدیث جو محبت ِآلِ محمد کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے اور اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی اہم ہے، اہلِ سنت کی کم از کم پچاس معروف کتابوں میں درج کی گئی ہے۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ زمخشری تفسیر کشاف میں ، جلد4،صفحہ219۔

2۔ بیضاوی اپنی تفسیر(تفسیر بیضاوی) میں، جلد2،صفحہ362۔

3۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں، جلد 4،صفحہ112۔

4۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب32،صفحہ123اور 444، اس کے علاوہ اس حدیث کو مکمل طور پر مقدمۂ کتاب میں بھی نقل کیا ہے۔

5۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب ِعلی علیہ السلام میں، حدیث352،صفحہ307۔

6۔ حافظ حسکانی، کتاب شواہد التنزیل، جلد2،صفحہ130، طبع اوّل، حدیث822۔

7۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل، کتاب الفضائل میں، حدیث263،صفحہ187،طبع اوّل، بابِ فضائلِ امیرالمومنین علی ۔

8۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد، جلد9،صفحہ168، بابِ فضائلِ اہلِ بیت ۔

9۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور میں، جلد6،صفحہ7،8۔

10- فخر رازی اپنی تفسیر(تفسیر کبیر) میں، جلد27،صفحہ166-

11- گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، باب86-

12- حموینی ، کتاب فرائد السمطین، باب26،جلد2،صفحہ120-

13- ابن اثیر، کتاب اسد الغابہ حبیب ابن ابی ثابت کے تراجم میں، جلد5،صفحہ367-

14- حاکم، کتاب المستدرک میں، جلد3،صفحہ172 اور بہت سے علمائے اہلِ سنت-

گیارہویں آیت

علی نفس رسول ہیں(علی اور اہلِ بیت آیتِ مباہلہ میں)

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآ ءَ نَا وَ نِسَآ ءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ-

”پس آپ کہہ دیجئے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو(بلائیں)اور تم اپنی عورتوں کو(بلاؤ) اور ہم اپنے نفسوں کو(بلائیں) اور تم اپنے نفسوں کو(بلاؤ) پھر ہم خدا کی طرف رجوع کریں اور خدا کی لعنت جھوٹوں پر قرار دیں“-(سورئہ آلِ عمران:آیت61)-

تشریح

تمام مفسرین اور محدثین اہلِ سنت اور شیعہ کے مطابق یہ آیت (جو آیتِ مباہلہ کے نام سے مشہور ہے)اہلِ بیت کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں ''اَبْنَاءَ نَا''سے امام حسن اور امام حسین مراد ہیں،''نِسَاءَ نَا''سے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور''اَنْفُسَنَا''سے علی ابن ابی طالب علیہما السلام مرادہیں۔ روایات لکھنے سے پہلے ہم مباہلہ کے واقعہ کو مختصراً بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کودعوتِ اسلام دی۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے پادریوں نے باہم مشورہ کیا اور اکٹھے ہوکر مدینہ میں آئے او رپیغمبر اسلام سے ملاقاتیں کیں اور بحث و مباحثہ شروع کردیا۔یہ سلسلہ مناظرہ تک جاپہنچا۔ رسول اللہ نے انہیں محکم دلائل دئیے جس کے جواب میں عیسائیوں نے اپنے عقائد کو درست قرار دینے کیلئے بحث میں ضد کی۔ اس کے بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم خدا عیسائیوں کو مباہلہ(مخالف گروہوں کا مل کر جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجنا)کی دعوت دی تاکہ حق ظاہر ہوجائے۔ عیسائیوں نے یہ دعوت قبول کرلی اور قرار پایا کہ مباہلہ کیلئے اگلے روز مدینہ سے باہر کھلے میدان میں جمع ہوں گے۔ مباہلہ کا وقت آن پہنچا۔ تمام عیسائی ، اُن کے علماء اور راہب مدینہ سے باہر مقررہ جگہ پر پہنچ گئے اور پیغمبر اسلام کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔اُن کا خیال تھا کہ آپ یقینا مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد کے ہمراہ آئیں گے۔ ابھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ نصاریٰ نے ایک عجیب منظر دیکھا۔

پیغمبر خدا کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت ہے نہ اصحاب و انصار کی کوئی تعداد۔آپ بڑی متانت کے ساتھ صرف چار افراد کے ہمراہ تشریف لارہے ہیں۔ اُن میں سے ایک بچہ(آپ کا نواسہ امام حسین علیہ السلام) ہے جو آپ کی گود میں ہے۔ دوسرے بچے(آپ کا نواسہ امام حسن علیہ السلام)کی انگلی پکڑی ہوئی ہے۔ آپ کے پیچھے ایک بی بی ہیں جن کو خاتونِ جنت کہا جاتا ہے یعنی سیدہ فاطمۃ الزہرا اور اُن کے پیچھے اُن کے شوہرنامدار حضرت علی ہیں۔ ان سب افراد کے چہروں سے نورانی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔یہ سب افراد کمالِ اطمینان اور ایمانِ راسخ کے ساتھ آہستہ آہستہ میدان کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ عیسائیوں کا رہبر" اسقف اعظم" حیران ہوا اوراپنے لوگوں سے پکار کر کہنے لگا کہ دیکھو! محمد اپنے بہترین عزیزوں کو لے کر مباہلہ کیلئے تشریف لا رہے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر اُن کو مباہلہ میں کوئی فکروتشویش ہوتی تو ہرگز اپنے قریبی رشتہ داروں کو نہ لاتے۔ اے لوگو!ان افراد کے چہروں سے نور کی کرنیں پھوٹتی ہوئی دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ افراد خدا سے دعا کریں تو پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت کرنا شروع کردیں۔لہٰذا ان سے مباہلہ کرنے سے گریز کریں وگرنہ ہم سب عذابِ خدا میں گرفتار ہوجائیں گے۔ اس موقع پر اسقف نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ہم آپ سے ہرگز مباہلہ نہیں کریں گے بلکہ آپ سے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ پیغمبر خدا نے اُن کی تجویز کو قبول کرلیا اور معتبر روایات کے مطابق علی علیہ السلام کے دستِ مبارک سے صلح نامہ لکھا گیا۔

اوپر بیان کئے گئے پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے چند روایات جو تشریح اور تفسیر آیتِ مباہلہ کے ضمن میں نقل کی گئی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

(ا)۔ ابو نعیم اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ عامر بن سعد اپنے باپ سے اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِ ہِ الاٰ یَۃُ(''فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآ ءَ نَا وَ نِسَآ ءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ قف ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ'')دَعٰا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ عَلِیاً وَفَاطِمۃَ وَحَسَناًوَحُسَیْناً فَقَالَ:اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلاءِ اَھْلِیْ۔

جس وقت یہ آیت'' فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآ ءَ نَا وَ نِسَآ ءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ قف ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ''نازل ہوئی، پیغمبر اسلام نے علی ،فاطمہ ، حسن اور حسین علیہم السلام کو اپنے پاس بلایا اور خدا کے حضور عرض کی:''پروردگار! یہ میرے اہلِ بیت ہیں''۔

(ب)۔ اسی طرح کتاب حلیۃ الاولیاء میں اسناد کے ساتھ جابر روایت کرتے ہیں:

قَالَ جَابِرُ: فِیْہِمْ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الآ یَۃُ قَالَ جَابِرْ:اَنْفُسَنَا رَسُوْلُ اللّٰہ وَعَلِیٌّ وَ ''اَبْنَاءَ نَا'' اَلحَسَنُ وَالحُسَیْنُ وَ ''نِسَاءَ نَا'' فَاطِمَۃُ۔

جابر کہتے ہیں کہ یہ آیۂ شریفہ'' فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآءَ نَا وَ نِسَآ ءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْقفثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ''ان ہستیوں(یعنی حضرت محمد، علی ، فاطمہ ، حسن اور حسین علیہم السلام)کیلئے نازل ہوئی ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ اَنْفُسَنَاسے رسولِ خدا اور علی علیہ السلام اوراَبْنَآءَ نَا سے حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اورَنِسَآءَ نَا سے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا مراد ہیں۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں، جلد12،صفحہ80 اور اشاعتِ دوم، جلد8،صفحہ85۔

2۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں، جلد1،صفحہ371 ، البدایہ والنہایہ ،جلد7،ص340،بابِ فضائلِ علی علیہ السلام۔

3۔ سیوطی تفسیر الدرالمنثور میں، جلد2،صفحہ43اور کتاب تاریخ الخلفاء، صفحہ169۔

4۔ گنجی شافعی کتاب کفایة الطالب، باب32،صفحہ142۔

5۔ ابن مغازلی، کتاب مناقبِ علی علیہ السلام، حدیث310،صفحہ263اور318۔

6۔ حافظ حسکانی، کتاب شواہد التنزیل، جلد1،صفحہ125، اشاعتِ اوّل۔

7۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی ،ینابیع المودة، بابِ مناقب، ص275،حدیث10،ص291

8۔ زمخشری تفسیر کشاف میں، جلد1،صفحہ36، اشاعتِ دوم، صفحہ193۔

9۔ حاکم، کتاب المستدرک، جلد3،صفحہ150(اشاعتِ حیدرآباد)۔

10- بیضاوی اپنی تفسیر میں، جلد1،صفحہ163۔

11- حموینی، کتاب فرائد السمطین، چوتھا باب، جلد2،صفحہ23، اشاعتِ اوّل۔

12- حافظ ابونعیم اصفہانی، کتاب"ما نزل من القرآن فی علی " ، کتاب دلائل النبوۃ،ص 297

13- احمد بن حنبل، کتاب مسند، جلد1،صفحہ185،اشاعتِ مصر۔

14- طبری اپنی تفسیر میں، جلد3،صفحہ192۔

15- واحدی نیشاپوری، کتاب اسباب النزول میں، صفحہ74(اشاعتِ انڈیا)۔

16- آلوسی ، تفسیر "روح المعانی"میں، جلد3،صفحہ167،اشاعتِ مصر۔

17- علامہ قرطبی، "الجامع الاحکام القرآن"، جلد3،صفحہ104، اشاعتِ مصر1936۔

18- حافظ احمد بن حجر عسقلانی،'کتاب الاصابہ' ،ج2،ص502، اشاعت مصطفی: محمد، مصر۔

بارہویں آیت

اللہ تعالیٰ نے علی کو ایمانِ کامل اورعملِ صالح کے سبب دلوں کا محبوب بنادیا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔

"بہ تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے، عنقریب خدائے

رحمٰن اُن کیلئے ایک محبت قرار دے گا‘‘۔(سورئہ مریم:آیت96)

تشریح

اس آیت میں دو نکات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے:

(ا)۔ یہ آیۂ شر یفہ ہمیں یہ پیغام دے رہی ہے کہ ایمان اور عملِ صالح کا اثر پوری کائنات پر چمکتا ہے اور نتیجتاً اُس کی محبوبیت کی شعاعیں تمام مخلوق کو اپنے حلقہ اثر میں لے لیتی ہیں اور وہ ذاتِ اقدس ایمان لانے والوں اور عملِ صالح کرنے والوں کو دوست رکھتی ہے اور اُن کو تمام مخلوقات کا بھی محبوب بنادیتی ہے۔

(ب)۔ اگرچہ ہر فرد ایمان لانے کے بعد عملِ صالح بجالانے پر اس منزل کو پاسکتا ہے لیکن اہلِ سنت اور شیعہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت سب سے پہلے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ حقیقت میں تمام اصحابِ رسول میں سب سے پہلے جو ایمان اور عملِ صالح کے نتیجہ میں عنایاتِ خداوندی کا مستحق ٹھہرا اور جس کی محبت تمام توحید پرستوں کے دلوں میں ڈال دی گئی، وہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام تھے۔ اس سلسلہ میں روایات ملاحظہ ہوں:

(ا)۔ عَنْ اِبْنِ عباس فِی قَولہِ تعالٰی”اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا" قَالَ: اَلْمُحَبَّةُ فِی صُدُوْرِ الْمُؤمِنِینَ نَزَلَتْ فِی عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِب عَلَيْہِ السَّلَام۔

"ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ آپ نے اس آیت'اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا'کے بارے میں فرمایا کہ خدا محبت کو مؤمنوں کے دلوں میں جگا دیتا ہے اور یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے(اور یہ اس بات کو بیان کرتی ہے کہ خدا نے محبت ِعلی علیہ السلام مؤمنوں کے دلوں میں ڈال دی ہے)۔

(ب)۔ ثعلبی اپنی تفسیر میں براء بن عاذب سے اس طرح نقل کرتے ہیں: قَالَ رسول اللّٰہ لعلی ابن ابی طالب:یَا عَلِیُّ وَ قُل، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ عِنْدَکَ عَھْداً وَاجْعَلْ لِی فِی صُدُوْرِ الْمُؤمِنِیْنَ مَوَدَّۃ، فَانْزَلَ اللّٰہُ "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا" قَالَ: نَزَلَتْ فِیْ عَلِی۔

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے فرمایا:'کہو ، اے میرے اللہ! میرے لئے اپنی دوستی(محبت) قرار دے اور میرے لئے مؤمنوں کے دلوں میں محبت ڈال دے'۔ اُس وقت یہ آیت"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا"نازل ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت علی علیہ السلام کیلئے نازل ہوئی ہے"۔

(ج)۔ حافظ حسکانی کتاب "شواہد التنزیل" میں اس آیت کے ضمن میں ابن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:"میں نے امیر المؤمنین سے پوچھا کہ اس آیت"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا"سے

اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟“
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کسی مردوزن مؤمن کو نہیں پاؤ گے جس کے دل میں علی اور اُن کی آل کی محبت نہ ہو(یعنی ایمان کی اہم ترین شرط علی اور اُن کی پاک آل سے محبت ہے)“۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور میں، جلد4،صفحہ287اور اشاعتِ دوم،صفحہ315۔

2۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد، باب اوّل من یحبُ علیاً او یبغضہ، جلد9،صفحہ125۔

3۔ حافظ حسکانی، کتاب شواہد التنزیل، حدیث 502،جلد1،صفحہ365۔

4۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین، چودہواں باب، جلد1،صفحہ79۔

5۔ زمخشری تفسیر کشاف میں، جلد3،صفحہ47۔

6۔ ابن مغازلی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین ، حدیث374،صفحہ327،اشاعتِ اوّل۔

7۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب، باب62،صفحہ249۔

8۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، صفحہ250اور363۔

9۔ طبرانی، کتاب معجم الکبیر، جلد3،صفحہ172(ترجمہ عبداللہ بن عباس)۔

10۔ ثعلبی اپنی تفسیر کشف البیان ، جلد2،صفحہ4۔

تیرہویں آیت

علی تنہا اس آیت کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں

یٰاَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓ اِذَانَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّ مُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰ کُمْ صَدَ قَةًط ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْھَرُط فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْم۔ ”اے ایمان لانے والو! جب تم رسول سے علیحدگی میں کچھ عرض کرنا چاہو تو اپنے اس تخلیہ سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو ، تمہارے لئے بہتر(بھی) ہے اور زیادہ پاک کرنے والا(بھی)پھر تم کو اگر یہ میسر نہ ہو تو ضرور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے“۔(سورئہ مجادلہ:آیت13)۔

تشریح

اس سے پہلے کہ اس آیۂ شریفہ سے متعلق روایات نقل کی جائیں، مناسب ہوگا کہ مرحوم علامہ طبرسی نے مجمع البیان میں اور دوسرے بہت سے مفسرین نے اپنی معروف کتب میں اس آیت کے شانِ نزول میں جو ذکر کیا ہے، اُس پر توجہ فرمائیں۔

عرب کے تقریباً سبھی اُمراء پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے تھے اور آپ سے رازونیاز کی باتیں آپ کے کان میں کرتے تھے(اس عمل سے نہ صرف پیغمبر اسلام کا قیمتی وقت ضائع ہوتا تھا

بلکہ غرباء کیلئے باعثِ تشویش بنتا جارہا تھا یعنی اُمراء اس کو اپنا حق تصور کرنے لگے) اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اور اس کے بعد والی آیت کو نازل فرمایا اور حکم دیا کہ پیغمبر اکرم کے کان میں سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ دیا جائے اور اسے مستحقین تک پہنچا دیا جائے۔ جب اُمراء، اغنیاء اور سرداروں نے یہ حکم سنا تو سرگوشی کرنے سے پرہیز کرنے لگے تو اس آیت کے بعد والی آیت نازل ہوئی(جس میں بخل کرنے پر اُن کی مذمت کی گئی اور کچھ رعایت دی گئی) اور سرگوشی کرنے کی اجازت سب کو دے دی گئی۔

اہلِ سنت اور شیعہ مفسرین نے جو روایات نقل کی ہیں، اُن کی بناء پر تو صرف اور صرف علی نے اس آیت پر بڑی شائستگی کے ساتھ عمل کیا اور وہی اس امتحان میں کامیاب ہوئے۔ اس سلسلہ میں دو روایات پر توجہ فرمائیں:

(ا)۔ قَالَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَام: آ یَۃٌ مِّن کِتَابِ اللّٰہِ لَمْ یَعْمَلْ بِہٰا اَحَدٌ قَبْلِی وَلَا یَعْمَلْ بِھَا اَحَدٌ بَعْدِیْ، کَانَ لِیْ دِیْنَارٌ فَصَرَفْتُہُ بِعَشْرَۃِ دَرٰاھِمَ فَکُنْتُ اِذَاجِعْتُ اِلَی النَّبِیْ صلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ تَصَدَّقْتُ بِدِرْھَمٍ۔

”حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن میں یہ ایک ایسی آیت ہے جس پر نہ مجھ سے پہلے اور نہ ہی کسی نے بعد میں عمل کیا۔ میرے پاس ایک دینار تھا جس کو میں نے دس درہموں میں تبدیل کیا اور جب بھی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی راز کی بات کرتا تو میں اس سے قبل ایک درہم صدقہ دے دیتا“۔

(ب)۔عَنْ اِبْن عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فی قَولِہِ تَعَالٰی "یٰٓاَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓ اِذَانَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّ مُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰ کُمْ صَدَقَۃً ط ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْھَرُط فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْم"قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ کَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ و(اصحابُ رسولِ اللّٰہ)بَخِلُوْا اَنْ یَّتَصَدَّ قُوْا قَبْلَ کَلامِہ قَال:وَتَصَدَّقَ عَلَیٌّ وَلَمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ اَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ غَیْرُہ۔

"ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ اس آیت یعنی "یٰٓاَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓ اِذَانَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقَۃً ط ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْھَرُط فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْم)" میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے ساتھ سرگوشی کو حرام قراردیاہے مگر یہ کہ جو چاہے وہ پہلے صدقہ دے ۔ اصحاب نے اس ضمن میں سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ دینے میں بخل سے کام لیا اور صرف علی علیہ السلام نے صدقہ دیا اور اس کام کو سوائے علی علیہ السلام کے کسی دوسرے مسلمان نے انجام نہ دیا۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ فخر رازی اپنی تفسیر میں،جلد29،صفحہ271۔

2۔ سیوطی الدرالمنثور میں، جلد6،صفحہ185اور اشاعتِ دوم صفحہ205اور حدیث25،

کتاب جمع الجوامع، جلد2،صفحہ28، اشاعتِ اوّل۔

3۔ حافظ حسکانی، حدیث949، شواہد التنزیل جلد2،صفحہ343،231، اشاعتِ اوّل۔

4۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں جلد4،صفحہ326۔

5۔ حاکم، کتاب المستدرک میں باب"کتاب التفسیر"جلد2،صفحہ482۔

6۔ ابن مغازلی، مناقبِ امیر المؤمنین ، حدیث372،372،صفحہ325،اشاعت اوّل۔

7۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین، باب66،جلد1،صفحہ358،اشاعتِ بیروت۔

8۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب، باب62،صفحہ248،باب29،صفحہ135۔

9۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ ، باب27،صفحہ127۔

10۔ بیضاوی اپنی تفسیر میں، جلد2،صفحہ476۔

11۔ واحدی، کتاب اسباب النزول، صفحہ308، اشاعتِ اوّل۔

12۔ حافظ ابونعیم اصفہانی، کتاب "مانزل من القرآن فی علی علیہ السلام"۔

چودہویں آیت

علی اور اُن کے شیعہ بہترین مخلوق ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْاالصَّالِحٰاتِ اُوْلٰئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ۔

"یقینا جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے، ساری مخلوق سے بہتروہی

لوگ ہیں“۔(سورئہ بیّنہ:آیت7)

تشریح

یہ آیت نہایت پُرمعنی اور عظمت والی ہے اورعلی علیہ السلام اور اُن کے حقیقی ماننے والوں کے مدارج و مراتب کو بیان کرتی ہے۔ اس حقیقت کو جاننے کیلئے ہم مختلف روایات جو اہلِ سنت اور شیعہ مفسرین نے اس ضمن میں بیان کی ہیں، کی طرف رجوع کرتے ہیں، ملاحظہ ہوں:

(ا)۔ حافظ حسکانی کتاب شواہد التنزیل میں روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ ابنِ عباس رضی اللّٰہ عنہ قال: لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہ الآیۃُ ”اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْاالصَّالِحٰاتِ اُوْلٰئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ“ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ لِعَلِیٍّ علیہ السّلام ھُمْ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ تَاتِی اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ یَومَ القِیٰامَۃِ راٰضِیِّیْنَ مَرْضِیِّیْنَ وَیَاتِی عَدُ وُّ کَ غِضْبَاناً مُقْمِحِیْنَ۔

”ابن عباس سے روایت ہے ،انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت ”اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْاالصَّالِحاتِ اُوْلٰئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ“ نازل ہوئی تو پیغمبر اکرمنے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ ”یا علی !اس آیت سے مراد تم اور تمہارے شیعہ ہیں۔ تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے روز میدانِ محشر میں اس طرح داخل ہوں گے کہ خدا تم سے اور تم خدا سے راضی ہوگے اور تمہارے دشمن پریشان حالت میں میدانِ محشر میں داخل ہوں گے“۔

(ب)۔ خوارزمی اس آیت کی فضیلتیں بیان کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں:
عَنْ جابر قال:کُنَّاعِنْدَالنَّبِیْ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلَّم فَأَ قْبَلَ علی ابن ابی طالب علیہ السلام فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وَسلَّم قَدْأَ تٰاکُمْ اَخِی ثُمَّ اِلْتَفَتَ اِلَی الْکَعْبَةِ فَضَرَبَھٰابِیَدِہ ثُمَّ قَالَ:وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہ اِنَّ ھٰذَا وَشِیْعَتَہُ ھُمُ الفَائِزُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثُمَّ قٰالَ اِنَّہ اَوَّلُکُمْ اِیْمَاناً بِاللّٰہِ وَأَوْفٰاکُمْ بِعَھْدِاللّٰہِ تَعَالٰی وَاَقْوَمُکُمْ بِاَمْرِاللّٰہِ وَاَعْدَلُکُمْ فِی الرّعِیَةِ وَاَقْسَمُکُمْ بِالسَّوِیَّةِ وَاَعْضَمُکُمْ عِنْدَاللّٰہِ مَزِیَّةً۔ قَالَ جابر: وَفِی ذٰلِکَ الْوَقْتِ نَزَلَتْ فِیْہِ"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْاالصَّالِحٰاتِ اُوْلٰئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ" قَالَ وَکَانَ اصحٰابُ النَّبِی اِذَاَقْبَلَ عَلَیْھِمْ علیٌ قَالُوْ قَدْ جَاءَ خَیْرُ البَرِیَّةِ۔
"جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم پیغمبر اکرم کی خدمت میں بیٹھے تھے ۔ علی علیہ السلام ہماری طرف آرہے تھے۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا:'میرا بھائی تمہاری طرف آرہا ہے'۔ پھر کعبہ کی طرف رخِ مبارک کیا اور کعبہ کی دیوار پر ہاتھ لگا کر کہا:"مجھے اُس ہستی کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ شخص اور اس کے شیعہ قیامت کے روز کامیاب ہیں'۔ بعد میں فرمایا:'خدا کی قسم! وہ تم سب سے پہلے خدا پر ایمان لانے والا ہے۔ خدا کے ساتھ عہد میں اُس کی وفا سب سے زیادہ ہے۔ خدا کے احکام کیلئے اُس کا قیام سب سے زیادہ ہے۔اُس کا عدل اپنی رعیت کے ساتھ سب سے زیادہ ہے اور تقسیمِ بیت المال میں اُس کی مساوات سب سے بڑھی ہوئی ہے اور اُس کا مقام نزدِ خدا سب سے بلند تر ہے"۔

جابر نے کہا:اس وقت خدا کی طرف سے یہ آیت 'اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْاالصَّالِحاتِ اُوْلٰئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ' رسولِ اکرم پر نازل ہوئی۔ اس کے بعد جب بھی علی علیہ السلام اصحابِ پیغمبر کی طرف جاتے تو وہ کہتے کہ بہترین مخلوقِ خدا آرہے ہیں"۔

(ج)۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر الدرالمنثور میں درج ذیل روایت کو نقل کیا ہے:

عَنْ ابنِ مَرْدَوِیة، عَنْ علی علیہ السلام قٰالَ:قٰالَ لِی رَسُوْل اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ أَ لَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ اللّٰہِ:"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْاالصَّالِحٰاتِ اُوْلٰئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ"(هم) أَنْتَ وَشِیْعَتُکَ وَمَوْعِدی وَمَوْعِدُکُمُ الحَوْضُ اِذٰاجِعْتَ الْاُمَمَ لِلْحِسَابِ تَدْعُوْنَ غُرّاً مُحَجَّلِیْنَ۔

"حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا :پیغمبر اسلام نے مجھ سے فرمایا:'کیا تم نے خدا کا یہ کلام "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْاالصَّالِحاتِ اُوْلٰئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ" سنا ہے؟ ' پھر فرمایاکہ'وہ تم اور تمہارے شیعہ ہیں۔ تمہارا اور میرا مقام حوضِ کوثر ہے۔ جب اُمتوں کو حساب کیلئے بلایاجائے گا تو تم اس حالت میں آؤ گے کہ تمہاری پیشانی سفید ہوگی اور جانی پہچانی ہوگی"۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حافظ حسکانی ، کتاب شواہد التنزیل،

جلد2،صفحہ359،356،نمبر1130،1125،

اشاعتِ اوّل۔

2۔ حافظ ابن عساکر، کتاب تاریخ دمشق، جلد2،صفحہ442،344،باب امیر المؤمنین

کے حالات، حدیث958،852، اشاعت دوم(شرح محمودی)۔

3۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور، جلد6،صفحہ379،اشاعتِ دوم، صفحہ424۔

4۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین، جلد1،صفحہ155، باب31۔

5۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، صفحہ245،باب62۔

6۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة ، صفحہ361۔

7۔ بلاذری، کتاب النساب الاشراف، ج2ص113حدیث50،اشاعتِ اوّل بیروت

8۔ شبلنجی ،کتاب نورابصار، صفحہ101،70۔

9۔ خوارزمی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین ،حدیث11،صفحہ62۔

پندرہویں آیت

پیغمبر کی صداقت پر قرآن ایک روشن دلیل ہے اور علی ایک سچے گواہ ہیں

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّ بِّه وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِه كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً۔

"کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہو اور اُس کے

پیچھے پیچھے ایک گواہ آتا ہو جو اُسی کا جزو ہو(سورئہ ہود:آیت17)

تشریح

اس آیتِ شریفہ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ کون(مَنْ) سے مرادجنابِ رسولِ خدا

فضائلِ علی علیہ السلام قرآن کی نظر میں .3

کی ذاتِ مبارک ہے اور روشن دلیل(بَیِّنَہ)سے مرادقرآنِ مجید ہے اور (نبوت کے) گواہِ صادق(شاہد) سے مراد علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔ بعض مفسرین نے شاہد سے مراد جبرئیل علیہ السلام کو لیا ہے اور بعض نے یَتْلُوْہُ کو مادّہ تلاوت سے قرأت کے معنی میں لیا ہے نہ کہ اس معنی میں کہ ایک کے بعد دوسرے کا آنا۔ انہوں نے شاہد سے مراد زبانِ رسول اللہ لی ہے۔ لیکن بہت سے اہلِ سنت اور شیعہ مفسرین نے شاہد سے مراد سچے مومنین لئے ہیں اور سچے مومن کی تصویر علی علیہ السلام کو لیا ہے اور اس ضمن یں بڑی اہم روایات کو بیان کیا ہے۔ ان میں سے چند ایک یہاں بیان کی جاتی ہیں:

(ا)۔ سیوطی نے کتاب جمع الجوامع اور تفسیر الدرالمنثور میں یہ روایت بیان

کی ہے:

حَدَّثْنَا عبادُ بنُ عَبْدِاللّٰہِ الاَ سَدِی قال:سَمِعْتُ عَلِیَّ بنَ ابی طالبٍ وَھُوَ یَقُولُ:مٰا أَحَدٌ مِنْ قُرَیْشٍ اِلَّا وَقَدْ نَزَلَتْ فیہِ آیۃٌ وآیتانِ فَقٰالَ لَہُ رَجُلٌ:وَمٰانَزَلَ فِیْکَ یٰااَمِیْرَالمؤمنینَ؟قٰالَ:فَغَضِبَ ثُمَّ قٰالَ: اَمٰاوَاللّٰہِ لَولَمْ یَسْأَلْنِیْ عَلٰی رُؤوسِ الْقَوْمِ مٰاحَدَّثْتُکَ،ثُمَّ قال:ھَلْ تَقْرَأُ سورۃَ ھودٍ؟ ثُمَّ قَرَاءَ:"اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّ بِّہ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ"رسولُ اللّٰہ عَلٰی بینۃٍ مِنْ رَبِّہِ وَاَنَاالشّٰاھِدُ مِنْہُ۔

"عباد بن عبداللہ اسدی کہتے ہیں کہ میں نے علی علیہ السلام سے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ قریش کے سرداروں میں کوئی نہیں مگر اُس کے بارے میں ایک یا دو آیتیں نازل ہوئی ہوں۔ پس ایک شخص نے سوال کیا:یا امیر المؤمنین ! آپ کے بارے میں کونسی آیت نازل ہوئی ہے۔ آپ(اُس شخص کے جہل یا عداوت کی وجہ سے) غضبناک ہوئے اور کہا کہ اگر دوسرے لوگ موجود نہ ہوتے تو میں تمہارے سوال کا جواب نہ دیتا۔ اُس وقت آپ نے فرمایا : کیا تم نے سورئہ ہود پڑھی ہے؟ اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: "اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّ بِّہ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ" "اور فرمایا کہ پیغمبر روشن دلیل یعنی قرآنِ مجید (بَیِّنَۃٍ) رکھتے تھے اور میں گواہ تھا"۔

(ب)۔ کچھ مفسرین اس روایت کو نقل کرتے ہیں:

عَنْ انس(فی قَولِہ تعالٰی)"اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّ بِّہ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُط"قَالَ ھُوَرسولُ اللّٰہِ "وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ"قَالَ ھُوَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْطَالِب، کَانَ وَاللّٰہِ لِسَانَ رَسُولِ

اللّٰہِ۔

"انس بن مالک سے اس آیت کی تفسیر سے متعلق روایت کی گئی ہے، انہوں نے کہا کہ آیت کے اس حصہ"اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّ بِّہ"سے مراد پیغمبر اسلام کی ذاتِ مبارک ہے اور"یَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ"سے مرادعلی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔ خدا کی قسم! یہ(علی کا نام)رسول اللہ کی زبان پر تھا"۔

(ج)۔ تفسیر برہان، جلد2،صفحہ213پر یہ روایت بیان کی گئی ہے: امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں "شاہد" سے مراد امیرالمؤمنین علی علیہ السلام ہیں اور اُن کے یکے بعد دیگرے جانشین ہیں۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ سیوطی، کتاب جمع الجوامع، جلد2،صفحہ68،حدیث407،408 اور ج3،ص324۔

2۔ حافظ ابن عساکر تاریخ دمشق میں، جلد2،صفحہ420،حدیث928۔

3۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب، باب 62،صفحہ235۔

4۔ حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل، حدیث386،جلد1،صفحہ277۔

5۔ ابن مغازلی شافعی، کتاب مناقبِ امیرالمؤمنین ، حدیث318،صفحہ270۔

6۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب26،صفحہ115۔

7۔ متقی ہندی، کتاب کنزل العمال، جلد1،صفحہ251،اشاعتِ اوّل۔

8- طبری اپنی تفسیر میں جلد15،صفحہ272،شمارہ18048-

9- ثعلبی اپنی تفسیر میں، جلد2،صفحہ239-

سولہویں آیت

علی صدیق اکبر اورشہید فی سبیل اللہ ہیں

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْابِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ۔ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَنُوْرُھُمْ۔

"اور جو لوگ اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں وہی تو اپنے پروردگارکے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ اُن کا اجر اور اُن کا نور اُن ہی کیلئے ہوگا"(سورئہ حدید،آیت19)

تشریح

اس میں کوئی شک نہیں کہ سچائی اور راست گوئی ایسی صفت ہے جو انسان کو اعلیٰ مقام تک پہنچادیتی ہے۔ ہمیں یہ صفت حضرتِ علی کے وجودِ پاکِ میں روزِ روشن کی طرح نظر آتی ہے۔

اگرچہ اہلِ سنت میں خلیفۂ اوّل ہی صدیق کے طور پر مشہور ہیں لیکن بہت سی روایات جو اہلِ سنت اور شیعہ مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں نقل کی ہیں، اُن کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ صفت ِسچائی اور راست

گوئی ہر لحاظ سے مکمل طور پر حضرت علی علیہ السلام کے وجودِ پاک میں نظر آتی ہے۔ چند روایاتِ ذیل پرتوجہ فرمائیں:

(ا)۔ عَنْ اِبْنِ عباس فِی قَوْلِہ تعٰالٰی"وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْابِاللّٰہِ وَرُسُلِہ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ"قال صدیقُ ھٰذِہ الْاُمَّۃِ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْطَالِب ھُوَ الصِّدِّ یقُ الْاَکْبَرُ وَالْفَارُوْقُ الْاَعْظَمُ

"ابن عباس سے روایت ہے کہ اس آیت ِشریفہ"وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْابِاللّٰہِ وَرُسُلِہ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْن"کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ اس اُمت کے صدیق علی ابن ابی طالب ہیں۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام صدیقِ اکبر بھی ہیں اور فاروقِ(حق اور باطل کو جدا کرنے والا) اعظم بھی"۔

(ب)۔عَنْ عبدالرحمٰنِ بن ابی لیلٰی عَنْ اَبِیْہِ قٰالَ رسولُاللّٰہِ اَلصِّدِّیْقُوْنَ ثَلاٰ ثَۃٌ: حَبِیبُ النَّجَّارِ، مؤمِنُ آلِ یٰسِینَ وَحِزْبِیْلُ مُؤمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ وَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْطالِبٍ وَھُوَ اَفْضَلُھُمْ۔

"عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ تین افراد صدیق ہیں اور وہ ہیں:حبیب ِنجار، مومنِ آلِ یاسین اور حزبیل مومنِ آلِ فرعون اور علی ابن ابی طالب علیہما السلام اور علی علیہ السلام اُن سب سے افضل ہیں"۔

(ج)۔ عَنْ عُبادِ بنِ عَبْداللّٰہِ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِیّاً علیہ السلام یقولُ: أَ نَا الصِّدِّیقُ الْاَکْبَرُ لَایقُولُھَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ وَلَقَدْ صَلَّیْتُ قَبْلَ النَّاسِ سَبْعَ سِنِیْنَ۔

"عباد بن عبداللہ سے روایت ہے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی علیہ السلام

سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں ہی صدیقِ اکبر ہوں اور میرے بعد کوئی بھی اپنے آپ کو صدیقِ اکبر نہیں کہلا سکتا لیکن سوائے جھوٹے اور کذاب کے اور میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی(یعنی سب سے پہلے خدا اور اُس کے رسول پر میں ایمان لایا)"۔

(د)۔ اسی طرح سب علمائے اہلِ سنت مثلاً حافظ ابی نعیم، ثعلبی، حافظ بن عساکر، سیوطی اور دوسرے بہت سے مفسرین سورئہ توبہ آیت119"اِتَّقُوااللّٰہَ وَکُوْنُوْامَعَ الصَّادِقِیْن"میں ابن عباس اور دوسروں سے بھی روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ"الصادقین" سے مراد علی ہیں ۔ روایت اس طرح سے ہے:

عَنْ ابنِ عباس فِی قولہ تعالٰی'اِتَّقُوااللّٰہَ وَکُوْنُوْامَعَ الصَّادِقِیْنَ' قَالَ نَزَلَتْ فِی عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ خٰاصَّةً"

"ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت صرف علی علیہ السلام کی شان میں نازل کی گئی ہے"۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، جلد2،صفحہ282،حدیث812،اشاعتِ اوّل۔

2۔ ابن مغازلی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین ، صفحہ247،246، حدیث296۔

3۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، باب62،صفحہ236اور باب24،صفحہ123۔

4۔ حافظ حسکانی ، کتاب شواہد التنزیل۔

5۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب 42،صفحہ146۔

6۔ نسائی، کتاب خصائصِ امیرالمؤمنین ، حدیث6،صفحہ38۔

7۔ سیوطی ،کتاب اللئالی المصنوعہ، بابِ فضائلِ علی ، جلد1،صفحہ160۔

8۔ احمد بن حنبل، کتاب الفضائل، بابِ فضائلِ امیر المؤمنین ،حدیث117،صفحہ78۔

9۔ حافظ المزی،کتاب تہذیب الکمال، ترجمہ العلاء بن صالح، جلد4،صفحہ193۔

سترہویں آیت

اللہ تعالیٰ نے علی کے وسیلہ سے پیغمبر کی مدد کی

هُوَالَّذِیْ اَ یَّدَکَ بِنَصْرِہ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ۔یٰٓاَ یُّھَاالنَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

"وہ وہی ہے جس نے اپنی امداد سے اور مومنین کے ذریعہ سے تمہاری تائید کی تھی۔

اے نبی! تمہارے لئے اللہ اور مؤمنین میں سے جو تمہارا اتباع کرتے ہیں، وہی کافی ہیں ہیں"۔(سورئہ انفال: آیات64،62)۔

تشریح

کچھ مفسرین نے ان آیات کے ضمن میں خصوصاً آیت :64کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب یہودیوں کے قبائل بنی قریظہ اور بنی نضیر کے کچھ افراد پیغمبر اسلام کی خدمت میں مکروفریب سے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ" اے پیغمبر خدا! ہم حاضر ہیں کہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی پیروی کریں اور مدد کریں"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر سے کہہ رہا ہے کہ ہرگز کسی غیر پر اعتماد نہ کریں بلکہ اللہ اور وہ مؤمنین جو آپ کی اتباع کرتے ہیں، آپ کے لئے کافی ہیں، انہی پر اعتماد کریں(تفسیر تبیان، جلد5،صفحہ152)۔

اہلِ سنت اور شیعہ علماء کی کثیر تعداد روایات لکھنے کے بعد کہتے ہیں کہ ان دو آیتوں میں مومنین سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اگرچہ دوسرے مؤمنین بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں لیکن ان آیتوں کے مصداق(پوری طرح آیت کے مطابق) علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔ پیغمبر اسلام نے ہمیشہ تمام مشکلات اور سخت حالات میں علی علیہ السلام کے وجودِ مقدس پر فخر کیا۔ ذیل میں لکھی گئی دو روایات پر توجہ فرمائیں:

(ا)۔ عَنْ اَبِیْ هُریرةِ قَالَ: قال رسولُ اللّٰہ رَأَیْتُ لَیْلَۃً اُسْرِیَ بِی اِلَی السَّمٰاءِ عَلَی الْعَرْشِ۔مَکْتُوْباً: لَااِلٰہَ اِلّا أَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْکَ لِیْ وَمحمدٌعَبْدِی وَرَسُوْلِی اَیَّدْتُہُ بِعَلیٍّ(قال)فَذٰلِکَ قَوْلُہُ"هُوَالَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہ وَبِالْمُؤْمِنِیْن"۔

"ابوہریرہ نے روایت کی ہے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ شبِ معراج میں

نے دیکھا کہ عرش پر لکھا ہوا تھا :'میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں تنہا اور لاشریک ہوں اور محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے اور میں نے علی کے ذریعے سے اپنے رسول کی مدد کی ہے اور اس آیتِ شریفہ"هُوَالَّذِیّٓ اَ یَّدَکَ بِنَصْرِہِ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ" میں بھی اسی طرف اشارہ ہے"۔
(ب)۔ حافظ حسکانی جو اہلِ سنت کے نامور عالم ہیں، کتاب شواہد التنزیل میں روایت نقل کرتے ہیں جو معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد بزرگوارحضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ انہوں نے اس آیت"یٰٓاَ یُّھَاالنَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ" کی تفسیرمیں فرمایا کہ یہ آیت علی علیہ السلام کی شان میں نازل کی گئی ہے جو ہمیشہ رسول اللہ کے مددگار و حامی و ناصر رہے ہیں۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق میں حدیث926، باب احوالِ امیرالمؤمنین ، ج2،ص419

2۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، باب62،صفحہ234۔

3۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور میں، جلد3،صفحہ216،اشاعتِ دوم، صفحہ199۔

4۔ حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل، شمارہ299،جلد1،صفحہ223اور اشاعتِ اوّل

میں جلد1،صفحہ230،شمارہ305۔

5۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد، باب مناقبِ علی علیہ السلام، جلد9،صفحہ121۔

6۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب 23،صفحہ109 اور باب2ص21

7۔ ذہبی، میزان الاعتدال، ج1،ص269،حدیث1006اور ص530،ج1، شمارہ1977۔

8۔ المحب الطبری، کتاب ریاض النضرہ، جلد2،صفحہ172۔

9۔ متقی ہندی، کتاب کنزل العمال،جلد6،صفحہ158، اشاعتِ اوّل۔

اٹھارہویں آیت

حضرت علی کا بغض اور دشمنی شقاوتِ قلب، نفاق اور انسان کی بدبختی کا باعث ہے

وَلَوْنَشَآءُ لَاَرَیْنَکَھُمْ فَلَعَرَفْتَھُمْ بِسِیْمٰھُمْ وَلَتَعْرِفَنَّھُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ۔

”اور اگر ہم چاہیں تو ہم اُن لوگوں کو تمہیں دکھلا دیں پھر تم اُن لوگوں کو اُن کی علامتوں سے پہچان لو اور تم اُن کو اُن کی بات کے لہجے سے ضرور پہچان لوگے“۔(سورئہ محمد، آیت:30)۔

تشریح

اس آیتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر اسلام کومنافقین کی اور شقاوتِ قلبی رکھنے والے انسانوں کی نشاندہی کرتا ہے ۔اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے :''اگر ہم چاہیں تو ہم تمہیں اُن کی شناخت کروادیں گے'' تاکہ صرف اُن کی چال ڈھال اور قیافہ دیکھنے سے ہی اُن کو پہچا ن لو۔ اس کے علاوہ اُن کے لہجہ و کلام سے بھی پہچان سکتے ہو کہ اُن کے ناپاک دلوں میں کیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُن کے بولنے کا انداز کیا تھا کہ پروردگار نے اُس کو منافقین کے پہچاننے کا ایک اہم طریقہ بتایا۔اس ضمن میں اہلِ سنت اور شیعہ علماء نے جو روایات بیان کی ہیں، اُن پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ منافقین کے دلوں میں حضرت علی علیہ السلام کیلئے شدید دشمنی اور کینہ پایا جاتا تھا۔ البتہ وہ اپنی اس دشمنی اور کینہ کو رسول اللہ کی زندگی میں واضح طور پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ شاید وہ اس میں اپنی بھلائی اور فائدہ نہیں دیکھتے تھے ۔ اس لئے وہ موقع بہ موقع رسول اللہ اور مسلمانوں کے پاس آکر حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بدگوئی کرتے تھے اور تنقید کرتے تھے۔ اُن کی اس چال کا مقصد صرف حضرت علی علیہ السلام کو لوگوں کے درمیان کمزور کرنا اور اُن کی محبوبیت کو کم کرنا تھا۔ لیکن خدائے بزرگ نے یہ آیت نازل کرکے اُن کے مکروفریب کو باطل کردیا اور اُن کے ناپاک چہروں کو سب کے سامنے آشکار کردیا۔ اس ضمن میں دو روایات پر توجہ فرمائیں:

(ا)۔ عَنْ اَبی سعیدُالخَدْری فِی قولہ عزوجل"وَلَتَعْرِفَنَّھُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ" قال بِبُغْضِھِمْ عَلَیّاً عَلَیْہِ السَّلَام۔

"ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ اس آیت'وَلَتَعْرِفَنَّھُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ' کی تفسیر میں فرمایاکہ یہ علی کی دشمنی اور بغض کی وجہ سے ہے(یعنی دشمنیِ علی اُن کی زبان سے ظاہر ہوجاتی ہے)"۔

(ب)۔ درج ذیل روایت کو اکثر مفسرین نے اس آیت کی بحث کے دوران ذکر کیا ہے اور رسول اکرم کے خاص صحابہ کی زبان سے بیان کی گئی ہے جیسے ابی سعید اور دوسروں نے نقل کیا ہے:

کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِبُغْضِھِمْ عَلِیّاً۔

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں منافقین کو اُن کی علی علیہ السلام سے دشمنی کے سبب پہچانتے تھے"۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حافظ الحسکانی، شواہد التنزیل، جلد2،صفحہ178،حدیث883،اشاعتِ اوّل۔

2۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ،ج2، ص421،حدیث929،بابِ احوالِ علی ،اشاعت2

3۔ گنجی شافعی،کتاب کفایة الطالب، باب62،صفحہ235۔

4۔ ابن مغازلی، کتاب مناقبِ امیرالمؤمنین ، حدیث362،359،صفحہ315۔

5۔ سیوطی، تفسیر المدرالمنثور، جلد6،صفحہ74اورتاریخ الخلفاء،صفحہ170۔

6- ابن عمر یوسف بن عبداللہ، کتاب استیعاب، جلد3،صفحہ110۔
7- بلاذری، انساب الاشراف، جلد2،صفحہ96،حدیث19،اشاعت اوّل از بیروت۔
8- متقی ہندی کنزالعمال، جلد1،صفحہ251،اشاعت اوّل اور اسی طرح احمد بن حنبل
کتاب فضائل میں اور ابن اثیر کتاب جامع الاصول میں، طبری کتاب ریاض النضرہ میں اور بہت سے دوسرے۔

اُنیسویں آیت

علی صالح المو منین ہیں

وَاِنْ تَظٰهَرَاعَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَمَوْلَهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔
"اور اگر تم دونوں ہمارے رسول کے برخلاف ایک دوسرے کے پشت و پناہ بنو تو اللہ ، جبرئیل اور صالح مومنین اُس کے مددگار ہیں"۔(سورئہ تحریم:آیت4)

تشریح

یہ نکتہ توجہ طلب ہے کہ اگرچہ کلمہ"صالح المؤمنین" اپنے اندر وسیع تر معنی رکھتا ہے اور تمام صالح مومنین اور پرہیز گار اس میں شامل ہوسکتے ہیں لیکن مومنِ کامل اور اکمل ترین انسان کون ہے؟اس کے لئے ہمیں روایات

سے مدد لینا ہوگی اور روایات کو دیکھنا ہوگا۔ تحقیق کرنے پر بڑی آسانی سے ہم منزل تک پہنچ جائیں گے ۔ شیعہ علماء سے منقول روایات کے علاوہ اہلِ سنت نے بھی بہت سی روایات نقل کی ہیں۔ ان سب سے یہی پتہ چلتا ہے کہ متذکرہ بالا آیت میں صالح مومنین سے مراد ذاتِ مقدسِ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔ یہاں ہم چند ایک روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

(ا)۔ عَنْ اَسماءِ بنتِ عُمَیس قٰالَتْ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقْرَأُ ھٰذِہِ الآیَۃ:وَاِنْ تَظٰھَرَاعَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَمَوْلَہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ، قَالَ صَالِحُ المُؤمِنِیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِب۔

”اسماء بنت عمیس روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے پیغمبر اسلام سے یہ آیت سنی”وَاِنْ تَظٰھَرَاعَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَمَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ“آیت پڑھنے کے بعد پیغمبر خدا نے فرمایا کہ صالح المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں“۔

(ب)۔ عَنْ السُّدی عَن ابنِ عَبَّاس، فِی قَولِہ عَزَّوَجَلَّ’وَصَالِحُ المُؤمِنِیْنَ قَالَ:ھُوَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِب۔

”سدی، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کہ جس میں صالح المومنین کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے مراد علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں“۔

(ج)۔ عَنْ مُجٰاھِد فی قَولِہِ تَعٰالٰی:”وَصَالِحُ المُؤمِنِیْنَ“ قَالَ: صَالِحُ المُؤمِنِیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِب۔

”مجاہد سے روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام میں جہاں صالح المؤمنین کا تذکرہ ہے، وہاں صالح المؤمنین سے مراد علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں“۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل میں، حدیث984 اور 985،جلد2،صفحہ257۔

2۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین میں، باب67،جلد1،صفحہ363۔

3۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور میں، جلد6،صفحہ244اور اشاعتِ دیگر صفحہ269،270۔

4۔ ابن مغازلی، مناقبِ امیر المؤمنین میں، حدیث316،صفحہ269،اشاعتِ اوّل۔

5۔ گنجی شافعی، کتاب کفایت الطالب میں، باب30،صفحہ137۔

6۔ متقی ہندی، کتاب کنزالعمال میں،حدیث لا شئ، جلد1،صفحہ237، اشاعتِ اوّل۔

7۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، جلد2،صفحہ425، اشاعتِ دوم، حدیث932،933۔

8۔ ابن حجر فتح الباری میں، جلد13،صفحہ27۔

بیسویں آیت

قیامت کے دن لوگوں سے ولایتِ علی کے بارے میں سوال کیا جائے گا

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ۔

"اور ان کو ٹھہرا ؤ کہ ابھی ان سے سوالات کئے جائیں گے"۔(سورئہ صافات:آیت24)

تشریح

سورئہ مبارکہ صافات کے ایک حصہ میں جہاں پروردگار قیامت اور اس کے متعلقہ مسائل اور عذابِ عظیم جو مشرکین اور گمراہوں کے انتظار میں ہے، کے بارے میں بیان فرماتا ہے، اس آیت"وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ" سے اپنے تمام فرشتوں اور ملائکہ کو اُس دن دوسرے احکام کے ساتھ یہ اہم حکم دے گا اور وہ حکم یہ ہوگا کہ اے میرے فرشتو ! ان کو روک لو ، ابھی ان سے سوال کیا جائیگا۔

لوگوں کے اس سوال پر کہ قیامت والے دن اس آیت کے مطابق کونسی چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اہلِ سنت اور شیعہ مفسرین نے مختلف جواب دئیے ہیں۔ کچھ نے کہا ہے کہ توحید کے بارے میں سوال کیا جائے گا، کچھ نے کہا ہے کہ اُس دن لوگوں سے بدعتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا جو وہ دنیا میں چھوڑ گئے، کچھ اوروں نے مختلف دیگر چیزوں کا ذکر کیا

ہے۔ لیکن یہ جوابات آیت کے مفہوم سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اہلِ سنت اور شیعہ کتب میں بہت سی روایات موجود ہیں جن کے مطابق باقی اہم سوالوں کے علاوہ جو مجرموں سے پوچھے جائیں گے، ولایت ِعلی ابن ابی طالب کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔ اس مطلب کی وضاحت کیلئے درج ذیل روایات پر توجہ فرمائیں:

(ا)۔ عَنْ اَبِیْ سعید خدری، عَنْ النبی فی قولہ تعالٰی"وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ" قال: عَنْ وِلَایَۃَ عَلِیٍّ ابْنِ اَبِیْ طَالِب۔

"ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت"وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ" کی تفسیر میں فرمایا کہ ولایت ِعلی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا جائے گا"۔

(ب)۔وَرَوِیٰ اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ أَبی اسحٰاقِ فی قولِہِ تعٰالٰی:"وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ"قَالَ یَعنی مِنْ وِلَایَۃِ عَلِیٍّ ابنِ اَبِی طَالِب اِنَّہُ لَا یَجُوْزُ اَحَدُالصِّرَاطَ اِلَّا وَبِیَدِہِ بَرَاۃً بِوِلَایۃِ عَلِیٍّ ابْنِ اَبِی طَالِب۔

"ابو احوض، ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس آیۂ شریفہ "وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ" کی تفسیر میں کہا کہ ولایت ِعلی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا جائیگااور مزید کہا: "اِنَّہُ لَا یَجُوْزُ اَحَدُالصِّرَاطَ اِلَّا وَبِیَدِہِ بَرَاۃً بِوِلَایَۃِ عَلِی" ' کسی کو پل صراط سے گزرنے کا حق حاصل نہ ہوگا مگر وہ جس کے ہاتھ میں ولایت ِعلی ابن ابی طالب علیہما السلام کا پروانہ ہوگا'۔

(ج)۔ عَنْ اِبْنِ عباس فِی قولِہ عَزَّوَجَلَّ"وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْن"
قَالَ:عَنْ وِلَایۃِ علی ابنِ ابی طالب۔
"ابن عباس سے اس آیت"وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْن" کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے بارے میں سوال کیا جائے گا"۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین، باب4،جلد1،صفحہ79۔

2۔ حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل، شمارہ787،جلد2،صفحہ106،اشاعت اوّل۔

3۔ ذہبی، کتاب میزان الاعتدال، بابِ حالِ علی بن حاتم، ج3،ص118،شمارہ5802۔

4۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، باب62،صفحہ247۔

5۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب37،صفحہ133اور اسی کتاب میں بابِ مناقب ،صفحہ282،حدیث51۔

6۔ خوارزمی، کتاب مناقب، باب17،صفحہ195۔

7۔ ہیثمی، کتاب صواعق المحرقہ، صفحہ89اور کتاب لسان المیزان،جلد4،صفحہ211۔

8۔ ابن جوزی، کتاب تذکرۃ الخواص، باب دوم، صفحہ21۔

اکیسویں آیت

اللہ تعالیٰ نے جنگوں اور مشکلات میں مسلمانوں کی مدد علی کے وسیلہ سے کی

وَرَدَّاللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْابِغَیْظِہِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا۔وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ۔وَکَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیْزًا۔

"اور اُن لوگوں کو جو کافر ہوگئے تھے، اللہ نے اُن کے غصے ہی کی حالت میں لوٹا دیا کہ وہ کسی مراد کو نہ پہنچیں اور اللہ نے مومنوں پر لڑائی کی نوبت ہی نہ آنے دی اور اللہ صاحبِ قوت اور صاحبِ غلبہ ہے"۔(سورئہ احزاب: آیت25)۔

تشریح

یہ آیت سورئہ احزاب سے ہے جس کی کچھ دوسری آیتیں جنگِ خندق(جنگِ احزاب) کے متعلق ہیں۔ جنگِ خندق ایسی جنگ ہوئی ہے جس میں مسلمانوں کو کامیابی معجزانہ طور پر نصیب ہوئی اور بغیر کسی وسیع قتل و غارت کے کفار شکست خوردہ اور مایوس ہوکر مدینہ کے محاصرے کو توڑ کر ناکام واپس اپنے علاقوں کی طرف چلے گئے۔اس میں مددِ غیبی کی ایک شکل

تو قدرت کی طرف سے زبردست طوفان اور سخت ترین سرد ہوائیں چلیں جس نے کفار کے حوصلے پست کردئیے ۔ اُن کے دلوں میں خدائی طاقت کا رعب اور ڈر بیٹھ گیا اور دوسری طرف حضرت علی علیہ السلام نے اُن کے طاقتور ترین پہلوان اور جنگجو یعنی عمر بن عبدود پر وہ کاری ضرب لگائی کہ وہ نیست و نابود ہوگیا۔ اس سے کفار کی اُمیدوں پر پانی پھر گیا اور وہ مایوسی میں تبدیل ہوگئیں۔ کفارکے بڑے بڑے سرداروں کے حوصلے پست ہوگئے۔

اس جنگ میں حضرت علی علیہ السلام کی فداکاری اور کارکردگی اتنی اہمیت کی حامل تھی کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

”لَمُبارِزَۃُ عَلِی ابنِ ابی طالب لِعُمروبنِ عَبدُوَدیَومَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰامَۃِ“

”حضرت علی علیہ السلام کی جنگِ خندق میں ایک ضربت میری تمام اُمت کی قیامت تک کی عبادت سے افضل ہے“۔

حاکم، کتاب المستدرک میں، جلد3،صفحہ32۔

شیخ سلیمان قندوزی، ینابیع المودۃ، باب23،صفحہ109اور باب46،ص161اور بہت سے دوسرے۔

اب اس آیت کی تفسیر میں چند ایک روایات بیان کی جارہی ہیں جو توجہ طلب ہیں:

(ا)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِنّہ کَانَ یَقْرَاُ ھٰذِہِ الآیۃ”وَکَفَی اللّٰہُ

الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ" بِعَلِيٍّ ابْنِ اَبِی طَالِب عَلَيْہِ السَّلَام۔

"عبداللہ بن مسعود سے روایت کی گئی ہے کہ وہ یہ آیت "وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَال" تلاوت فرمارہے تھے اور اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی ذاتِ مقدس کو لے رہے تھے"۔

(ب)۔ عَنْ عبداللّٰہِ بن مسعود قَالَ: لَمَّا قَتَلَ عَلِیٌّ عمروبن عَبْدُوَدْ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، اَنْزَلَ اللّٰهُ تعالٰی:"وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَال"بِعَلِیٍّ۔

"عبداللہ بن مسعود سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے جنگِ خندق میں عمربن عبدود کو ہلاک کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَال" حضرت علی علیہ السلام (کے عمل) کی خاطر نازل فرمائی"۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حافظ الحسکانی کتاب شواہد التنزیل میں، شمارہ629،جلد2،صفحہ3۔

2۔ ابن عساکر تاریخ دمشق میں، باب حالِ امیرالمؤمنین ، شمارہ927،جلد2،صفحہ420، اشاعت دوم(شرح محمودی)۔

3 ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، شمارہ4149،جلد2،صفحہ380۔

4- گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب، باب62،صفحہ234-

5- شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، باب23،صفحہ108اور باب46،ص161-

6- سیوطی تفسیر الدالمنثور میں، جلد5،صفحہ209-

بائیسویں آیت

علی ا ورفاطمہ علم و معرفت کے دریائے بیکراں ہیناور حسن و حسین اُن کے انتہائی قیمتی موتی ہیں

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ۔بَیْنَہُمَابَرْزَخٌ لَّایَبْغِیٰنِ۔فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَاَ تُکَذِّبٰنِ۔یَخْرُجُ مِنْہُمَاالُّلؤْ وَالْمَرْجَانُ۔

"اُس نے دودریا بہادئیے، وہ باہم ملتے ہیں اور اُن دونوں کے مابین پردہ ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرسکتا۔پھر تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اُن دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتے ہیں"۔(سورئہ رحمٰن:آیات19تا21)۔

تشریح

وہ افراد جو قرآن اور علومِ قرآن سے واقف ہیں، اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کتابِ آسمانی اپنے اندر معنی کا سمندر رکھتی ہے۔ یہ عین ممکن ہے کہ ایک

آیت بعض اوقات چند معنی رکھتی ہو اور بعض اوقات بیسیوں معنی رکھتی ہو جبکہ اُن کا ہر معنی اپنی جگہ قابلِ توجہ اور اہمیت کا حامل ہو اور وہ ایک دوسرے سے ٹکراؤ بھی نہ رکھتے ہوں۔مثال کے طور پر یہ چند آیات جو سورئہ رحمٰن سے ہیں اوراوپر بیان کی گئی ہیں، اس طرح کی آیات ہیں جن کے مختلف معنی نکل سکتے ہیں۔

وہ لوگ جو ان آیات کو ظاہری اعتبار سے دیکھتے ہیں تو اُن کے اذہان میں یہی معنی آتے ہیں کہ کرئہ ارض کے بڑے بڑے دریا اور سمندر جو اس کے تین چوتھائی حصے پر پھیلے ہوئے ہیں اور اُن کے اندر بڑے بڑے قیمتی گوہر اور معدنیات موجود ہیں، یہ خدائے بزرگ کی طرف سے عظیم نعمتیں ہیں۔ یہ سب ،انسان کو غوروفکر کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ دیکھیں کہ خدا نے انسان کیلئے کس طرح یہ دریااور سمندر پھیلائے اور اُن میں بیش بہا نعمتیں پیدا کیں۔ لیکن ہمیں یہ جاننا چاہئے کہ ان آیات کے دوسرے مطالب ہیں جو مقصودِ خالق ہیں۔

روایات اور اطلاعات جو اسلامی تاریخ میں موجود ہیں، اُن کو بغور دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ ان آیات سے دو عظیم ہستیوں کا تعارف کروانا مقصود ہے۔ وہ ہستیاں جو علم و معرفت اور کمال کے دریائے بیکراں ہیں اور ان سے ملنے والے دو قیمتی موتی حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں۔توضیح کیلئے درج ذیل روایات پر توجہ فرمائیں:

عَنْ اِبْنِ عباس رضی اللّٰہ عنہ فی قولہ تعالٰی"مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ"قال:علی و

فاطمہ،''بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّايَبْغِيٰنِ'' اَلنّبی،''يَخْرُجُ مِنْهُمَااللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ''قال:اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْن علیہماالسلام۔

''ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ تفسیر''مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰن''سے مراد علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں۔''بَيْنَهُمَابَرْزَخٌ لَّايَبْغِيٰنِ'' سے مراد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے(پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات جنابِ علی علیہ السلام اور جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے درمیان وہ واسطہ ہے جس سے یہ صحیح بندگی خدا اور اُس کی عبودیت کے لئے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح اُن کی ذاتِ گرامی سے خود بھی فیض یاب ہوتے ہیں اور اپنی آنے والی نسلوں کیلئے بطور نمونہ اُن کی رہنمائی اور ہدایت کا باعث بنتے ہیں)۔''يَخْرُجُ مِنْهُمَااللُّؤْلُؤُوَالْمَرْجَانُ''سے مراد امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام ہیں۔

یہ قابلِ توجہ بات ہے کہ درج بالا روایت کو علمائے اہلِ سنت نے دوسرے صحابہ سے بھی نقل کیا ہے اور شیعہ علماء نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے اور یہ روایت بجائے خود بہت اہمیت کی حامل ہے۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ سیوطی تفسیر الدرالمنثور میں، جلد6،صفحہ158اور دوسری اشاعت میں ج6،ص142

2۔ حافظ الحسکانی، شواہد التنزیل ، حدیث919،ج2،ص209،اشاعت اوّل،ج2،

صفحہ212،اشاعت دوم۔

3۔ ابن مغازلی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین ، صفحہ339،حدیث 390۔

4۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب39،صفحہ138۔

5۔ ثعلبی، تفسیر ثعلبی میں جلد4،صفحہ289۔

6۔ حافظ ابونعیم اصفہانی، کتاب "مانزل من القرآن فی علی "،اس آیت کی تشریح میں۔

7۔ شبلنجی، کتاب نورابصار میں، صفحہ101۔

8۔ خوارزمی، کتاب مقتل الحسین ، صفحہ112۔

9۔ کراجکی، کتاب کنزالفوائد میں، صفحہ366۔

تئیسویں آیت

علی اور اہلِ بیت سے محبت نیکی ہے اور اِن سے بغض گناہ ہے

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَہ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍاٰمِنُوْنَ۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ۔هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَاكُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

"جو شخص کوئی نیکی لے کر آئے گا پس اُس کیلئے اس کا عوض اس سے بہتر موجود ہے اور وہ اُس دن خوف سے امن میں ہوں گے اور جو بدی لے کر آئے گا وہ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دئیے جائیں گے، جو کچھ تم کرتے تھے، اُسی کا بدلہ تمہیں ملے گا"(سورئہ نمل:آیت89اور90)

تشریح

اس آیت میں دو الفاظ یعنی ''حَسَنَۃِ''اور ''سَےِّئَۃِ'' استعمال ہوئے ہیں۔آیت کا اصلی مقصد بھی انہی کو سمجھانا ہے کہ نیکی اور بدی اصل میں کہتے کسے ہیں کیونکہ اس کا انسان کی مادّی اور روحانی زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

''حَسَنَۃِ''اور ''سَےِّئَۃِ'' ، یہ دوالفاظ اس آیت میں اور قرآن کی دیگر آیات میں استعمال ہوئے ہیں۔ان الفاظ کے مفہوم اور معنی نہایت وسیع ہیں مثلاً''حَسَنَۃِ''میں تمام نیک اور پسندیدہ اعمال شامل ہیں اور ان میں سرفہرست خدا پر ایمان، اُس کے پیغمبر پر ایمان اور حضرت علی علیہ السلام اور آئمہ علیہم السلام کی ولایت پر ایمان ہے اور ''سَےِّئَۃِ''میں تمام قبیح اور ناپسندیدہ اعمال شامل ہیں جو انسان کو خدا اور اُس کے رسول اور اُس کے اولیائے حق کے خلاف سرکشی پر ابھارتے ہیں اور یہ ''حَسَنَۃ''کی مکمل ضد ہے۔ لیکن ان کلمات کی تفاسیر اور تعابیر جو ہم تک آئمہ معصومین کے ذریعے سے پہنچی ہیں اور جسے بہت سے علمائے اہلِ سنت اور شیعہ نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے، کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ''حَسَنَۃ'' سے مراد قبولِ ولایتِ امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور اُن کی اولاد ہیں اور ''سَےِّئَۃِ'' سے مرادعدمِ قبولِ ولایتِ علی اور اولادِ علی ہے۔درج ذیل روایت میں اسی بات کی تفسیر ہے:

عَنْ ابی عبدِاللّٰہِ الجَدَلِی قال: قٰال لی علی علیہ السلام:اَلٰا اُنَبِّئُکَ بِالْحَسَنَةِ الَّتِی مَنْ جٰاءَ بِھٰااَدْخَلَہُ اللّٰہُ الجَنَّةَ وَبِالسَّـیِّئَةِ الَّتِی مَنْ جٰاءَ بِھٰااَکَبَّہُ اللّٰہُ فِی النّٰارِوَلَمْ یُقْبَلُ لَہ عَمَلاً؟ قُلْتُ بلٰی ثُمَّ قَرَأَ(امیرالموٴمنین) مَنْ جٰاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَہ خَیْرُ مِنْھٰاوَھُمْ مِنْ فَزَعِ یَوْمَئِذٍآمِنُوْنَ وَمَنْ جٰاءَ بالسَّـیِّئَةِ فَکُبَّتْ وَجُوْھَھُمْ فِی النَّارِھَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَاکُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قٰالَ: یٰا أَبٰاعَبْدِاللّٰہِ، اَلْحَسَنَةُ حُبُّنٰاوَالسَّـیِّئَةُ بُغْضُنَا۔

”ابو عبداللہ جدلی سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ امیر الموٴمنین علی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:’کیا میں تجھے اُس نیک عمل کی خبر نہ دوں کہ جو کوئی اُس کو انجام دے گا، پروردگار اُس کو بہشت میں داخل کرے گا اور کیا تجھے اُس بدعمل کی خبر نہ دوں کہ اُسے جو کوئی انجام دے گا، پروردگار اُسے جہنم میں پھینکے گااور اُس کاکوئی دوسراعمل بھی قبول نہ ہوگا‘۔

میں نے عرض کی:’ہاں مولا! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اس سے باخبرکریں‘۔ حضرت علی علیہ السلام نے پھر یہ آیت پڑھی: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَہ خَیْرٌ مِّنْھَا وَھُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَئِذٍاٰمِنُوْنَ۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّـیِّئَةِ فَکُبَّتْ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ۔ھَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَاکُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ پھر فرمایاحَسَنَةِہم اہلِ بیت سے محبت ہے اورسَـیِّئَةِ اہلِ بیت سے بغض و دشمنی ہے۔

اسی طرح بعض دوسری روایات میں آیاہے کہ آپ نے اس بارے میں فرمایا: ”اَلْحَسَنَةُ مَعْرِفَةُ الْوِلَایَةِ وَحُبُّنٰا اَھْلِ الْبَیْتِ وَالسِّـیِّئَةُ اِنْکَارُ

الْوِلَایَةِ وَبُغْضُنَا اَھْلَ الْبَیْتِ“۔

”حَسَنَۃ یعنی معرفتِ ولایت ِعلی علیہ السلام اورہم اہلِ بیت سے محبت ہے اور سَّےِّئَۃِ یعنی انکارِ ولایت علی علیہ السلام اور ہم اہلِ بیت سے بغض و دشمنی ہے“۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین، باب61،جلد2،صفحہ299۔

2۔ حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل میں، حدیث587،582،ج1،ص428،426

3۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب24،صفحہ113۔

4۔ ثعلبی اپنی تفسیر میں، جلد2۔

5۔ الحنینی کتاب خصائص الوحی المبین، صفحہ128۔

6۔ رشید الدین، مناقب آلِ علی ، جلد2،صفحہ225،عنوان درجاتِ علی عند قیام الساعۃ۔

چوبیسویں آیت

اللہ تعالیٰ علی کے وسیلہ سے کفارو مشرکین سے انتقام لیتا ہے

فَاِمَّانَذْھَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْھُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ۔

”پس اگر تم کو ہم لے جائیں گے تو ہم اُن سے بھی ضرور ہی بدلہ لینے والے ہیں“۔

(سورئہ زخرف:آیت41)۔

تشریح

سورئہ مبارکہ زخرف میں اللہ تعالیٰ کفار کی حرکتوں کو نظر میں رکھتے ہوئے اپنے پیغمبر کی تسلی اور سکون کی خاطر فرمارہا ہے کہ کفار کی چالوں کی وجہ سے اسلام کے مستقبل کے بارے میں بالکل پریشان نہ ہوں کیونکہ اگر وہ کفر، ظلم اور انتقام جوئی کو ترک نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی یقینا اُن سے انتقام لے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بشری زندگی کے مختلف زمانوں میں اپنے قابلِ دید اور ناقابلِ دید لشکروں سے کفار، منافق اور مشرکوں سے انتقام لیتا رہا ہے اور اُن کوسزائیں دیتا رہا ہے اور یہ عمل اُس کیلئے کوئی مشکل نہیں کیونکہ اُس کی ذات ”فَعَّالٌ لِمٰا یُرِیْد“ ”وہ جو چاہتا ہے ، کرتا ہے“۔

اللہ تعالیٰ کے انتقام کی کوئی مثال دیکھنی ہو تو وہ انتقام ہے جس کا ارادہ تو خدا کی ذات نے کیااور اُسے انجام علی علیہ السلام نے دیا۔ تمام علماء اور مفسرین اہلِ سنت اور شیعہ نے اپنی کتابوں میں روایات نقل کی ہیں جن سے

ثابت ہوتا ہے کہ آیتِ مذکورسے مراد وجودِ پاکِ حضرت علی علیہ السلام ہے کیونکہ آپ نے تمام کفار و منافقین سے اُن مظالم اور زیادتیوں کا جو انہوں نے پیغمبر اسلام پر کی تھیں، کا بدلہ لیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان اور دانشمند حضرات حتیٰ کہ غیر مسلم بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اعمال سے رسول اللہ کی زندگی میں اور اُن کی ظاہری زندگی کے بعد کفار کی کمر توڑ کے رکھ دی تھی اور منافقین کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مایوس کردیا تھا۔حق اور صراطِ مستقیم کو عیاں کردیا۔ اس ضمن میں چند روایات نیچے درج کی جارہی ہیں جو آپ کی توجہ کی طالب ہیں:

(ا)۔ عَنْ جَابِرقٰالَ:لَمَّا نَزَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِاللّٰہ''فَاِمَّانَذْھَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْھُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ''قٰالَ بِعَلِیٍّ ابْنِ اَبِی طَاَلِب عَلَیْہِ السَّلَام۔

''جابر ابن عبداللہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت ''فَاِمَّانَذْھَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْھُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ'' رسولِ خدا پر نازل ہوئی توآپ نے آیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ علی علیہ السلام کے وسیلہ سے انتقامِ الٰہی لیا جائے گا''۔

(ب)۔ عَنْ حُذَیْفَۃِ بن الیَمٰانِ قٰالَ فِی قولہ تعالٰی''فَاِمَّانَذْھَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْھُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ'' یَعْنِی بِعَلِی بن ابی طالب علیہ السلام۔

''حذیفہ بن یمان سے روایت کی گئی ہے ، انہوں نے اس آیت ''فَاِمَّانَذْھَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْھُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ''

کی تفسیر میں فرمایا کہ علی علیہ السلام کے وسیلہ سے انتقام لیا جائے گا‘‘۔

(ج)۔ عَنْ جابربن عبداللّٰہ عَنِ النَّبی فی قولہ’فَاِمَّانَذْھَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْھُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ‘نَزَلَتْ فِی عَلِیٍّ اِنَّہ یَنْتَقِمُ مِنَ النَّاکِثِیْنَ وَالقَاسِطِینَ بَعْدِی۔

’’جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر اکرم نے اس آیت ’’فَاِمَّانَذْھَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْھُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ‘‘ کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ علی میرے بعد ناکثین(بیعت توڑنے والے اصحابِ جنگِ جمل) اور قاسطین(جنگِ صفین میں لشکر معاویہ) سے انتقام لیں گے‘‘۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ سیوطی ،تفسیر الدرالمنثور میں، جلد6،صفحہ20،آیتِ مذکور کے ضمن میں۔

2۔ ابن مغازلی شافعی، حدیث366کتاب ’’مناقبِ امیر المؤمنین ‘‘، ص275اور320

3۔ حافظ الحسکانی، شواہد التنزیل، حدیث851، جلد2،صفحہ152، اشاعت اوّل۔

4۔ شیخ سلیمان قندوزی ، کتاب ینابیع المودة میں، باب26،صفحہ114اور اسی کتاب میں باب(مناقب)70،صفحہ287،حدیث24۔

5- طبرانی، کتاب معجم الکبیر میں، جلد3،صفحہ111-

پچیسویں آیت

علی نے اپنی جانِ مبارک کامعاملہ اللہ تعالیٰ سے طے کرلیا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ-

"اور آدمیوں میں سے ایسابھی ہے جو رضائے خدا حاصل کرنے کیلئے اپنے نفس کو فروخت کرتا ہے"-(سورئہ بقرہ: آیت207)-

تشریح

پیغمبر اسلام کا مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا اور اُس سے ہی متعلق دوسرے اُمور ایسے موضوع ہیں جن پر تقریباً تمام تاریخ دانوں نے اپنی اپنی تواریخ میں لکھا ہے اور اس واقعہ میں پیغمبر اسلام کی بردباری ،صبروتحمل اور اُن کے وفادار اصحاب کی شان بیان کی ہے- ہجرتِ پیغمبر میں سب سے اہم واقعہ ہجرت کی رات کا ہے جب پیغمبر اکرم کے حکم کے مطابق حضرت علی علیہ السلام آپ کے بستر پر سوئے اور کفارِ مکہ جو جنگی ہتھیاروں سے لیس تھے ، کی طرف سے کسی بھی وقت حملہ کے منتظر رہے- نصف شب کے قریب مسلح کفار جنہوں نے نبی اکرم کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا، داخلِ منزل ہوئے- حضرت علی علیہ السلام

بستر سے اُٹھے اور مقابلہ کیلئے تیار ہوئے۔ کفارِ مکہ نے جب حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا تو مایوس ہوکر واپس لوٹ گئے۔ اس طرح کفارِ مکہ کے تمام ارادے خاک میں مل گئے اور پیغمبر خدا کچھ دنوں بعد صحیح و سلامت مدینہ پہنچ گئے۔

بہت سے شیعہ اور اہلِ سنت علماء نے آیت ِ مذکور کو علی علیہ السلام کی فداکاری سے منسوب کیا ہے اور اس کی تائید میں بہت سی روایات نقل کی ہیں جن میں سے چند ایک بطورِ نمونہ درج کی جارہی ہیں، ملاحظہ ہوں:

(ا)۔ عَنْ علی بن الحسین فی قولہ تعالٰی'وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ'قال نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ عَلَيْہِ السَّلَام حینَ بٰاتَ عَلٰی فِراشِ رَسُولِ اللّٰہِ۔ (المیزان)

''علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہما السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت

''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہ''

کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے جب وہ شب ِہجرت پیغمبر خدا کے بستر پر سوئے تھے''۔

(ب)۔ رَوَی السُّدیُّ عَنْ اِبْنِ عَبَّاس قٰالَ نَزَلَتْ ہٰذِہِ الآیۃُ فِی عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِب عَلَيْہَ السَّلَام حِینَ ہَرَبَ النَّبِیعَنِ الْمُشْرِکِیْنَ اِلَی الْغٰارِ ونٰام علی عَلٰی فِراشِ النَّبی۔(مجمع البیان)

''سدی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ یہ آیت

’’وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہ‘‘

حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی جب پیغمبر اسلام کفار کے شر سے بچنے کیلئے مدینہ کیلئے ہجرت کرتے ہوئے غارِ ثور کی طرف چلے اور علی علیہ السلام آپ کے بستر پر سوئے۔ اسی طرح بہت سے علماء نے من جملہ صاحب ِمجمع البیان نے اس آیت کے بارے میں درج ذیل روایت بیان فرمائی ہے جو بہت زیادہ اہمیت کی حامل اور قابلِ توجہ ہے۔ روایت اس طرح ہے:

لَمَّانَامَ عَلِیٌّ فِراشَہ قَامَ جِبْرَائِیلُ عِنْدَ رَاسِہِ وَمِیْکَائِیلُ عِنْدَ رِجْلَیْہِ وَجِبْرَائِیلُ یُنٰادِی بَخٌ بَخٌ مَنْ مِثْلُکَ یابْنَ اَبِیْ طَالِب؟ یُبٰاھِی اللّٰہُ بِکَ الْمَلاٰئِکَۃُ۔

’’جب حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اسلام کے بستر پر(شب ِہجرت)سوئے تو جبرئیل سرہانے کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف کھڑے ہوگئے اور جبرئیل نے بہ آواز بلند کہا:’مبارک ہو،مبارک ہو، تم جیسا(باایمان اور فداکار) کون ہے؟ خداوند پاک فرشتوں کو مخاطب کرکے تم پر فخر کررہا ہے‘۔

تصدیقِ فضیلت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں، جلد5،صفحہ204،اشاعت دوم،تہران۔ آیت ِمذکور کے بارے میں۔

2۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب، باب62،صفحہ239۔

3۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، صفحہ105،باب21۔

4۔ ثعلبی، کتاب احیاء العلوم، جلد3،صفحہ238۔

5۔ شبلنجی، کتاب نورالابصار میں، صفحہ86۔

فضائلِ علی علیہ السلام قرآن کی نظر میں ۔4

(چند دوسری مثالیں)

حضرت علی علیہ السلام سورہ والعصر میں

وَالْعَصْرِ۔اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔اِلَّاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاوَعَمِلُوْاالصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْابِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْبِالصَّبْرِ۔

”وقت ِعصر کی قسم! انسان ضرور گھاٹے میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق کی پیروی کی تاکید کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے“۔

روایت

عَنْ اِبْنِ عباس فِی قولہ تعالٰی:”وَالْعَصْرِ۔اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔اِلَّاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْابِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْ

بِالصَّبْرِ“قَالَ: هُوَ عَلِی علیہ السلام۔

اس روایت کو علامہ سیوطی نے تفسیر الدرالمنثور جلد6،صفحہ439(آخری روایت تفسیر سورئہ عصر) پر درج کیا ہے۔ اسی روایت کو حافظ الحسکانی نے کتاب شواہد التنزیل، حدیث1156 جلد2،صفحہ373، اشاعت اوّل اور حافظ ابی نعیم اصفہانی نے کتاب”ما نزل من القرآن فی علی علیہ السلام“ میں بیان کیا ہے اور بہت سے دوسروں نے اسی روایت کو نقل کیا ہے۔

ترجمہ

”ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ اس کلامِ الٰہی ”وَالْعَصْرِ۔اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ“ کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد ابوجہل لعنة اللّٰہ علیہ ہے اور”اِلَّاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاوَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْابِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْبِالصَّبْر“کی تفسیر میں کہا گیاکہ اس سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔

علی علمِ الٰہی کا خزینہ ہیں

قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًام بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہ عِلْمُ الْکِتٰبِ۔

”آپ کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے کو (ایک تو) اللہ

کافی ہے(دوسرے)وہ جن کے پاس اس کتاب کا پورا علم ہے“۔(سورئہ رعد:آیت43)۔

روایت

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ سَلٰام رضی اللّٰہ عَنْہُ فِی قَوْلِہ تَعٰالٰی”وَمَنْ عِنْدَہ عِلْمُ الْکِتٰبِ“قَالَ سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ قَالَ اِنَّمَا ذٰلِکَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِب۔
اس روایت کو شیخ سلیمان قندوزی حنفی نے کتاب ”ینابیع المودة“، باب مناقب، صفحہ284،حدیث60میں بیان کیا ہے اور ابن عباس سے نقل کرتے ہوئے اسی کتاب میں باب30،صفحہ121پر بھی درج کیا ہے۔اسی طرح حافظ الحسکانی نے کتاب ”شواہد التنزیل“، ،جلد1،صفحہ308،اشاعت اوّل، حدیث دوم میں بیان کیا ہے اور حافظ ابی نعیم اصفہانی نے کتاب ”مانزل من القرآن فی علی علیہ السلام“ میں اس آیت کی تفصیل میں بیان کیا ہے۔

ترجمہ

”عبداللہ بن سلام نے کلامِ الٰہی ”وَمَنْ عِنْدَہ عِلْمُ الْکِتٰبِ“ کے بارے میں روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اس سے مراد کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ا س سے مراد علی ابن ابی طالب علیہما

السلام ہیں‘‘۔

علی اور آپ کے اصحاب سچائی کا نمونہ ہیں

یٰآَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوااتَّقُوااللّٰہَ وَکُوْنُوْامَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

”اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ“۔(سورئہ توبہ:آیت119)۔

روایت

عَنْ اِبْنِ عباس رضی اللّٰہُ عنہُ فِی ھٰذِہِ الآیَۃِ”یٰآَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوااتَّقُوااللّٰہَ وَکُوْنُوْامَعَ الصّٰدِقِیْنَ“قَالَ مَعَ علی واصحابہ۔

اس روایت کو ثعلبی نے اپنی تفسیر(تفسیر ثعلبی) جلد1اور سیوطی نے تفسیر الدرالمنثور میں اس آیت کے سلسلہ میں بیان کیا ہے۔ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں باب شرح حالِ امیر المؤمنین میں حدیث930،جلد2،صفحہ421میں بیان کیا ہے اور اسی طرح حافظ الحسکانی نے کتاب”شواہد التنزیل“،جلد1،صفحہ259،حدیث اوّل کے تحت بیان کیا ہے۔

ترجمہ

”ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ اس آیت ”یٰآَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوااتَّقُوااللّٰہَ وَکُوْنُوْامَعَ الصّٰدِقِیْنَ“

کے بارے میں انہوں نے کہاکہ" کُوْنُوْامَعَ الصّٰدِقِیْن "سے مراد علی ابن ابی طالب علیہما السلام اور آپ کے اصحاب ہیں"۔

ولایت ِعلی و اہلِ بیت پر اعتقاد رکھنے کا نتیجہ قبولیت ِتوبہ،ایمان، عملِ صالح اور ہدایت ہے

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی۔

"اور میں اُس کو جو توبہ کرے ، ایمان لائے اور نیک عمل کرے اورپھر ہدایت یافتہ بھی ہو، ضرور بخشنے والا ہوں"۔(سورئہ طٰہٰ:آیت82)۔

روایت

عَنْ علی علیہ السلام فِی قولِہ تعٰالٰی"وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی" قَالَ اِلٰی وِلٰایَتِنَا۔

اس روایت کو حافظ ابونعیم اصفہانی نے کتاب"مانزل من القرآن فی علی علیہ السلام" میں نقل کیا ہے اور حافظ الحسکانی نے کتاب "شواہد التنزیل"،جلد1،صفحہ375،

اشاعت اوّل میں امام محمدباقر علیہ السلام اور حضرت ابوذرغفاری کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

ترجمہ

"حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے اس کلامِ الٰہی

”وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی“ کے بارے میں فرمایا:’یعنی وہ جس نے ہماری ولایت کو تسلیم کیا اور اُس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے اور پھر ہدایت یافتہ بھی ہوا، اللہ اُس کو ضرور بخشنے والا ہے‘۔“

امت اور ولایت ِعلی پر ایمان اصل میں ایک ہیں

وَاِنَّ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَٰنکِبُوْنَ۔ ”اور ضروروہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، راہِ راست سے ہٹ جانے والے ہیں“۔(سورئہ مؤمنون:آیت74)۔

روایت

عَنْ علی ابنِ ابی طالب فی قولہ تعٰالٰی”وَاِنَّ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَٰنکِبُوْنَ“قَالَ عَنْ وَلَایَتِنَا۔

اس روایت کو حافظ ابونعیم اصفہانی نے کتاب”مانزل من القرآن فی علی علیہ السلام“ میں ،حموینی نے کتاب”فرائد السمطین“، باب61،جلد2،صفحہ300اور حافظ الحسکانی نے کتاب”شواہد التنزیل“ حدیث557جلد1،صفحہ402پر نقل کیا ہے۔

ترجمہ

”علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اس آیت ِ خداوندی
”وَاِنَّ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰکِبُوْنَ“
کے بارے میں فرمایا کہ صراط سے یہاں مراد ہماری ولایت ہے(ولایت ِعلی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ولایت ِاہلِ بیت)“۔

علی کواذیت پہنچانابہت بڑ اصریح گناہ ہے

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِمَااکْتَسَبُوْافَقَدِ احْتَمَلُوْابُھْتَانًاوَّاِ ثْمًامُّبِیْنًا۔
”اور جو لوگ ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو بلاقصور ایذا پہنچاتے ہیں، وہ بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے ذمے لیتے ہیں“۔(سورئہ احزاب:آیت58)۔

روایت

عَنْ مقاتِلَ بن سلیمان فِی قولِہ عَزَّوَجَل”وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِمَااکْتَسَبُوْافَقَدِاحْتَمَلُوْابُھْتَانًاوَّاِ ثْمًامُّبِیْنًا“
قَالَتْ نَزَلَتْ فِی علی ابن ابی طالب وَذٰلِکَ اَنَّ نَفَراً مِنَ الْمُنٰافِقِیْنَ کَانُوْایُوْذُوْنَہ وَیَکْذِبُوْنَ عَلَیْہِ۔
اس روایت کو ابی نعیم اصفہانی نے کتاب”مانزل من القرآن فی علی علیہ السلام“ میں درج کیا ہے۔ اس کے علاوہ واحدی نے کتاب ”اسباب النزول“،صفحہ273اور حافظ الحسکانی نے کتاب”شواہد

التنزیل''،جلد2،صفحہ93،اشاعت اوّل،حدیث775میں نقل کیا ہے۔

ترجمہ

''مقاتل بن سلیمان روایت کرتے ہیں ،انہوں نے کہا کہ یہ آیت وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَاالْکْتَسَبُوْافَقَدِاحْتَمَلُوْابُھْتَانًاوَّاِ ثْمًامُّبِیْنًا

حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کے نازل ہونے کی وجہ یہ تھی کہ کچھ منافقین آپ کو اذیت پہنچاتے تھے اور اُن کو جھٹلاتے تھے''۔

اللہ تعالیٰ آلِ محمدپر سلام بھیجتا ہے

سَلٰمٌ عَلٰی آلِ یَاسِیْنَ۔

''آلِ یاسین تم پر سلام ہو''۔(سورئہ الصّٰفّٰت:آیت130)۔

روایت

عَنْ اِبْنِ عباس رضی اللّٰہ عنہُ فِی قولہ تعٰالٰی''سَلٰمٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ''قَالَ آلِ محمد صلَّی اللّٰہُ علیہ وآلہ وسلَّم۔

اس روایت کو حافظ ابی نعیم اصفہانی نے کتاب''مانزل من القرآن فی علی علیہ السلام''میں، ابن حجر ہیشمی نے ''صواعقِ المحرقہ'' میں صفحہ76پر اور

حافظ الحسکانی نے کتاب"شواہد التنزیل"،جلد2،صفحہ110،اشاعت اوّل میں نقل کیا ہے۔

ترجمہ

"ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ خدا کے اس کلام "سَلٰمٌ عَلٰٓی آلِ یَاسِیْنَ" سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ معتبر روایات کے مطابق آلِ محمد سے مراد حضرت علی علیہ السلام،جنابِ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا، امام حسن علیہ السلام ،امام حسین علیہ السلام اور اُن کی پاک اولاد ہیں"۔

علی اور تصدیقِ نبوتِ پیغمبر اکرم

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

"اور وہ جو سچ کو لے کر آیا او روہ جس نے اُس کی تصدیق کی(خدا سے) ڈرنے والے وہی تو ہیں"۔(سورئہ زمر:آیت33)۔

روایت

عَنْ مُجٰاھِدٍ فِی قولہ تعالٰی"وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ"قَالَ جٰاءَ بِاالصِّدْقِ محمدصلَّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلَّم صَدَّقَ بِہِ علی ابنِ ابی طالب۔

اس روایت کو ابن مغازلی شافعی نے کتاب"مناقب"،صفحہ269،حدیث317، اشاعت اوّل میں، حافظ الحسکانی نے کتاب "شواہد التنزیل"،جلد2،صفحہ121،حدیث812،
اشاعت بیروت اور حافظ ابی نعیم اصفہانی نے کتاب"مانزل من القرآن فی علی علیہ السلام"میں آیتِ مذکور کی تشریح کے سلسلہ میں بیان کیا ہے۔

ترجمہ

"مجاہد سے روایت کی گئی ہے کہ اس کلامِ الٰہی "وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ" کے بارے میں انہوں نے کہاکہ"جَآءَ بِالصِّدْقِ"سے مراد پیغمبر اسلام ہیں اور"صَدَّقَ بِہٖ"سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں(یعنی جو کوئی صداقت اور حق کے ساتھ آیاوہ پیغمبر اسلام ہیں اور جس نے اُن کی تصدیق کی، وہ علی علیہ السلام ہیں)"۔

علی اور آپ کے ماننے والے حزب اللہ ہیں اور وہی کامیاب ہیں

اَ لَآاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

"آگاہ رہو کہ خدائی گروہ کے لوگ(پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں"۔

(سورئہ مجادلہ:آیت22)

روایت

عَنْ علی عَلَیْہِ السَّلام قَال سَلْمَانُ:فَلَمَّااِطَّلَعْتُ عَلٰی رسولِ اللّٰہ یٰا اَبَاالْحَسَنْ اِلَّا ضَرَبَ بَیْنَ کِتْفِیْ وَقٰالَ:یَاسَلْمَانُ هَذَاوَحِزْبُہُ هُمُ الْمُفْلِحُوْن۔

اس روایت کو گنجی شافعی نے کتاب”کفایۃ الطالب“ باب62،صفحہ250میں، حافظ ابن عساکر نے کتاب”تاریخ دمشق“،باب شرح حالِ امیرالمؤمنین علیہ السلام،جلد2،صفحہ346

حدیث854،اشاعت دوم میں، ابو نعیم اصفہانی نے کتاب”مانزل من القرآن فی علی علیہ السلام“ میں اس آیت کی تشریح میں اور حافظ الحسکانی نے ”شواہد التنزیل“،جلد1،صفحہ68،اشاعت اوّل میں سورئہ بقرہ کی آیت4کی تفسیر کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔

ترجمہ

”حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سلمان نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا:’یا اباالحسن !میں جب بھی رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آپ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اے سلمان! یہ شخص اور اس کی جماعت فلاح(کامیابی) پانے والے ہیں“۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم اور علی کے ماننے والوں کو رسوا نہیں

کرے گا

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہ۔

"جس دن خدا تعالیٰ نبی کو اور اُن لوگوں کو جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہیں، رسوا نہ کرے گا"۔(سورئہ تحریم:آیت8)۔

روایت

قَرَأَ بْنُ عَبَّاس(یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہ)قَالَ عَلِیٌّ وَاَصْحٰابُہ۔

اس روایت کو حافظ ابی نعیم اصفہانی نے کتاب"مانزل من القرآن فی علی علیہ السلام" میں اس آیت کے ضمن میں اور علامہ سیوطی نے کتاب"جمع الجوامع"میں جلد2،صفحہ155پر نقل کیا ہے۔

ترجمہ

"روایت کی گئی ہے کہ ابن عباس یہ آیت "یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہ" تلاوت فرمارہے تھے،اُس وقت انہوں نے کہا کہ "وہ لوگ جو ایمان لائے"سے مراد علی علیہ السلام اور اُن کے ماننے والے ہیں"۔

روزِقیامت ولایتِ علی کے بارے میں سوال کیا جائے گا

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ۔

”پھر تم سے اُس دن نعمتوں کی بابت ضرور بازپرس کی جائے گی“۔(سورئہ تکاثر:آیت8)۔

روایت

عَنْ جَعْفَرِابْنِ محمد علیہ السلام فِی قولِہِ عَزَّوَجَلَّ”ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ“قَالَ:عَنْ وِلَایَةِ عَلِیّ۔

اس روایت کو حافظ ابی نعیم اصفہانی نے کتاب”مانزل من القرآن فی علی علیہ السلام“ میں اس آیت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے اور حافظ الحسکانی نے کتاب ”شواہد التنزیل،جلد2،صفحہ368،اشاعت اوّل میں نقل کیا ہے۔

ترجمہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اس آیت

”ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ“

کے بارے میں فرمایا کہ وہ نعمت جس کے بارے میں روزِ قیامت سوال کیا جائے گا وہ ولایت ِعلی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے“۔

فضائلِ امام علی علیہ السلام احادیث کی نظر میں۔۱

(حصہ اول)

پچھلے ابواب میں ہم نے مولائے متقیان امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کا تعارف قرآنِ کریم کی وساطت سے کروایا اور اس طرح آپ کی عظمت اور بلند مرتبہ شخصیت سے کسی حد تک آشناہوئے۔ اس سے پہلے بھی ہم اشارہ کرچکے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں جوا ٓیات قرآنِ کریم میں موجود ہیں، اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہم تو صرف چند آیات کو بیان کرسکے ہیں۔

اس باب میں انشاء اللہ روایات کی مدد سے ہم آپ کی شخصیت ِ بزرگ اور نورانی چہرے کو اُجاگر کریں گے۔ یہاں جتنی بھی روایات نقل کی جائیں گی، وہ سب حضرتِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں۔ یہ وہ پیغمبر ہیں جو شریف ترین انسان اور عظیم ترین نبی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ سے دیکھیں اور اُن کے بلند ترین مقام کو پہچانیں۔

ان مختصر سے ابتدائی کلمات میں یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ جیسے پچھلے ابواب میں اہلِ سنت کی کتب سے اسناد پیش کی گئیں، اس باب میں بھی اُسی طرح اہلِ سنت کی کتب سے اسناد پیش کی جائیں گی۔ یہاں یہ واضح کرنا

چاہتے ہیں کہ برادرانِ اہلِ سنت کی کتب سے حوالہ جات لکھنے کا یہ مطلب ہرگزنہیں کہ شیعہ علماء نے ان روایات کے بارے میں کچھ نہیں لکھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام روایات کو شیعہ علماء نے اپنی کتب میں واضح طور پر بیان کیا ہے اور اُن کی نظر میں یہ سب معتبر اور تسلیم شدہ ہیں۔ ان کے بارے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔لہٰذا ان وجوہات کے پیش نظر شیعہ علماء اور کتب ِ شیعہ سے کوئی حوالہ نہیں لکھا جارہا۔ صرف چند ایک جگہوں پر اشارتاً ذکر کیا گیا ہے۔

اصل مدعا یہ ہے کہ وہ لوگ جو آپ کو صرف مسلمانوں کا چوتھا خلیفہ مانتے ہیں اور اُن کو رسول اللہ کا خلیفۂ بلافصل نہیں مانتے، آپ کے فضائل اُن کی زبانی سنے جائیں۔ اس طرح ایک تو مسلمانانِ عالم کو صحیح راستہ دکھا سکیں گے اور دوسرے اہلِ تشیع کے ایمان نسبت بہ محمد و آلِ محمدکومزید تقویت پہنچاسکیں گے،انشاء اللہ۔

پہلی روایت

علی سب سے پہلے نبوت اورکلمہ ٔتوحید کی گواہی دینے والے ہیں

عَنْ انس ابن مالک قَالَ: قَالَ رَسُوْل اللّٰہِ:صَلّٰی عَلَیَّ الْمَلَا ئِکَۃُ وَعَلٰی عَلِیٍّ سَبْعَ سِنِیْنَ وَلَمْ یَصْعُدْ اَوْلَمْ یَرْتَفِعْ بِشَہَادَۃِ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مِنَ الْاَرْضِ اِلَی السَّمَاءِ اِلَّا مِنِّی وَمِنْ علی ابنِ ابی طالب۔

”انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے سات سال تک مجھ پر اور علی علیہ السلام پر درود بھیجتے رہے(یہ اس واسطے کہ ان سات سالوں میں) خدا کی وحدانیت کی گواہی زمین سے آسمان کی طرف سوائے میرے اور علی کے علاوہ کسی نے نہ دی“۔
یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے اسلام لانے کے بارے میں اہلِ سنت اور شیعہ کتب سے کافی روایات ملتی ہیں۔ جیسے زید بن ارقم کہتے ہیں ”اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ عَلِی1“سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ علی تھے۔ اس کے کچھ حوالہ جات نیچے بھی درج کئے گئے ہیں۔ اسی طرح انس بن مالک کہتے ہیں: 2
”بُعِثَ النَّبِیُّ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَاَسْلَمَ عَلِیٌّ یَوْمَ الثلا ثا“
یعنی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے روز مبعوث برسالت ہوئے اور علی علیہ السلام نے منگل کے روز اسلام قبول کیا۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر تاریخ دمشق ،باب شرح حالِ امام علی ،جلد1،ص70،حدیث116۔
2۔ ابن مغازلی کتاب مناقبِ امیرالمومنین ،حدیث 19،ص8،اشاعت اوّل،ص14پر
3۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب12،صفحہ68۔
4۔ حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل میں، حدیث 786اور 819۔

5. سیوطی، کتاب اللئالی المصنوعہ،ج1،ص169و(صفحہ166اشاعت بولاق)

6. متقی ہندی، کنزالعمال،ج11،ص616(مؤسسة الرسالہ بیروت،اشاعت پنجم)۔

حوالہ جاتِ روایت زید بن ارقم ۱

1. ابن کثیر کتاب البدایہ والنہایہ،جلد7،صفحہ335(باب فضائلِ علی علیہ السلام)۔

2. گنجی شافعی کتاب کفایة الطالب،باب25،صفحہ125۔

3. سیوطی ،کتاب تاریخ الخلفاء، صفحہ166(بابِ ذکر علی ابن ابی طالب علیہ السلام)۔

حوالہ جاتِ روایت انس بن مالک 2

1. خطیب،تاریخ بغداد میں،جلد1،صفحہ134(حالِ علی علیہ السلام،شمارہ1)۔

2. حاکم ،المستدرک میں، جلد3،صفحہ112(بابِ فضائلِ علی علیہ السلام)۔

3. ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ،جلد3،صفحہ26۔

4. سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء،صفحہ166(بابِ ذکر علی ابن ابی طالب علیہ السلام)۔

5. شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة، باب12،صفحہ68اورباب59،ص335۔

6. ابن عساکر تاریخ دمشق ، حالِ امیر المؤمنین امام علی

،جلد1،ص41،حدیث76۔

دوسری روایت

علی پیغمبر کے ساتھ اور پیغمبر علی کے ساتھ ہیں

عَنْ علی ابنِ ابی طالب قَالَ: قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ علیہ وآلہ وسلَّمْ:یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّی وَاَنَامِنْکَ۔

"علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا:یا علی ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حاکم، کتاب المستدرک میں جلد3،صفحہ120۔

2۔ ذہبی، میزان الاعتدال،جلد1،صفحہ410،شمارہ 1505،ج3،ص324،شمارہ6613

3۔ ابن ماجہ سنن میں، جلد1،صفحہ44،حدیث119۔

4۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ،جلد7،صفحہ344(بابِ فضائلِ علی علیہ السلام)۔

5۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، باب حالِ امیر المؤمنین ،ج1،ص124،حدیث183

6- سیوطی،تاریخ الخلفاء،صفحہ169۔

7- ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث275،صفحہ228،اشاعت اوّل۔

8- گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، باب 67،صفحہ284۔

9- شیخ سلیمان قندوزہ حنفی ،کتاب ینابیع المودة، صفحہ277،باب7،صفحہ60۔

10- بخاری، کتاب صحیح بخاری میں، جلد5،صفحہ141(عن البراء بن عازب)۔

11- نسائی الخصائص میں، صفحہ19اور51اور حدیث133،صفحہ36۔

12- ترمذی اپنی کتاب میں، جلد13،صفحہ167(عن البراء بن عازب)۔

13- متقی ہندی، کتاب کنزل العمال ،جلد11،صفحہ599،اشاعت پنجم بیروت۔

تیسری روایت

پیغمبر اور علی کی خلقت ایک ہی نور سے ہے

عَنْ جٰابِرِبْنِ عَبْدُاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِی(رسول اللّٰہ) یَقُوْلُ لِعَلیٍّ:النّاسُ مِنْ شَجَرٍ شَتّٰی وَاَنَاوَاَنْتَ مِنْ شَجَرَةٍ وٰاحِدَةٍ ثُمَّ قَرَأَالنَّبِی"وَجَنٰاتٌ مِنْ اَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِیْلٌ صِنْوٰانٌ وَغَیْرُ صِنْوٰانٍ یُسْقٰی بِمٰاءٍ وٰاحِدٍ"۔

"جابرابن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا سے سنا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب تھے اور فرمارہے تھے "سب لوگ سلسلہ ہائے مختلف(مختلف اشجار)سے پیدا کئے گئے ہیں لیکن میں اور تو(علی) ایک ہی سلسلہ(شجرئہ طیبہ) سے خلق کئے گئے ہیں اور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

ثُمَّ قَرَأَالنَّبِی”وَجَنٰاتٌ مِنْ اَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِیْلٌ صِنْوٰانٌ وَغَیْرُ صِنْوٰانٍ یُسْقٰی بِمٰاءٍ وٰاحِدٍ“۔(سورئہ رعد:آیت:13)

”اور انگوروں کے باغ اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت ایک ہی جڑ میں سے کئی اُگے ہوئے اور علیحدہ علیحدہ اُگے ہوئے کہ یہ سب ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں“۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب، حدیث 400اور حدیث297،90میں۔

2۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین،باب4،حدیث17۔

3۔ حاکم، کتاب المستدرک،جلد2،صفحہ241۔

4۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق ،شرح حالِ علی ،ج1،ص126،حدیث178،شرح محمودی۔

5۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور میں،جلد4،صفحہ51اور تاریخ الخلفاء،صفحہ171۔

6۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ، بابِ مناقب70،حدیث37،صفحہ280۔

7۔ حافظ الحسکانی،کتاب شواہد التنزیل میں، حدیث395۔

8۔ متقی ہندی، کنزالعمال،جلد6،صفحہ154،اشاعت اوّل ،جلد2،ص608(مؤسسة الرسالہ بیروت، اشاعت پنجم)۔

چوتھی روایت

علی ہی دنیا وآخرت میں نبی کے علم بردار ہیں

عن جابر ابنِ سَمْرَۃَ قَالَ: قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ يَحْمِلُ رايَتَکَ يَوْمَ القِيٰامَۃِ؟ قٰالَ: مَنْ كَانَ يَحْمِلُهَا فِی الدُّ نْيٰاعلی۔

”جابر ابن سمرہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا کی خدمت میں عرض کیا گیا:'یا رسول اللہ! قیامت کے روز آپ کاعَلَم کون اٹھائے گا؟'آپ نے فرمایا جو دنیا میں میرا علمبردارہے یعنی علی “۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ، جلد7،صفحہ336(بابِ فضائل حضرت علی)۔

2۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، شرح حالِ علی ، ج1،ص145،حدیث209،شرح محمودی۔

3۔ ابن مغازلی، کتاب مناقبِ امیر المؤمنین علیہ السلام میں، حدیث237،صفحہ200۔

4۔ علامہ اخطب خوارزمی، کتاب مناقب،صفحہ250۔

5۔ علامہ عینی، کتاب عمدۃ القاری،16-216۔

6- متقی ہندی، کتاب کنزالعمال میں، جلد13،صفحہ136۔

انچویں روایت

پیغمبر اکرم اور علی ایک ہی شجرئہ طیبہ سے ہیں

عَنْ ابنِ عباس قٰالَ: قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ حُبُّ عَلِیٍّ یَأ کُلُ السَّیِّاٰتِ کَمٰا تَاکُلُ النَّارُالخَطَبَ۔

"ابن عباس کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:'علی کی محبت گناہوں کو ایسے کھاجاتی ہے جیسے خشک لکڑی کو آگ' ۔"

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1- ابن عساکر ،تاریخ دمشق ،بابِ شرح حالِ امیر المؤمنین ، ج2،ص103حدیث607

2- خطیب ،تاریخ بغداد شرح حالِ احمد بن شبویة بن معین موصلی، ج4،ص194،

شمارہ1885۔

3- متقی ہندی، کنزل العمال، ج15،ص218،اشاعت دوم، شمارہ1261(بابِ فضائل

علی) اور دوسری اشاعت ج11،ص421(مؤسسة الرسالة بیروت، اشاعت5)

4۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، بابِ مناقب سبعون، صفحہ279،حدیث

33اور باب56صفحہ211اور 252۔

5۔ سیوطی دراللئالی المصنوعہ، جلد1،صفحہ184،اشاعت اوّل۔

چھٹی روایت

درِ علی کے علاوہ تمام درِ مسجد بند کرنے کا حکم

عَنْ زَیْدابْنِ اَرْقَم قالَ: کَانَ لِنَفَرٍ مِنْ اَصْحٰابِ رَسُولِ اللّٰہِ اَبْوابٍ شَارِعَةٍ فِی الْمَسْجِدِ قَالَ: فَقٰالَ(النَّبِیُّ) یَوْمًا: سُدُّ وا ھٰذِہِ الاَ بْوَابَ اِلَّا بَابَ عَلی۔قٰالَ: فَتَکَلَّمَ فِیْ ذٰالِکَ اُنَاسٍ قٰالَ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَحَمَدَ اللّٰہَ وَأَ ثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قٰالَ أَمَّا بَعْدُ فَاِنِّی اُمِرْتُ بِسَدِّ ھٰذِہِ الْاَبْوَابِ غَیْرَ بَابِ عَلِیٍّ فَقٰالَ فیہِ قَاعِلُکُمْ،وَاِنِّی وَاللّٰہِ مَاسَدَدْتُ شَیْئًا وَلَا فَتَحْتُہ وَلَکِنِّی اُمِرْتُ بِشَیءٍ فَاتَّبِعُہ۔

"زید بن ارقم کہتے ہیں کہ چند اصحابِ رسولِ خدا کے گھروں کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے۔ ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ تمام دروازوں کو (سوائے حضرت علی علیہ السلام کے دروازے کے) بند کردیاجائے۔ چند لوگوں نے اس پر چہ میگوئیاں کرنا شروع کردیں۔ پس رسولِ خدا کھڑے ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی حمدوثنا شروع کردی اور فرمایا کہ جب سے میں نے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا ہے ،اُس کے

بعد سے کچھ لوگوں نے باتیں کی ہیں(اس کے بارے میں صحیح رائے نہیں رکھتے)۔ خدا کی قسم! میں نے کسی دروازے کو اپنی طرف سے بند کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی کسی کے کھلنے کا حکم اپنی طرف سے دیا ہے، لیکن خدا کی طرف سے مجھے حکم ملا اور میں نے حکمِ خدا کو جاری کردیا ہے“۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکرتاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امام علی ، ج1،احادیث323تا335۔

2۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب، حدیث302،صفحہ253۔

3۔ ابونعیم ، کتاب حلیة الاولیاء، باب شرح حالِ عمروبن میمون۔

4۔ حاکم، کتاب المستدرک، جلد3،صفحہ125،حدیث63،بابِ مناقب علی علیہ السلام۔

5۔ ابن کثیر کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ343،اشاعت بیروت۔

6۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب، باب50،صفحہ201۔

7۔ بہیقی، کتاب السنن الکبریٰ، جلد7،صفحہ65۔

8۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی،ینابیع المودة، باب مناقب السبعون ، ص275،حدیث11

اور باب17،صفحہ99۔

9۔ محب الدین طبری، کتاب ذخائر العقبی،صفحہ102۔

-10 ابن حجر،کتاب فتح الباری،جلد8،صفحہ15۔

-11 متقی ہندی، کتاب کنزل العمال،جلد11،صفحہ598و617،اشاعت بیروت۔

-12 احمد بن حنبل، کتاب المسند،جلد1،صفحہ175۔

-13 ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ،جلد9،صفحہ173۔

-14 ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں ، جلد9،صفحہ115۔

ساتویں روایت

علی کا مقام و منزلت

عَنْ اِبْنِ عباس، عَنِ النَّبِی قٰالَ لِاُمِّ سَلَمَة:یَااُمِّ سَلَمَةَ اِنَّ عَلِیًّا لَحْمُہُ مِنْ لَحْمِیْ وَدَمُہُ مِنْ دَمِیْ وَھُوَ بِمَنْزِلَةِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہُ لَا نَبِیَّ بَعْدِی۔
حدیث ِمنزلت ِامام علی علیہ السلام ایک نہایت ہی اہم اور معتبر ترین حدیث ِ پیغمبر اسلام ہے جو حضرت علی علیہ السلام کی شان ،مقامِ عالی اور منزلت کا پتہ دیتی ہے۔ البتہ یہ حدیث کئی اور ذرائع اور مختلف طریقوں سے بھی بیان کی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا حدیث میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنابِ اُمِ سلمہ سے مخاطب ہیں۔ لیکن ابوہریرہ سے یہ روایت(اس روایت کو ابن عساکر نے ترجمہ تاریخ دمشق ،جلد1،حدیث412میں اس طرح نقل کیا ہے)اس طرح سے منقول ہے:
اِنَّ النَّبی قٰالَ بِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَام: یَاعَلِیُّ اَنْتَ بِمَنْزِلَةِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا النَّبُوَّةَ۔

''پیغمبر اسلام نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:'یا علی ! آپ کی نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسی ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے نبوت کے''۔

ترجمہ

''ابن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابِ اُمِ سلمہ سے فرمایا :'اے اُمِ سلمہ! بے شک علی کا گوشت میرا گوشت ہے، علی کا خون میرا خون ہے اور اُس کی نسبت محمد سے ایسی ہے جیسی ہارون کی موسیٰ سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا''۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق،شرح حالِ امام علی ، جلد1،حدیث336،406سے لے کر 456تک۔

2۔ احمد بن حنبل، مسند سعد بن ابی وقاص ، جلد1،صفحہ177،189اورنیز الفضائل میں، حدیث79،80۔

3۔ ابن ماجہ قزوینی اپنی کتاب میں، جلد1،صفحہ42،حدیث 115۔

4. بخاری،صحیح بخاری میں،جلد5،صفحہ81،حدیث225(فضائلِ اصحاب النبی)۔

5. ابی عمریوسف بن عبداللہ، استیعاب ،ج3،ص1097اورروایت1855کے ضمن میں

6. ابونعیم، کتاب حلیة الاولیاء ، جلد7،صفحہ194۔

7. بلاذری، کتاب انصاب الاشراف، ج2،ص95،حدیث15،اشاعت اوّل بیروت

8. شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب6،صفحہ153،56۔

9. ابن مغازلی،کتاب مناقب میں،حدیث50،40،صفحہ33۔

10. حاکم، المستدرک میں، جلد3،صفحہ108۔

11. ابن کثیر،کتاب البدایہ والنہایہ ،جلد8،صفحہ77۔

12. گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب37،صفحہ167۔

13. ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد2،صفحہ3،حدیث2586۔

14. حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل میں، حدیث656۔

15. سیوطی،کتاب اللئالی المصنوعة،جلد1،صفحہ177،اشاعت اوّل۔

16. ابن حجر عسقلانی،کتاب لسان المیزان میں، جلد2،صفحہ324۔

آٹھویں روایت

حدیثِ ولایت اور مقامِ علی

عَنْ عَمْروذی مَرَّ عَنْ عَلی اَنَّ النَّبِی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلَّم قٰالَ: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ، اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عٰاداہُ۔

حدیثِ ولایت بھی ایک اہم ترین حدیث ہے جو شانِ علی اور مقامِ علی کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ حدیث بھی مختلف ذرائع اور مختلف انداز میں بیان کی گئی ہے لیکن اصلِ مفہوم وہی ہے۔

”عمروذی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے۔ پروردگار! تو اُس کودوست رکھ جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے اور تو اُس کو دشمن رکھ جو علی علیہ السلام سے دشمنی رکھے“۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امام علی ، جلد2،ص30،حدیث532۔

2۔ احمد بن حنبل ،المسند،جلد4،ص281،حدیث12،جلد1،ص250،حدیث950، 961،964۔

3۔ حاکم،المستدرک میں، حدیث8،باب مناقب ِعلی ،،جلد3،صفحہ110اور116۔

4۔ سیوطی، تفسیرالدرالمنثور،جلد2،صفحہ327اوردوسری اشاعت جلد5،صفحہ180اور

تاریخ الخلفاء صفحہ169۔

5- ابن مغازلی، مناقب میں، حدیث36،صفحہ26،24،18،اشاعت اوّل۔

6- ہیثمی،کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9،صفحہ108،105اور164۔

7- ابن ماجہ سنن میں،جلد1،صفحہ43،حدیث116۔

8- ابن عمر یوسف بن عبداللہ ،استیعاب ، ج3،ص1099،روایت1855کے ضمن میں

9- ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ366،344،335۔

10- شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں، باب4،صفحہ33۔

11 خطیب"حالِ یحییٰ بن محمد ابی عمرالاخباری"،شمارہ7545،کتاب تاریخ بغداد میں،جلد

14،صفحہ236۔

12- بلاذری، کتاب انساب الاشراف میں،جلد2،صفحہ108،اشاعت اوّل،حدیث45

اور باب شرح حالِ امیر المؤمنین علیہ السلام میں۔

13- گنجی شافعی،کتاب کفایة الطالب میں، باب1،صفحہ58۔

14- نسائی، کتاب الخصائص میں، حدیث8،صفحہ47اورحدیث75،صفحہ94۔

15- ابن اثیر، کتاب اسدالغابہ میں ،جلد4،صفحہ27اور ج3،ص321اورج2،ص397

16- ترمذی اپنی کتاب صحیح میں، حدیث3712،جلد5،صفحہ633،632۔

نویں روایت

علی کی محبت جہنم سے بچاؤاور جنت میں داخلے کی ضمانت ہے

عَنْ اِبْنِ عباس،قَالَ: قُلْتُ لِنَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ لِلنَّارِ جَوازٌ؟قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَمَاھُوَ؟ قَالَ حُبُّ علیٍّ۔

ترجمہ

"ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے پیغمبر اسلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا جہنم سے عبور کیلئے کوئی جواز یا پروانہ ہے؟ پیغمبر اسلام نے فرمایا:'ہاں'۔ میں نے پھر عرض کیا کہ وہ کیا ہے؟آپ نے فرمایا:'علی سے محبت'۔"

اس طرح کی دوسری مشابہ حدیث بھی ابن عباس سے روایت کی گئی ہے:

عَنْ ابنِ عباس قَالَ: قَالَ رَسُوْل اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ: علیٌ یَوْمَ الْقِیٰامَۃِ عَلَی الْحَوْضِ لَایَدْخِلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ جَاءَ بِجَوَازمِنْ عَلِیٍّ ابْنِ اَبِی طَالِب۔

ترجمہ روایت

"ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ علی علیہ السلام قیامت کے دن حوضِ کوثر پر ہوں گے اور کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہوسکے گا مگر جس کے پاس علی علیہ السلام کی جانب سے پروانہ ہوگا"۔

حوالہ جاتِ روایت ہلِ سنت کی کتب سے

1- ابن عساکر، تاریخ دمشق میں،باب حالِ علی ،جلد2،صفحہ104،حدیث608اورجلد2 صفحہ243،حدیث753-

2- ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث156،صفحہ131،119اور242-

3- شیخ سلیمان قندوزی ، کتاب ینابیع المودة، باب56،ص211اور باب37،ص133، 301،245-

4- سیوطی، اللئالی المصنوعة ، جلد1،صفحہ197،اشاعت اوّل(آخر ِ مناقب ِعلی)-

5- محب الدین طبری، کتاب ریاض النضرةمیں،جلد2،صفحہ211،177اور244-

دسویں روایت

قیامت کے روز حُبِّ علی اور حُبِّ اہلِ بیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا

عَنْ اَبِی ذَر قٰالَ:قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ لَا تَزُوْلُ قَدَمٰا اِبْنِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیٰامَةِ حَتّیٰ یُسْأَلَ عَنْ اَرْبَعٍ،عَنْ عِلْمِہ مٰا عَمِلَ بِہ،وَعَنْ مٰااکْتَسَبَہُ،وَفِیْمٰااَنْفَقَہُ،وَعَنْ حُبِّ اَھْلِ الْبَیْتِ فَقِیْلَ یٰا رَسُوْلَ اللّٰہِ،وَمَنْ ھُمْ؟ فَأَوْمَأَ بِیَدِہِ اِلٰی عَلِیٍّ-

"ابوذر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کوئی انسان اپنا قدم نہ اٹھاسکے گا جب تک اُس سے چار سوال نہ کئے جائیں گے:

اُس کے علم کے بارے میں کہ کس طرح اُس نے عمل کیا؟

اُس کی دولت کے بارے میں کہ کہاں سے کمائی؟

وہ دولت کہاں خرچ کی؟

اہلِ بیت سے دوستی کے بارے میں۔

عرض کیا گیا :'یا رسول اللہ! آپ کے اہلِ بیت کون ہیں؟آپ نے اپنے ہاتھ سے علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور کہا:علی ابن ابی طالب علیہ السلام'۔"

حوالہ جاتِ روایت، اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب911،صفحہ324۔

2۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق ،بابِ حالِ امیر المؤمنین ،،جلد2،ص159،حدیث644۔

3۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة،باب32،ص124،باب37ص133،271

4۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد10،صفحہ326۔

5 ۔ ابن مغازلی، حدیث157،مناقب میں صفحہ120،اشاعت اوّل۔

6۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین میں، حدیث574،باب62۔

7- خوارزمی، کتاب مقتل میں،جلد1،باب4،صفحہ42،اشاعت اوّل۔

یارہویں روایت

علی سے اللہ اور اُس کے رسول محبت کرتے ہیں

عَنْ دٰاوٴدبنِ علیِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عباس، عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہ ابنِ عباس قٰالَ: اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمْ بِطٰائِرِ فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اِئْتِنِیْ بِرَجُلٍ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ،فَجٰاءَ عَلِیٌّ فَقٰالَ: اَللّٰھُمَّ وٰالِ۔

ترجمہ

"ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک مرغ بطور طعام پیش کیا گیا۔ آپ نے دعافرمائی کہ پروردگار! ایسے شخص کو میرے پاس بھیج جس کو خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں(تاکہ اس کھانے میں میرے ساتھ شریک ہوجائے)۔پس تھوڑی دیر بعد ہی علی وہاں پہنچے ۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا:پروردگار! توعلی علیہ السلام کودوست رکھ۔علی پیغمبر اسلام کے ساتھ بیٹھے اور آپ نے پیغمبر کے ساتھ وہ کھانا تناول فرمایا"۔

مندرجہ بالا حدیث ایک اہم اور متواتر حدیث ہے جو کتبِ اہلِ سنت اور شیعہ میں مختلف صورتوں میں بیان کی گئی ہے۔ ماجراکچھ اس طرح ہے کہ ایک

دن پیغمبر خدا کی خدمت میں طعامِ مرغ پیش کیا گیا۔پیغمبر خدا نے اُس وقت دعا مانگی کہ پروردگار!ایسے شخص کو میرے پاس بھیج دے جس کو خداا و رسول محبوب رکھتے ہوں(تاکہ میرے ساتھ طعام میں شامل ہوسکے)۔کچھ ہی دیر بعد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام وہاں پہنچے۔ آپ خوش ہوئے۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، بابِ حالِ امیر المؤمنین ،ج2،ص631،حدیث622اور ج2،حدیث609تا642(شرح محمودی)۔

2۔ ابن مغازلی، مناقب میں حدیث189،صفحہ156،اشاعت اوّل۔

3۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب8،صفحہ62۔

4۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ351اور اس کے بعد۔

5۔ حاکم، کتاب المستدرک میں جلد3،صفحہ130(بابِ فضائلِ علی علیہ السلام)۔

6۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب33،صفحہ148۔

7۔ ذہبی، میزان الاعتدال ، باب شرح حال ابی الہندی،ج4،صفحہ583،شمارہ10703 اورتاریخ اسلام میں جلد2،صفحہ197۔

8۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9،صفحہ125اور جلد5،صفحہ199۔

9۔ خطیب، تاریخ بغداد ، باب شرح حال طفران بن الحسن بن الفیروزان،ج9،صفحہ
369،شمارہ4944۔

10۔ ابو نعیم،حلیة الاولیاء میں،جلد6،صفحہ339۔

11۔ بلاذری، کتاب انساب الاشراف میں، باب شرح حالِ علی ،حدیث140،ج2،صفحہ
142،اشاعت اوّل از بیروت۔

12۔ خوارزمی، کتاب مناقب ، باب 9،صفحہ64،اشاعت تبریز اور اشاعت دوم ،صفحہ59۔

13۔ ابن اثیر، کتاب اسد الغابہ میں، باب شرح حالِ امیر المؤمنین میں،جلد4،صفحہ30۔

14۔ طبرانی،معجم الکبیر میں، باب مسندِ انس بن مالک، جلد1،صفحہ39۔

15۔ نسائی، کتاب الخصائص میں ، حدیث12،صفحہ51۔

آفتاب ولایت

فضائلِ امام علی علیہ السلام احادیث کی نظر میں۔۱

بارہویں روایت

حُبِّ علی کے بغیر پیغمبر اسلام سے دوستی کا دعویٰ جھوٹا ہے

عَنْ جابِرٍ قٰالَ: دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمْ وَنَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ وَھُوَاَخِذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقٰالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمْ،اَلَسْتُمْ زَعَمْتُمْ اَ نَّکُمْ تُحِبُّوْنِیْ؟ قٰالُوا:بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قٰالَ: کَذِبَ مَنْ زَعَمَ اَنَّہُ یُحِبُّنِیْ وَیُبْغِضُ ھٰذا۔

"جابر سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرم مسجد میں داخل ہوئے اور ہم بھی پہلے سے وہاں موجود تھے۔ آپ نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور فرمایا:'کیا تم یہ گمان نہیں کرتے کہ تم سب مجھ سے محبت کرتے ہو؟' سب نے کہا:'ہاں! یا رسول اللہ'۔ آپ نے فرمایا کہ اُس نے جھوٹ بولا جو یہ کہتا ہے کہ مجھ(محمد) سے محبت کرتا ہے لیکن اس (علی علیہ السلام) سے بغض رکھتا ہے"۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر تاریخ دمشق میں، باب شرح حالِ امیر المؤمنین ،ج2،ص185،حدیث 664اور اس کے بعد کی احادیث۔

2- ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد1،صفحہ536،شمارہ2007-

3- ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں، جلد7،صفحہ355،بابِ فضائلِ علی علیہ السلام-

4- حاکم، المستدرک میں، جلد3،صفحہ130-

5- شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں، باب4،صفحہ31-

6- گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب88،صفحہ319-

7- ابن حجر عسقلانی ، کتاب لسان المیزان میں،جلد2،صفحہ109-

8- سیوطی، کتاب جامع الصغیر میں،جلد2،صفحہ479-

تیرہویں روایت

محبانِ علی مؤمن اور دشمنانِ علی منافق ہیں

عَنْ زَرِّبْنِ جَیْشٍ قٰالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ:وَالَّذِی فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَئَ النَّسَمَةَ اِنَّہُ لَعَہِدَ النَّبِیُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ اِلَیَّ اَنْ لَا یُحِبُّکَ اِلَّا مُؤْمِنُ،وَلَا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنٰافِقٌ-

ترجمہ

”زر بن جیش کہتے ہیں کہ میں نے علی علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اُس خدا کی جودانہ کو کھولتا ہے اور مخلوق کو وجود میں لاتا ہے- پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کرتے ہوئے فرمایا:’یا علی ! تم سے کوئی محبت نہ رکھے گا مگر سوائے

مؤمن کے اور تم سے کوئی بغض نہیں رکھے گا سوائے منافق کے‘‘۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ احمد بن حنبل، کتاب المسند، باب مسند ِعلی ،جلد1،صفحہ95،حدیث731اور دوسری

اشاعت میں صفحہ204اور حدیث642،جلد1،صفحہ84،اشاعت اوّل۔

2۔ ابن عساکر تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امیر المؤمنین ،ج2،ص190،حدیث674

3۔ ابن مغازلی مناقب میں، حدیث225،صفحہ190،اشاعت اوّل۔

4۔ خطیب ،تاریخ بغداد میں، شمارہ7785،باب شرح حال ابی علی بن ہشام حربی۔

5۔ بلا ذری، کتاب انسابُ الاشراف میں، باب شرح حالِ علی ،حدیث20،ج2،ص97

اورحدیث158،صفحہ153۔

6۔ حاکم، المستدرک میں، جلد3،صفحہ129۔

7۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد7،صفحہ355،بابِ فضائلِ علی علیہ السلام۔

8۔ ابن عمر یوسف بن عبداللہ ، استیعاب میں، جلد3،صفحہ1100اور روایت1855۔

9. گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب3،صفحہ68۔
10۔ ابن ماجہ قزوینی اپنی کتاب ”سنن“ میں، جلد1،صفحہ42،حدیث114۔
11۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں ،باب6،صفحہ52اور252پر۔

چودہویں روایت

علی مسلمانوں کے اور متّقین کے امام ہیں

حَدَّثَنِی عَبْدُاللّٰہِ بْنِ اَسْعَدْبنِ زُرَارة قٰالَ:قٰالَ رسول اللّٰہِ لَیْلَةً اُسْرِیَ بِی اِنْتَہَیْتُ اِلٰی رَبِّی،فَأَوْحٰی اِلیَّ(اَوْاَخْبَرَنِی)فِی عَلِیٍ بثَلَاثٍ:اِنَّہُ سَیِّدُالْمُسْلِمِیْنَ وَوَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ وَقَائِدُالْغُرَّالْمُحَجَّلِیْنَ۔

ترجمہ

”عبداللہ بن اسعد بن زرارہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ ِمعراج جب میں اپنے پروردگار عزّوجلّ کے حضور پیش ہوا تو مجھے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں تین باتوں کی خبر دی گئی جو یہ ہیں کہ علی مسلمانوں کے سردار ہیں، متقین اور عبادت گزاروں کے امام ہیں اور جن کی پیشانیاں پاکیزگی سے چمک رہی ہیں اُن کے رہبر ہیں“۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1- ابن عساکر تاریخ دمشق ،باب شرح احوالِ امام ج2ص256حدیث772ص259

2- ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں ،صفحہ64،شمارہ211-

3- ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث126اور147،صفحہ104-

4- ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9،صفحہ121-

5- حاکم، کتاب المستدرک میں، جلد3،صفحہ138،حدیث99،بابِ مناقب ِعلی -

6- گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب45،صفحہ190-

7- شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں، صفحہ245،باب56،صفحہ213-

8- حافظ ابونعیم، کتاب حلیة الاولیاء میں، جلد1،صفحہ63-

9- خوارزمی، کتاب مناقب میں، صفحہ229-

10- ابن اثیر، کتاب اسد الغابہ میں،جلد1،صفحہ69اورجلد3،صفحہ116-

11- متقی ہندی، کنزالعمال میں، جلد11،صفحہ620(مؤسسة الرسالہ ،بیروت)-

پندرہویں روایت

پیغمبر اکرم اور علی خدا کے بندوں پر اُس کی حجت ہیں

عَنْ أَنْس قٰالَ: قٰالَ النَّبِیُّ اَنَا وَعَلِیٌّ حُجَّةُ اللّٰہِ عَلٰی عِبٰادِہِ۔

ترجمہ

’’انس روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور علی اللہ کی طرف سے اُس کے بندوں پر حجت ہیں‘‘۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق میں، باب شرح حالِ امام علی علیہ اسلام،جلد2،صفحہ272،

احادیث793تا796(شرح محمودی)۔

2۔ خطیب، تاریخ بغداد میں، باب شرح حال محمد بن اشعث،جلد2،صفحہ88۔

3۔ ابن مغازلی، مناقب میں، حدیث67اور234،صفحہ45اور197،اشاعت اوّل۔

4۔ ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد4،صفحہ128،شمارہ8590۔

5۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة میں، باب مناقب، صفحہ284،حدیث57۔

6۔ ابو عمر یوسف بن عبداللہ، کتاب استیعاب میں ،جلد3،صفحہ1091اور روایت1855

’’یَاعلی اَنْتَ ولی کل مؤمن بَعْدِی‘‘ کے تسلسل میں۔

7۔ سیوطی ، اللئالی المصنوعہ میں، ج 1،صفحہ189،اشاعت اوّل اور بعد والی

میں۔

سولہویں روایت

علی پیغمبرانِ خدا کی تمام اعلیٰ صفات کے حامل تھے

عَنْ اَبِی الحَمْرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی آدَمَ فِیْ عِلْمِہٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ فَہْمِہٖ وَاِلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِیْ حِلْمِہٖ وَاِلٰی یَحْیٰی بِن زِکرِیَّا فِی زُھْدِہٖ وَاِلٰی مُوْسٰی بن عِمْرَانِ فِی بَطْشِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِ بْنِ اَبِیْ طَالِب عَلَیْہِ السَّلَام۔

ترجمہ

"ابوالحمراء سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جوکوئی چاہتاہے کہ آدم علیہ السلام کو اُن کے علم میں دیکھے،نوح کو اُن کی فہم و دانائی میں دیکھے ، ابراہیم علیہ السلام کو اُن کے حلم میں دیکھے ،یحییٰ بن زکریا کو اُن کے زہد میں دیکھے اور موسیٰ بن عمران کو اُن کی بہادری میں دیکھے ، پس اُسے چاہئے کہ وہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے چہرئہ مبارک کی زیارت کرے"۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1- ابن عساکر، تاریخ دمشق ، بابِ شرح حالِ امام علی ، جلد2،صفحہ280،حدیث804

(شرح محمودی)۔

2- شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، صفحہ253۔

3- گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب23،صفحہ121۔

4- ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث256،صفحہ212،اشاعت اوّل۔

5- ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد7،صفحہ356۔

6- ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں،جلد4،صفحہ99،شمارہ8469۔

7- ابن ابی الحدید، نہج البلاغہ ، باب شرح المختار(147)ج2ص449اشاعت اوّل،مصر

8- حموینی، کتاب فرائد السمطین میں، حدیث142،باب35۔

ستر ہویں روایت

علی بہترین انسان ہیں ،جو اس حقیقت کو نہ مانے ،وہ کافر ہے

عَنْ حُذَیْفَةِ بْنِ الْیَمٰانِ قٰالَ: قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ: عَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ،مَنْ أَبٰی فَقَدْکَفَرَ۔

ترجمہ

”حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ علی بہترین انسان ہیں اور جو کوئی اس حقیقت سے انکار کرے گا، اُس نے گویا کفر کیا“۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ خطیب، تاریخ بغداد میں، (ترجمہ الرجل)جلد3،صفحہ192،شمارہ1234۔

2۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امام علی ،جلد2،صفحہ444،حدیث955

(شرح محمودی)۔

3۔ گنجی شافعی، کفایۃ الطالب میں،باب62،صفحہ244۔

4۔ بلاذری، انساب الاشراف ، حدیث35،بابِ شرح حالِ علی ،ج2،ص103، اشاعت اوّل،بیروت۔

5۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی،کتاب ینابیع المودۃ، باب56،صفحہ212۔

6۔ حموینی،کتاب فرائد السمطین میں، باب30،حدیث127۔

7۔ سیوطی، کتاب اللئالی المصنوعہ،جلد1،صفحہ170،169،اشاعت اوّل۔

8۔ متقی ہندی، کنزالعمال میں،جلد11،صفحہ625(مؤسسۃ الرسالہ،بیروت)۔

اٹھارہویں روایت

علی اور اُن کے شیعہ ہی قیامت کے روزکامیابی اور فلاح پانے والے ہیں

عَنْ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَام قٰال: قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ یٰاعَلِیُّ اِذَکَانَ یَوْمُ الْقِیٰامَةِ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ قُبُوْرِهِمْ لِبَاسُهُمُ النُّوْرُ عَلٰی نَجٰائِبَ مِنْ نُوْرٍ أَزِمَّتُهَا یٰواقِیتُ حُمْرٌتَزُقُّهُمُ الْمَلاٰ ئِکَةُ اِلَی الْمَحْشَرِفَقٰالَ عَلِیُّ تَبٰارَکَ اللّٰہُ مٰا اَکْرَمَ قَوْمًا عَلَی اللّٰہِ قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ یَاعَلِیُّ هُمْ اَهْلُ وِلٰایَتِکَ وَشِیْعَتُکَ وَمُحِبُّوْکَ،یُحِبُّوْنَکَ بِحُبِّی وَیُحِبُّوْنِی بِحُبِّ اللّٰہِ۔هُمُ الْفٰائِزُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰامَةِ۔

ترجمہ

''امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پیغمبر اکرم کا ارشاد ہے کہ یا علی ! قیامت کے روز قبروں سے ایک گروہ نکلے گا ،اُن کا لباس نوری ہوگا اور اُن کی سواری بھی نوری ہوگی۔ اُن سواریوں کی لجا میں یاقوتِ سرخ سے مزین ہوں گی۔فرشتے اِن سواریوں کو میدانِ محشر کی طرف لے جارہے ہوں گے۔ پس علی علیہ السلام نے فرمایا:تبارک اللہ! یہ قوم پیش خدا کتنی عزت والی ہوگی۔ پیغمبر اسلام نے فرمایا :'یا علی ! وہ تمہارے شیعہ اور تمہارے حُب دار ہوں گے۔ وہ تمہیں میری دوستی کی وجہ سے دوست رکھیں گے اور مجھے خدا کی دوستی کی وجہ سے دوست رکھیں گے اور وہی قیامت کے روز کامیاب اور فلاح پانے والے ہیں''۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1- ابن عساکر، تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امام علی ، ج2،ص846،346،شرح محمودی

2- گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب86،صفحہ313-

3- خطیب، تاریخ بغداد میں، شرح حال فضل بن غانم،شمارہ6890،جلد12،صفحہ358

4- ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں،جلد10،صفحہ21اورجلد9،صفحہ173-

5- ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث339،صفحہ296،اشاعت اوّل-

6- بلاذری، انساب الاشراف،باب شرح حالِ علی ،جلد2،صفحہ182،اشاعت اوّل-

7- شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، بابِ مناقب،صفحہ281،حدیث45-

8- ذہبی،کتاب میزان الاعتدال میں،جلد1،صفحہ421،شمارہ1551-

9- حافظ الحسکانی، شواہد التنزیل میں، حدیث107(سورئہ بقرہ آیت 4کی تفسیر میں)-

10- طبرانی، معجم الکبیر میں، شرح حالِ ابراہیم المکنی بأبی،جلد1،صفحہ51-

اُنیسویں روایت

اہم کاموں کیلئے علی کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا تھا

عَنْ زَیدِبْنِ یَشِیعَ قٰالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَبَابَکْرٍبِبَرٰاء ۃٍ،ثُمَّ اَ تْبَعَہُ عَلِیاً فَلَمَّا قَدَمَ اَ بُوْبَکْرٍقٰالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أَنْزَلَ فِی شَیٍٔ؟ قٰالَ لَا وَلٰکِنِّی اُمِرْتُ اُبَلِّغَھٰا أَنَااَ وْرَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ۔

ترجمہ

ٍ ”زید بن یشیع کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے حضرت ابوبکر کو سورئہ برائت کے ساتھ(مکہ) روانہ کیاتاکہ مشرکین مکہ کیلئے تلاوت فرمائیں ۔تھوڑی ہی دیر کے بعد علی علیہ السلام کو اُن کے پیچھے بھیجا،علی علیہ السلام نے وہ سورہ اُن سے واپس لے لیا۔جب حضرت ابوبکر واپس آئے تو عرض کیا:’یا رسول اللہ! کیا میرے بارے میں کوئی چیز نازل ہوئی ہے؟‘ پیغمبر خدا نے فرمایا:’نہیں،لیکن خدائے بزرگ کی جانب سے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس سورہ کی کوئی تبلیغ نہ کرے سوائے میرے یامیری اہلِ بیت کا کوئی فرد‘۔“

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ بلاذری، انساب الاشراف ، شرح حالِ علی ،حدیث164،جلد2،صفحہ155،اشاعت اوّل،بیروت۔

2۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، شرح حالِ امام علی

،،جلد2،صفحہ376،احادیث871تا

873اور اُس کے بعد(شرح محمودی)۔

3۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ میں جلد5،صفحہ37اور جلد7،صفحہ35(بابِ فضائلِ علی)۔

4 ۔ احمد بن حنبل، المسند میں، جلد1،صفحہ318،روایت1296۔

5۔ ابن مغازلی، مناقب میں، حدیث267اوراس کے بعد صفحہ221،اشاعت اوّل۔

6۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب62،صفحہ254،اشاعت الغری۔

7۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب18،صفحہ101۔

8۔ ترمذی اپنی سنن میں، حدیث8،(بابِ مناقب علی علیہ السلام)جلد13،صفحہ169۔

بیسویں روایت

علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے

عَنْ اَبِی ذَرٍ قٰالَ: قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم مَثَلُ عَلِیٍّ فِیکُمْ۔اَوْقٰالَ فِی ھٰذِہِ الْاُمَّةِ کَمَثَلِ الْکَعْبَةِ الْمَسْتُوْرَةِ،اَلنَّظَرُ اِلَیْھَا عِبَادَةٌ،وَالْحَجُّ اِلَیْھَا فَرِیْضَةً۔

"ابوذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ علی کی مثال تمہارے درمیان یا اُمت کے درمیان کعبہ مستورہ کی مانند ہے کہ اُس کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور اُس کا قصد کرنا یا اُس کی جانب جانا واجب ہے"۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق شرح حالِ امام علی ، ج2ص406حدیث905،شرح محموی

2۔ سیوطی، تاریخ الخلفاء میں، صفحہ172"اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلیٍّ عِبَادۃ"۔

3 ابن اثیر، اسدالغابہ میں،جلد4،صفحہ31(بمطابق نقل آثار الصادقین،جلد14،صفحہ 213"اَنْتَ بِمَنْزِلَةِ الْکَعْبَة"۔

4۔ ابن مغازلی، مناقب میں، حدیث149،صفحہ106اور حدیث100،صفحہ70۔

5۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین ، جلد1،صفحہ182(بمطابق نقل آثار الصادقین، جلد1، صفحہ182)"کعبہ اور علی کی طرف نظر کرنا عبادت ہے"۔

6۔ حاکم، المستدرک ،حدیث113،باب مناقب ِعلی ،جلد3،صفحہ141'اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ علی عبادۃ'۔

7۔ ابونعیم ،حلیۃ الاولیاء ، شرح حال اعمش،ج5ص58'اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ علی عبادہ'

8۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ میں، جلد7،صفحہ358"اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ علی عبادۃ"۔

9۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب34،صفحہ160اور161۔

10۔ ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں،جلد4،صفحہ127،شمارہ8590اور

جلد1،صفحہ 507،شمارہ1904''اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ علی عبادۃ''۔

اکیسویں روایت

حکمت و دانائی کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا، اُن میں سے نوحصے علی علیہ السلام کو دئیے گئے

عَنْ عَلْقَمَۃِ،عَنْ عَبدِاللّٰہِ قٰالَ کُنْتُ عِنْدَالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم فَسُئِلَ عَنْ عَلِیٍّ فَقٰال:قُسِّمَتِ الْحِکْمَۃُ عَشَرَۃَ اَجْزٰاءٍ فَأُعْطِیَ عَلِیٌّ تِسْعَۃَ اَجْزَاءٍ والنَّاسُ جُزْءٌ وَاحِدٌ۔
''علقمہ سے روایت کی گئی کہ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھا۔ اس دوران حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا گیا۔ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ دانائی کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا، ان میں سے نو(۹) حصے حضرت علی علیہ السلام کودئیے گئے اور ایک حصہ باقی تمام لوگوں کو دیا گیا ہے''۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابونعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء میں، باب شرح حالِ امیر المؤمنین ، جلد1،صفحہ64۔

2۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امام علی

،جلد2،صفحہ481،حدیث999۔

3۔ ابویوسف بن عبداللہ، استیعاب ، ج3،ص1104،روایت1855کے ضمن میں۔

4۔ ذہبی، میزان الاعتدال ، حدیث499،جلد1،صفحہ58اور اشاعتِ بعد،ص124۔

5۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث328،صفحہ286،اشاعت اوّل۔

6۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة، باب مناقب السبعون،حدیث47،صفحہ282

7۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب59،صفحہ226اور صفحہ332،292۔

8۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین میں، حدیث76،باب10اور دوسرے ابواب۔

بائیسویں روایت

پیغمبر اکرم علم کا شہر ہیں اور علی اُس کا دروازہ ہیں

عَن الصَّنٰابجِی،عَن عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلاٰم قٰالَ:قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔فَمَنْ اَرٰادَالْعِلْمَ فَلْیَأتِ بٰابَ الْمَدِیْنَةِ۔

ترجمہ

"صنابجی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی علیہ السلام اُس کا دروازہ ہیں۔ جو کوئی علم چاہتا ہے، وہ شہر علم کے در سے آئے“۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امام علی ،جلد2،صفحہ464،حدیث984۔

2۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث120،صفحہ80،اشاعت اوّل۔

3۔ سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء میں، صفحہ170اور جامع الصغیر میں،حدیث2705۔

4۔ حاکم، المستدرک میں، جلد3،صفحہ126۔

5۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں، صفحہ153اور مناقب السبعون میں صفحہ278،حدیث22،باب14،صفحہ75۔

6۔ خطیب ،تاریخ بغداد،باب شرح حال عبدالسلام بن صالح: ابی الصلت الھروی، جلد11،صفحہ50،49،شمارہ5728۔

7۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب58،صفحہ221۔

8۔ ذہبی،کتاب میزان الاعتدال میں،جلد1،صفحہ415،شمارہ1525۔

9. ابوعمریوسف بن عبداللہ ، کتاب استیعاب میں، جلد3،صفحہ1102،روایت1855۔

10۔ حافظ ابونعیم، کتاب حلیة الاولیاء میں،جلد1،صفحہ64۔

11۔ ابن کثیر،کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ359،بابِ فضائلِ علی علیہ السلام۔

12۔ خوارزمی، کتاب مقتل ، باب4،صفحہ43۔

تئیسویں روایت

علی ہی وصیٔ برحق اوروارثِ پیغمبر ہیں

عَنْ اَبِی بُرَیْدَةِ عَن اَبِیْہِ: قٰالَ،قٰالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم لِکُلِّ نَبِیٍّ وَصِیٌ وَوَارِثٌ وَاِنَّاعَلِیًا وَصِیِّی وَوَارِثِی۔

”ابی بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ ہر نبی کا کوئی وصی اور وارث ہوتا ہے اور بے شک علی علیہ السلام میرے وصی اور وارث ہیں“۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث238،صفحہ201،اشاعت اوّل۔

2۔ ابن عساکر ،تاریخ دمشق ، باب شرح امام علی ،ج3،ص5،حدیث1022شرح

محمودی

3۔ ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد4،صفحہ127،128،شمارہ8590۔

4۔ گنجی شافعی،کتاب کفایة الطالب میں، باب62،صفحہ260۔

5۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9،صفحہ113اورجلد7،صفحہ200۔

6۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں، باب15،صفحہ90اور295۔

7۔ سیوطی، کتاب اللئالی المصنوعة میں، جلد1،صفحہ186،اشاعت اوّل(بولاق)

8۔ حافظ الحسکانی، کتاب شواہد التنزیل میں، تفسیر آیت30سورئہ بقرہ۔

9۔ حموینی، کتاب فرائد السمطین میں، باب52،حدیث222۔

10۔ خوارزمی، کتاب مناقب میں، حدیث22،باب14،صفحہ88اور دوسرے۔

چوبیسویں روایت

علی اور آپ کے سچے صحابیوں کودوست رکھنا واجب ہے

عَنْ سُلَیْمٰانِ بْنِ بُرِیْدَةَ عَنْ ابیہِ قٰالَ: قٰالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعٰالٰی أَمَرَنِی أَنْ اُحِبَّ اَرْبَعَةً قٰالَ قُلْنٰامَنْ ھُمْ؟ قٰالَ،عَلِیٌّ وَاَ بُوْذَرْ وَالْمِقْدٰادُ وَسَلْمٰانُ۔

ترجمہ

"سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ 'پیغمبر اکرم نے مجھ سے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ چار افراد کو دوست رکھوں'۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کون افراد ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ علی ، ابوذر،مقداد اور سلمان ہیں"۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، باب شرح حال مقداد،صفحہ100اور اس کتاب کے

ترجمہ امام علیہ السلام،جلد2،صفحہ172،حدیث658(شرح محمودی)۔

2۔ حاکم، المستدرک میں، جلد3،صفحہ137،130۔

3۔ ابن ماجہ قزوینی اپنی کتاب سنن میں،جلد1،صفحہ66،حدیث149۔

4۔ ابونعیم،کتاب حلیة الاولیاء ،ترجمہ مقداد،ج1،ص172،شمارہ28اورج1،ص190

5۔ گنجی شافعی، کفایة الطالب ، باب12،صفحہ94(صرف علی کے نام کاذکر ہے)۔

6۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9،صفحہ155۔

7۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، حدیث331،صفحہ290۔

8۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں، باب59،صفحہ337،حدیث5۔

9۔ سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء میں،صفحہ169۔

10۔ بخاری اپنی کتاب میں، باب شرح حال ابی ربیعہ ایادی، شمارہ271،صفحہ31۔

پچیسویں روایت

علی حق کے ساتھ ہیں اورحق علی کے ساتھ ہے

عَنْ اَبِی ثٰابِتٍ مَولٰی اَبِی ذَر قٰالَ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَة فَرَأیتُهَا تَبْکِی وَتذکُرُ عَلِیّاً وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِہ وَسَلَّم یَقُوْلُ:عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ وَلَنْ یَفْتَرِقٰا حَتّٰی یَرِدٰا عَلَیَّ الْحَوْضَ یَوْمَ الْقِیٰامَةِ۔

ترجمہ

”ابو ثابت غلامِ حضرت ابوذر روایت کرتے ہیں کہ میں نے اُمِ سلمہ کو روتے ہوئے پایا ،وہ حضرت علی علیہ السلام کویاد کررہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:’علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی کے ساتھ، یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ دونوں کنارِ حوضِ کوثر میرے پاس آپہنچیں گے‘ “۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1- ابن مغازلی، کتابِ مناقب میں، صفحہ244-

2- ابن عساکر،تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امام علی ، ج3،ص119،حدیث1162

(شرح محمودی)-

3- حاکم، المستدرک میں،حدیث61،جلد3،صفحہ124(بابِ مناقب علی علیہ السلام)-

4- شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں، باب20،صفحہ104-

5- خطیب، تاریخ بغداد ،ترجمہ یوسف بن محمد المؤدب،ج14،ص321،شمارہ7643-

6- ابن کثیر، البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ321(آخرِ بابِ فضائلِ علی علیہ السلام)-

7- ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9،صفحہ135-

8- خوارزمی، کتابِ مناقب میں، صفحہ223-

9- ترمذی اپنی کتاب سنن میں، حدیث3،جلد13،صفحہ166(بابِ مناقب علی)-

10- متقی ہندی، کنز العمال ،ج11،ص623،621(مؤسسة الرسالة،بیروت، پنجم)-

چھبیسویں روایت

علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے

عَنْ اُمِّ سَلَمَةِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم یَقُوْلُ:عَلِیٌّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَہ،لَا یَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یَرِدَاعَلَیَّ الْحَوْضَ۔

ترجمہ

”جنابِ اُمِ سلمہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں باہم جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ کنارِ حوضِ کوثر یہ دونوں مجھ تک آپہنچیں گے“۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ124۔

2۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی ، کتاب ینابیع المودة میں، باب20،صفحہ103۔

3۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں،جلد9،صفحہ134۔

4۔ سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء میں، صفحہ173(بابِ فضائلِ علی علیہ السلام میں)۔

5۔ متقی ہندی، کنزالعمال ،جلد11،صفحہ6032(مؤسسة الرسالہ،بیروت،پنجم

ستائیسویں روایت

پیغمبر اکرم کے بعد علی کی اتباع اور پیروی کرنا لازم ہے

عَنْ اَبِی لَیْلٰی الْغَفٰارِی، قٰالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ: سَتَکُوْنُ مِنْ بَعْدِی فِتْنَۃٌ فَاِذٰاکَانَ ذٰالِکَ فَاَلْزِمُوْا عَلِیَّ ابْنَ ابِی طَالِبْ فَاِنَّہ اَوَّلُ مَنْ یَرٰانِیْ وَاَوَّلُ مَنْ یُصٰافِحُنِی یَوْمَ الْقِیٰامَۃِ،وَھُوَ مَعِی فِی السَّمٰاءِ الْاَ عْلٰی وَھُوَ الْفٰارُوْقُ مِنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔

ترجمہ

"ابولیلیٰ غفاری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: 'میری زندگی کے بعد فتنہ پیدا ہوگا، ان حالات میں لازم ہے کہ تم پیروِ علی ابن ابی طالب علیہما السلام رہو کیونکہ حقیقت میں قیامت کے دن سب سے پہلے وہی مجھے دیکھیں گے اور سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے اور وہی اعلیٰ آسمانوں میں میرے ساتھ ہوں گے اور وہی ہیں جو حق اور باطل کو جداکرنے والے ہیں'۔"

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امام علی ،ج3،ص123،حدیث1164،

شرح محمودی۔

2۔ ذہبی، میزان الاعتدال ،جلد2،صفحہ3،(صرف الدال)2587اورجلد1،ص188، شمارہ740۔

3۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، صفحہ93،152،باب43۔

4۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں،باب44،صفحہ188۔

5۔ طبرانی،مسندِ ابی رافع ابراہیم میں معجم الکبیر سے، جلد1،صفحہ51۔

6۔ متقی ہندی کنزالعمال ،جلد11،صفحہ612(مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم)

آفتاب ولایت

فضائلِ امام علی علیہ السلام احادیث کی نظر میں-2

اٹھائیسویں روایت

علی قرآن کے حقیقی حامی اور دفاع کرنے والے ہیں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدَ الْخَدْرِی قٰالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم یَقُوْلُ:اِنَّ مِنْکُمْ مَنْ یُقَاتِلُ عَلٰی تَاوِیْلِ الْقُرْآنِ کَمَا قَا تَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِہ۔قَالَ اَبُوبَکر:اَنَا ھُوَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟قَالَ: لَا۔قٰالَ عُمَرُ:فَاِنَّا ھُوَ

یَارَسُوْلَ اللّٰہ؟قَالَ:لَا۔ وَلٰکِنْ خَاصِفُ النَّعْلِ قَالَ(ابوسعید)وَکَان قَدْ اَعْطِیْ عَلِیّاً نَعْلُہ یَخْصِفُھَا۔

ترجمہ

"ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں ،انہوں نے کہا کہ میں نے پیغمبر اکرم سے سنا کہ آپ نے فرمایا:
'بے شک تم میں وہ کون ہے جو قرآن کی تاویل(حکمِ باطن) پر جنگ کرے گا جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل(حکمِ ظاہر) پر (مشرکین سے) جنگ کی تھی۔حضرت ابوبکر نے کہا:'یا رسول اللہ! کیا وہ شخص میں ہوں؟'پیغمبر اسلام نے فرمایا:'نہیں'۔حضرت عمر نے کہا:'یا رسول اللہ! کیا وہ شخص میں ہوں؟'پیغمبر اکرم نے فرمایا:'نہیں، لیکن وہ شخص وہ ہے جو جُوتا مرمت کررہا ہے'۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اُس وقت ہوا جب پیغمبر اسلام نے اپنا جوتا حضرت علی علیہ السلام کو دیا تھا کہ وہ اُس کی مرمت کردیں"۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ361(بابِ فضائلِ علی ،آخری حصہ)۔

2۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، باب شرح حال امام علی ،

ج3،ص130،حدیث1171

(شرح محمودی)۔

3۔ حاکم، المستدرک میں، جلد3،صفحہ122،حدیث53(بابِ فضائلِ علی علیہ السلام)۔

4۔ ابن مغازلی، مناقب میں، صفحہ298،حدیث341،اشاعت اوّل۔

5۔ ہیثمی، مجمع الزوائد میں، جلد5،صفحہ186اور جلد6،صفحہ244اورجلد9،صفحہ133۔

6۔ ابن ابی الحدید، نہج البلاغہ میں، باب شرح المختار ،جلد3،صفحہ206۔

7۔ سیوطی، تاریخ الخلفاء میں، صفحہ173۔

8۔ حافظ ابونعیم، حلیة الاولیاء ، جلد1،صفحہ67(بابِ شرح حالِ امیرالمؤمنین علی میں)۔

9۔ خطیب، تاریخ بغداد میں، جلد1،صفحہ134(بابِ شرح حالِ امیرالمؤمنین)شمارہ1۔

10۔ گنجی شافعی، کفایة الطالب ، باب94،صفحہ333اور دوسری اشاعت میں صفحہ191۔

11ٍ۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں، صفحہ247اور باب11،صفحہ67۔

اُنتیسویں روایت

علی کو ناکثین،قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا

عَنْ عَلِیٍّ قٰالَ: أَمَرَنِی رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم بِقِتَالِ النَّاکِثِیْنَ وَالْمٰارِقِیْنَ وَالقٰاسِطِیْنَ۔

ترجمہ

”حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ناکثین، مارقین اور قاسطین کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے“۔

ناکثین: بیعت توڑنے والوں یعنی طلحہ و زبیر وغیرہ (اصحابِ جنگِ جمل مراد ہیں)۔

مارقین: جنگِ نہروان کے خوارج۔

قاسطین: جنگِ صفین میں لشکرِ معاویہ۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد7،صفحہ238اورجلد5،صفحہ186۔

2۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، باب حالِ امیر المؤمنین علی علیہ السلام،جلد3،ص158،

حدیث1195اور اُس کے بعد(شرح محمودی)۔

3۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ362،305۔

4۔ ابن عمر یوسف بن عبداللہ کتاب استیعاب

میں،جلد3،صفحہ1117،روایت1855۔

5۔ خطیب، تاریخ بغداد میں، جلد8،صفحہ340،شمارہ4447۔

6۔ ذہبی، میزان الاعتدال میں، ج1،ص271،شمارہ1014اور ص410،شمارہ1505

7۔ حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ139،حدیث107(شرح حالِ امیرالمؤمنین)۔

8۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب43،صفحہ152۔

9۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب37،صفحہ167۔

10۔ ابن ابی الحدید،نہج البلاغہ میں، شرح المختار(48)جلد3،صفحہ207اور دوسرے۔

تیسویں روایت

نسلِ پیغمبر اکرم صُلب ِعلی سے ہے

عَنْ جَابِرٍ قٰالَ: قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ ذُرِیَّۃَ کُلِّ نَبِیٍ فِی صُلْبِہِ وَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ ذُرِیَّتِی فِیْ صُلْبِ عَلِیِ بْنِ ابی طالب علیہ السلام۔

”جناب ابن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:’بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی نسل کو اُس کے صلب میں رکھا

اور بے شک میری نسل کوحضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے صلب میں رکھا'۔"

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں ،باب62،صفحہ79اور379۔

2۔ ابن عساکر ،تاریخ دمشق ، باب حالِ علی ،ج2،ص159،حدیث643،شرح محمودی۔

3۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں،جلد9،صفحہ172۔

4۔ شیخ سلیمان قندوزی ، ینابیع المودۃ ، باب مناقب السبعون،ص277،حدیث20،
صفحہ300۔

5۔ ابن مغازلی، مناقب میں، صفحہ49۔

6۔ متقی ہندی، کنزالعمال ، ج11،صفحہ600،مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم۔

اکتیسویں روایت

پیغمبر اکرم ،علی و فاطمہ حسن و حسین کے دشمنوں کے دشمن اور ان کے دوستوں کے دوست ہیں

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ،قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لِعَلِیٍ وفاطِمَۃَ وَبِالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ: اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَکُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سٰالَمَکُمْ۔

ترجمہ

”زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسولِ خدانے حضرت علی علیہ السلام ،جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا،امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام سے فرمایا:’میری اُس سے جنگ ہے جو تم سے جنگ پر ہے اور میری اُس سے صلح ہے جو تم سے صلح پر ہے‘۔“

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة میں،(دوسرا حصہ صفحة444۔

2۔ حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ149۔

3۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں،جلد9،صفحہ169۔

4۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، صفحہ329،باب93۔

5۔ ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں،جلد1،صفحہ176،175درشمارہ712۔

6۔ ابن ماجہ قزوینی اپنی کتاب میں،جلد1،صفحہ52،حدیث145۔

7۔ متقی ہندی، کنزالعمال ،ج12،صفحہ97(مؤسسة الرسالہ،بیروت،اشاعت پنجم)۔

بتیسویں روایت

علی سے دُوری پیغمبر اکرم سے دُوری ہے

عَنْ اَبِیْ ذَرْ قٰالَ: قٰالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم یٰاعَلِیُّ مَنْ فٰارَقَنِی فَقَدْ فٰارَقَ اللّٰہَ وَمَنْ فٰارَقَکَ یٰاعَلِیُّ فَقَدْ فٰارَقَنِی۔

ترجمہ

"حضرت ابوذرغفاری کہتے ہیں کہ رسولِ خدانے فرمایا:'یا علی ! جو کوئی مجھ سے جدا ہوا، وہ خدا سے جدا ہوا اور جو تم سے جدا ہوا، وہ بالتحقیق مجھ سے جدا ہوا'۔"

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ126،124۔

2۔ ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں،جلد2،صفحہ49،روایت2779۔

3۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودۃ ،صفحہ364(بابِ آیاتِ قرآن جو علی کی شان میں نازل ہوئیں)۔

4۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ،باب شرح حالِ امام علی

،جلد2،صفحہ268،حدیث789۔

5۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب44،صفحہ189۔

6۔ متقی ہندی، کتاب کنزالعمال،جلد11،صفحہ

تینتیسویں روایت

محبانِ علی سعید و کامیاب ہیں اوردشمنانِ علی پر خدا کا غضب ہے

عَنْ اَبِیْ مَرْیَمَ الثَّقَفِیْ،سَمِعْتُ عَمَّارِ بْنِ یٰاسِر،سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم یَقُوْلُ لِعَلِیٍّ: یاعَلِیُّ طُوْبٰی لِمَنْ اَحَبَّکَ وَصَدَّقَ فِیْکَ وَوَیْلٌ لِمَنْ اَبْغَضَکَ وَکَذَّبَ فِیْکَ۔

ترجمہ

”ابی مریم ثقفی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے عمار بن یاسر سے سنا،عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ رسول اللہ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:’یا علی !سعادت مند ہے وہ شخص جس نے تم سے محبت کی اور تمہاری تصدیق کی اور حیف ہے اُس شخص پر جس نے تم سے بغض رکھا اور تمہاری نفی کی‘۔“

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1- حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ135-

2- ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ،جلد7،صفحہ356-

3- شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة،صفحہ252-

4- ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد3،صفحہ118-

5- ابن عساکر، تاریخ دمشق میں،باب حالِ امام علی ،جلد2،صفحہ211،حدیث705-

6- گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں،صفحہ192،باب46-

7- متقی ہندی، کنزالعمال ، ج11،ص623(مؤسسة الرسالہ، بیروت،اشاعت پنجم)

چونتیسویں روایت

علی دنیا و آخرت میں رسولِ خداکے بھائی ہیں

عَنْ اِبْنِ عمراَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم قَالَ لِعَلیٍ:اَنْتَ أَخِیْ فِی الدُّنْیَاوَالْآخِرَة-

ترجمہ روایت

”ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی !

تم اس دنیا میں اور آخرت میں بھی میرے بھائی ہو“۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ذہبی،کتاب میزان الاعتدال میں،جلد1،صفحہ421،شمارہ1552۔

2۔ سیوطی، تاریخ الخلفاء میں،صفحہ170۔

3۔ ابی عمر یوسف بن عبداللہ ،’استیعاب ‘،ج3،ص1099،روایت1855کے تسلسل میں

4۔ ابن کثیر کتاب البدایۃ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ336،بابِ فضائلِ علی علیہ السلام۔

5۔ متقی ہندی،کنزالعمال ،ج11،ص598(مؤسسۃ الرسالہ،بیروت،اشاعت پنجم)

پینتیسویں روایت

علی محبوبِ خدا ورسول ہیں اورمشکلوں کا حل اُن کے پاس ہے

عَنِ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم قٰالَ یَوْمَ الْخَیْبَرِ: لَاُعْطِیَنَّ الرّٰایَۃَ غَدًارَجُلاً یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہُ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ لَیْسَ بِفَرّٰارٍ،یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ(فَبَعَثَ اِلٰی عَلِیٍ فَاَعطٰاہُ الرّٰایۃَ)۔

ترجمہ

”پیغمبر اکرم نے خیبر کے روز فرمایا کہ کل میں عَلَم اُس کو دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتاہوگا اور خداورسول بھی اُسے دوست رکھتے ہوں گے۔وہ(میدانِ جنگ سے) بھاگنے والا نہیں ہوگا اور خدا اُس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا(اگلے روز علی علیہ السلام کو پرچم عطافرمایا)“۔
بہت سی روایات جو اس ضمن میں موجود ہیں، اُن سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اُس دن(روزِ فتح خیبر) شروع میں دوسرے سردار اس قلعہ کو فتح کرنے کیلئے گئے لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔پس رسولِ خدا نے علی علیہ السلام کو اس کام کیلئے منتخب فرمایا۔ علی علیہ السلام کے جانے پر اور درِخیبر کے اکھاڑنے پر یقینی فتح نصیب ہوئی۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابی عمر یوسف بن عبداللہ، کتاب استیعاب میں،جلد3،صفحہ1099،روایت1855۔

2۔ حافظ ابی نعیم،حلیة الاولیاء میں،جلد1،صفحہ62۔

3۔ ابن کثیر ،کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ337۔

4۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب14،صفحہ98میں۔

5۔ سیوطی، تاریخ الخلفاء میں،صفحہ168۔

6۔ بلاذری، کتاب انساب الاشراف میں،جلد1،صفحہ94،حدیث12۔

7۔ بخاری ،صحیح بخاری میں،جلد5،صفحہ79،حدیث220،بابِ فضائلِ اصحاب

النبی۔

8۔ ابن ماجہ اپنی کتاب میں، جلد1،صفحہ43،حدیث117۔

9۔ متقی ہندی، کنزالعمال ،ج13،ص121(مؤسسة الرسالہ،بیروت،اشاعت پنجم)

چھتیسویں روایت

علی ہادی و مہدی ہیں اوراُن کا راستہ ہی صراطِ مستقیم ہے

عَنْ حذیفة،قٰالَ:قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم اِنْ وَلُّواعَلِیاً فَھٰادِیاً مَھْدِیاً(وَجَاءَ فِی روایةٍ اُخْریٰ اِنَّہ قٰال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم)اِنْ تُوَلُّوْاعَلِیاً وَجَدْ تُمُوْہُ ھٰادِیاً مَھْدِیاً یَسْلُکُ بِکُمْ عَلَی الطَّرِیْقِ الْمُسْتَقِیْمِ۔

"حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے ولایت اور سرداریٔ علی ابن ابی طالب علیہما السلام کو قبول کیا(تو جان لو) کہ علی ہدایت کرنے والے ہیں اور خود ہدایت یافتہ ہیں اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ اگر تم ولایت ِعلی کو قبول کرو تو تم اُس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے اور وہ تمہیں صراطِ مستقیم پر چلانے والاہے"۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عمر یوسف بن عبداللہ، استیعاب ،ج3،ص1114،روایت1855کا تسلسل۔

2- ابن عساکر،تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امام علی ،جلد3،صفحہ68،حدیث1110-

3- حافظ ابونعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء میں،جلد1،صفحہ64-

4- ابن کثیر،کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ361(آخرِ بابِ فضائلِ علی -)

5 - بلاذری، انساب الاشراف،ج2،صفحہ102،حدیث34(اشاعت اوّل،بیروت)-

6- خطیب، تاریخ بغداد، باب شرح حال ابی الصلت الهروی،ج11،ص47، شمارہ5728-

7- حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ142،بابِ فضائلِ علی علیہ السلام-

8- متقی ہندی، کنزالعمال ،ج11،ص612(مؤسسۃ الرسالہ، بیروت،اشاعت پنجم)

سینتیسویں روایت

پیغمبراکرم کا علی و فاطمہ کے گھر پر آیۂ تطہیر کا پڑھنا

عَنْ اَبِی الْحَمْرَاء قٰالَ أ قَمْتُ بِالْمَدِ یْنَۃِ سَبْعَۃَ اَشْہُرٍ کَیَوْمٍ وَاحِدٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم یَجِیُٔ کُلَّ غَدَاۃٍ فَیَقُوْمُ عَلٰی بٰابِ فٰاطِمَۃَ یَقُولُ:اَلصَّلَاۃ "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْراً-(احزاب:33)

"ابی الحمراء سے روایت کی گئی ہے ،وہ کہتے ہیں کہ میں سات ماہ تک متواتر مدینہ میں قیام پذیر رہا(اور اس چیز کا مشاہدہ کرتا رہا)-رسولِ خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرروز صبح تشریف لاتے اور خانۂ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا پر رُکتے اور فرماتے"الصَّلاۃ"اور پھر فرماتے:'اے اہلِ بیت ! سوائے اس کے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھے اور تم کو ایسا پاک کردے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے'۔"

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر ،تاریخ دمشق ،باب شرح حالِ امیر المؤمنین ،ج1،حدیث320تا322۔

2۔ بلاذری،انساب الاشراف ،ج2،ص215،157اور اشاعتِ بیروت،صفحہ104۔

3۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، باب62،صفحہ242۔

4۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ میں، باب5،صفحہ51۔

5۔ حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ158۔

6۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں،جلد3،صفحہ483،آیۂ تطہیر کے ذیل میں۔

7۔ متقی ہندی، کنز العمال ،ج13،ص646(مؤسسۃ الرسالہ،بیروت،اشاعت پنجم)

اڑتیسویں روایت

جس نے علی کو تکلیف پہنچائی اُس نے گویا پیغمبر کو تکلیف پہنچائی

عَنْ عَمْروبْنِ شٰاسٍ اَنَّہ سَمِعَ النَّبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم یَقُوْلُ: مَنْ آذیٰ عَلِیّاً فَقَدْ آذانِیْ۔

ترجمہ

”عمروبن شاس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ جس کسی نے علی کو اذیت پہنچائی، اُس نے گویا مجھے اذیت پہنچائی“۔

نوٹ یہی روایت کتاب استیعاب میں بہتر طور پراور تفصیل سے بیان کی گئی ہے یعنی پیغمبر اسلام نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ عَلِیّاً فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیّاً فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ آذیٰ عَلِیّاً فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰہ۔

ترجمہ

”جس کسی نے علی علیہ السلام سے محبت کی، اُس نے گویا مجھ سے محبت کی اور جس کسی نے علی علیہ السلام سے بغض رکھا، اُس نے گویا مجھ سے بغض رکھا اور جس کسی نے علی کو اذیت پہنچائی،اُس نے گویا مجھے اذیت پہنچائی اور جس کسی نے مجھے اذیت پہنچائی، اُس نے گویا اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی“۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق، باب شرح حال امام علی ،جلد1،صفحہ388،حدیث495

(شرح محمودی)۔

2۔ حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ122۔

3۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی،ینابیع المودة،باب مناقبِ سبعون،صفحہ275،حدیث9۔

4۔ احمد بن حنبل،المسند،حدیث بعنوان"حدیثِ عمروبن شاس الاسلمی"،جلد3،صفحہ

483،اشاعت اوّل۔

5۔ ابی عمر یوسف بن عبداللہ ،استیعاب ،ج3،ص1101،روایت1855اور صفحہ1183

6۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں،باب68،صفحہ276۔

7 بلاذری، انساب الاشراف ، حدیث147،ج2،ص146،اشاعت بیروت،اوّل۔

8۔ سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء میں،صفحہ172۔

9۔ متقی ہندی،کنزالعمال ، ج11،صفحہ601(مؤسسة الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم)

اُنتالیسویں روایت

زندگی اور موت میں رسول کے ساتھ اورجنت میں رسول کے ہمراہ ہونا ،یہ سب علی کی ولایت کے اقرار کے ساتھ مشروط ہیں

عَنْ زَیْد اِبنِ اَرْقَمْ قٰالَ،قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم مَنْ یُرِیْدُ اَنْ یَحْیٰی حَیٰاتِیْ وَیَمُوْتَ مَوْتِیْ وَیَسْکُنَ جَنَّۃَ الْخُلْدِالَّتِیْ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ،فَلْیَتَوَلِّ عَلَیَّ ابنَ اَبِیْ طَالِب فَاِنَّہ لَنْ یُخْرِجَکُمْ مِنْ ھُدیً وَلَنْ یُدْخِلَکُمْ فِی ضَلٰا لَۃٍ۔

ترجمہ

"زید بن ارقم سے روایت ہے ،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جوکوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اُس کی زندگی اور موت میری نسبت سے منسلک رہے اور وہ جنت جس کا پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے،اُسے نصیب ہو، اُس کو چاہئے کہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام کو دوست رکھے کیونکہ وہ یقینا تمہیں ہدایت کے راستہ سے ہٹنے نہیں دیں گے اور یقینا گمراہی میں پڑنے نہیں دیں گے"۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ حاکم، المستدرک میں، جلد3،صفحہ128۔

2۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب43،صفحہ150،149۔

3۔ حافظ ابی نعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء،جلد1(صفحہ86)۔

4۔ متقی ہندی،کنزالعمال،ج11،ص611(مؤسسۃ الرسالہ،بیروت ، اشاعت پنجم)

چالیسویں روایت

پیغمبر کا علی کی شہادت کی خبر دینااورآپ کے قاتل کو سب سے زیادہ شقی القلب قرار دینا

عَنْ عُثْمٰانَ ابْنِ صُهَیْبٍ،عَنْ اَبِیْهِ قٰالَ:قٰالَ عَلِیٌّ قٰالَ لِی رَسُولُ اللّٰہ مَنْ اَشْقَی الْاَوَّلِیْن؟قُلْتُ:عٰاقِرُالنّٰاقِةِ۔قٰالَ صَدَ قْتَ،فَمَنْ اَشْقَی الآخِرِیْنَ؟ قُلْتُ لَاعِلْمَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ قٰالَ الَّذِیْ یَضْرِبُکَ عَلٰی هٰذِهِ وَاَشَارَ بِیَدِهِ اِلٰی یٰافُوْخِہِ وَکَانَ(عَلِیٌّ)یَقُوْلُ:وَدَدْتُ اَنَّہ قَدِانْبَعَثَ اَشْقٰاکُمْ فَخَضِبَ هٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ۔یَعْنِی لِحْیَتَہُ مِنْ دَمِ رَأسِہِ۔

ترجمہ

”عثمان بن صہیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ'علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولِ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ پہلے آنے والوں میں بدبخت ترین شخص کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ ناقۂ صالح کو کاٹنے والا۔ آپ نے فرمایا:یا علی ! تم نے سچ کہا،اور آخرمیں آنے والوں میں بدبخت ترین شخص کون ہے؟ میں نے عرض کیا:یا رسول اللہ! میں نہیں جانتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جوکوئی تمہارے سر پرمارے گا اور اپنے ہاتھ سے علی کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ علی ساتھ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں کہ شقی ترین شخص اُٹھے اور میری ریش کو میرے سر کے خون سے

خضاب کرے“۔

حوالہ جاتِ روایت اہلِ سنت کی کتب سے

1۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ علی ،جلد3،صفحہ282،حدیث1371۔

2۔ ابن کثیر،کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ324۔

3۔ ہیثمی،کتاب مجمع الزوائد میں،جلد9،صفحہ136۔

4۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃمیں، باب59،صفحہ216اور339۔

5۔ متقی ہندی،کنزالعمال ،ج13،ص190(مؤسسة الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم)

6۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، صفحہ463۔

7۔ سیوطی ،تاریخ الخلفاء میں،صفحہ173۔

8۔ خطیب، تاریخ بغداد میں،جلد1،صفحہ135(بابِ حالِ علی ،شمارہ1)اور دوسرے۔

9۔ اس ضمن میں بہت سی روایات موجود ہیں۔منجملہ روایتِ ابی رافع کہ وہ کہتے ہیں کہ

پیغمبر اسلام نے علی علیہ السلام سے فرمایا:”اَنْتَ تَقْتَلُ عَلٰی سُنَّتِی“۔”یا علی ! تم

میری سنت اور روش پر قتل کئے جاؤگے“۔ابن عساکر ،تاریخ دمشق میں، باب

شرح

حالِ امام علی ،جلد3،ص269،حدیث1347اور دوسرے۔

آفتاب ولایت

فضائلِ علی علیہ السلام روایات کی نظر میں

(ا)۔ عَنْ ابنِ عباس قٰالَ:قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ الرِّیَاضَ اَقْلَامٌ وَالبَحْرَ مِدَادٌ وَالْجِنَّ حُسَّابٌ وَالْاِنْسَ کُتَّابٌ مٰااَحْصَوْافَضٰائِلَ عَلِی ۔

”پیغمبر اکرم نے فرمایا:’اگر تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور تمام جن حساب کرنے والے بن جائیں، تمام انسان لکھنے والے بن جائیں تو یہ سب مل کر بھی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل شمار نہیں کرسکیں گے“۔

حوالہ جات

1۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب ،باب62،صفحہ251۔

2۔ شیخ سلیمان قندوزی،ینابیع المودة، باب مناقب السبعون،صفحہ286،حدیث70۔

(ب)۔ عَن انس بن مٰالِک،اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم قٰالَ لِعَلِیٍّ:اَنْتَ تُبَیِّنُ لِاُمَّتِی مَااخْتَلَفُوْا فِیْہِ بَعْدِی۔

”انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر اسلام نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ تم میری اُمت کے لئے اُس چیزکوبیان کرنے والے (واضح کرنے والے)ہو جس میں میری اُمت میرے بعد اختلاف کرے گی“۔

حوالہ جات

1۔ حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ122۔

2۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، باب حالِ امام ج2،ص486،حدیث1005شرح محمودی

(ج)۔ قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم اَنَاالشَّجَرَۃُ وَفَاطِمَۃُ فَرْعُھَاوَعَلِیٌّ لِقٰاحُھٰا وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ ثَمَرَتُھَا وَشِیْعَتُنَاوَرَقُھَاوَاَصْلُ الشَّجَرَۃِ فِیْ جَنَّۃِ عَدْنٍ وَسَائِرُذٰالِکَ فِی سَائِرِالْجَنَّۃِ۔

”رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال ایک درخت کی سی ہے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا اُس کی شاخ ہیں اور علی علیہ السلام اس درخت کو باردارکرنے والے ہیں۔حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اس کے پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں ۔ اس درخت کی جڑ جنتِ عدن میں ہے اور بقیہ حصہ جنت میں ہے“۔

حوالہ جات

1- حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ160-

2- ذہبی، میزان الاعتدال میں،جلد1،صفحہ505،شمارہ1896اور دوسرے-

(د)- عَنْ جٰابِرٍ:أَمَرَنَارَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم اَنْ نَعْرِضَ اَوْلاٰدَنٰا عَلٰی حُبِّ عَلِی ابنِ اَبِیْ طَالِبْ-

"جابر کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ اپنی اولاد کو امام علی علیہ السلام کی دوستی سے پرکھئے"(تاکہ اُن کے حلال زادہ ہونے کی تصدیق ہوسکے)-

حوالہ جات

1- ذہبی، میزان الاعتدال میں،جلد1،صفحہ509،شمارہ1904-

2- ابن عساکر،تاریخ دمشق ،باب شرح حالِ امام علی ،ج2،ص225،حدیث شمارہ730

(یااَیُّھَاالنَّاس اِمْتَحِنُوْااَوْلَادَکُمْ بِحُبِّ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَام)

("اے لوگو! اپنی اولاد کی علی علیہ السلام کی محبت سے آزمائش کرو")

اور نیز ترجمہ مذکو ر میں جلد2،صفحہ224پر روایت کی گئی ہے کہ:

(قٰالَتِ الْاَنْصَار:اِنَّ کُنَّالَنَعْرِفَ الرَّجَلُ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ بِبُغْضِہ عَلِی)
("انصار کہتے ہیں کہ حرام زادے افراد کو ہم علی علیہ السلام کے بغض سے پہچانتے تھے")۔

(ھ)۔ قٰالَ النَّبِیُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم لَواِجْتَمَعَ النّٰاسُ عَلٰی حُبِّ عَلِیٍّ ابْنِ اَبِی طَالِبِ لَمْ یَخْلُقِ اللّٰہُ النّٰارَ۔
"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:'اگر تمام لوگ محبت ِعلی علیہ السلام پر اتفاق کرتے(یعنی کوئی علی علیہ السلام کا مخالف نہ ہوتا) تو خداوند تعالیٰ جہنم کو پیدا نہ کرتا'۔"

حوالہ جات
شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة،باب مناقب السبعون،صفحہ281،حدیث 41اور باب42،صفحہ147اور صفحہ104اور اسی طرح خوارزمی مناقب میں اور دوسرے بھی۔
(و)۔ جنگ ِ بدر میں منادی دینے والے کی آواز آئی:

"لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوْالفِقٰار"
"کوئی جوان نہیں سوائے علی علیہ السلام کے اور کوئی تلوار نہیں سوائے

ذوالفقار کے“۔

حوالہ جات

1۔ ابن مغازلی، مناقب میں، صفحہ197(یوم الاحد)۔

2۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ337۔

3۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب میں، باب69،صفحہ277۔

4۔ شیخ سلیمان قندوزی،ینابیع المودة ،باب15،ص1اور باب53،صفحہ185اور246

5۔ ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد3،صفحہ324،شمارہ6613۔

6۔ محب الدین طبری، کتاب ذخائرالعقبیٰ ، صفحہ74،اشاعت قدس مصر اور دوسرے۔

جس وقت حضرت علی علیہ السلام جنگِ بدر میں(بعض روایات میں جنگِ اُحد) اپنی شجاعت و بہادریٔ بے نظیر سے دشمنوں کی صفوں کو چیررہے تھے اور اُن پر حملوں پر حملے کررہے تھے،اُس وقت آسمان سے ایک آواز آئی اور جس کو سب نے سنا جو یہ تھی:

”لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوْالفِقٰار“

اس اہم روایت کو بہت زیادہ علمائے شیعہ اور سنی نے نقل کیا ہے۔ البتہ بعض نے اس کو اس طرح نقل کیا ہے:

”لَاسَیْف اِلَّا ذُوْالْفِقٰار لَافَتٰی اِلَّا عَلِی “

(ز)۔ عَنْ علی قٰالَ:اَوْصٰانِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ عَنْ لاٰ یُغَسِّلُہُ اَحَدٌ غَیْرِیْ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے ،انہوں نے فرمایا کہ مجھے نبی اکرم نے وصیت فرمائی کہ یا علی ! سوائے تمہارے مجھے اور کوئی غسل نہ دے۔(یہ روایت اس حقیقت کی دلیل ہے کہ معصوم کو سوائے معصوم کے نہ کوئی غسل دے اور نہ نماز پڑھائے)۔

حوالہ

متقی ہندی، کتاب کنزالعمال میں، جلد7،صفحہ250،اشاعت بیروت(مؤسسة الرسالہ،صفحہ1405اشاعت پنجم)اور دوسرے۔

(ح)۔ عَنْ علی علیہ السلام قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم: لَوْلَاکَ یَاعَلِیُّ مَا عُرِفَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ بَعْدِی۔

”حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:’یا علی ! اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مؤمنین پہچانے نہ جاتے‘۔“

حوالہ روایت

متقی ہندی، کنزالعمال میں،جلد13،صفحہ152۔

(ط)۔ عَنْ اِبنِ مَسْعُوْدٍ قٰالَ:قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَاَلِبٍ مِنِّی کَرُوْحِیْ فِیْ جَسَدِیْ۔
"ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام میرے لئے ایسے ہیں جیسے میرے بدن میں روح"۔

حوالہ روایت

متقی ہندی،کنزالعمال میں،جلد11،صفحہ428۔

(ی)۔ عَنْ جابرقٰالَ:قٰالَ النَّبِیُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم مَکْتُوْبٌ فِی بَابِ الجَنَّۃِ قَبْلَ اَنْ یَخْلُقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَیْ سَنَۃٍ،لاٰاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّداً رسُولُ اللّٰہِ اَ یَّدْ تُہُ بِعَلیٍ۔
"جابر کہتے ہیں کہ پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمین و آسمان کی خلقت سے ہزار سال قبل جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا تھا:'اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،محمد اس کے رسول ہیں جن کی تائید و حمایت میں نے علی سے کروائی ہے"۔

حوالہ روایت

متقی ہندی، کنزالعمال میں،جلد11،صفحہ624۔

(ک)۔ عَنْ اِبْنِ عَبَّاس،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم قٰالَ لِعَلِیٍّ بْنِ ابِی طالب:اَنْتَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِی۔

"ابن عباس کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب سے فرمایا:'میرے بعد تم سب مؤمنوں کے ولی ہو'۔"

حوالہ جات

1۔ ابی عمر یوسف بن عبداللہ، کتاب استیعاب میں، جلد3،صفحہ1091،روایت 1855۔

2۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں، جلد7،صفحہ345،339۔

3۔ متقی ہندی، کنزالعمال ،ج3،صفحہ142(مؤسسة الرسالہ،بیروت،اشاعت پنجم)۔

(ل)۔ عَنْ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم قٰالَ: مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَتَمَسَّکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی فَلْیَتَمَسَّکَ بِحُبِّ عَلِیٍّ وَاَھْلِ بَیْتِیْ۔

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:'جو کوئی چاہتا ہے کہ (اللہ کی) محکم اور نہ ٹوٹنے والی رسی کو تھامے رکھے ،اُسے چاہئے کہ علی علیہ السلام اور میرے اہلِ بیت کی محبت سے پیوستہ رہے'۔"

حوالہ روایت

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة،صفحہ291اور دوسرے۔

(م)۔ عَنْ سَلمَان عَنِ النَّبیکُنْتُ اَنَاوَعَلِیٌّ نُوْراً یُسَبِّحُ اللّٰہَ وَیُقَدِّ سُہُ قَبْلَ اَنْ یَخْلُقَ آدَمَ بِاَرْبَعَةِ اَ لٰافِ عٰامٍ۔

”پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:’میں اور علی ایک نور تھے اور آدم کی خلقت سے چار ہزار سال قبل ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتے تھے‘۔“

حوالہ روایت

ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں، جلد1،صفحہ507،شمارہ1904اوردوسرے۔

(ن)۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْن علیہ السلام عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم أَخَذَ بِیَدِحَسَنٍ علیہ السلام وَحُسَینٍ عَلَیْہِ السَّلام فَقٰالَ:مَنْ اَحَبَّنِی وَاَحَبَّ ھٰذَیْنِ وَاَبَاھُمَاوَاُمُّھُمَا کَانَ مَعِی فِی دَرَجَتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

”حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے والد بزرگوار سے اور وہ اپنے والد بزرگوار حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اور حسین کے بازوؤں کو پکڑکرفرمایا:’جوکوئی

مجھے اور میرے ان بیٹوں اور ان کے والد اور ان کی والدہ سے محبت رکھے گا، وہ قیامت کے روز میرے ہمراہ ہوگا‘۔“

حوالہ جات

1۔ مسند احمد بن حنبل،جلد1،صفحہ168،روایت576(مسندِعلی علیہ السلام)۔

2۔ ابی عمر یوسف بن عبداللہ، استیعاب،ج3،ص1101،حدیث1855کے تسلسل میں

3۔ متقی ہندی،کنزالعمال،جلد12،صفحہ97،103(مؤسسة الرسالہ، بیروت،پنجم)۔

(س)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبّٰاسٍ قٰالَ:سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِہ وَسَلَّم عَنِ الْکَلَمٰتِ الَّتِیْ تَلَقَّاهٰاآدَمُ مِنْ رَبِّہ فَتٰابَ عَلَیْهِ قٰالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِہ وَسَلَّم سَأَلَہُ ”بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَلّٰا تُبْتَ عَلَیَّ“ فَتٰابَ عَلَیہ۔

”عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا اُن کلمات کے بارے میں جو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سیکھے اور اللہ تعا لیٰ نے اُن کلمات کی وجہ سے اُن کی توبہ قبول کرلی۔پیغمبر اکرم نے فرمایا:

’حضرت آدم نے اللہ تعالیٰ سے بحق محمد وآلِ محمد ،(علی ،فاطمہ ، حسن اور حسین) درخواست کی کہ اُن کی توبہ قبول کرلی جائے۔اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف کیا اور اُن کی توبہ قبول کرلی‘۔“

(اس روایت کی توضیح کیلئے سورئہ بقرہ کی آیت37کی تفسیرالدرالمنثورملاحظہ کی جائے"فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَبِّہ کلمات)"۔

حوالہ جات

1۔ ابن مغازلی،کتاب مناقب میں،صفحہ63،حدیث89۔

2۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور،آیت37،سورئہ بقرہ کی تفسیر میں۔

3۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة،باب24میں۔

(ع)۔ عَنْ عَلیٍ قٰالَ:قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ:اَلنُّجُوْمُ أَمَانٌ لِاَھْلِ السَّمَاءِ فَاِذَاذَھَبَتِ النُّجُوْمُ ذَھَبَ أَھْلُ السَّمٰاءِ،وَاَھْلُ بَیْتِیْ أَمَانٌ لِاَھْلِ الْاَرْضِ فَاِذا ذَھَبَ اَھْلُ بَیْتِیْ ذَھَبَ اَھْلُ الْاَرْضِ۔

"حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا:'ستارے اہلِ آسمان کیلئے امان و سلامتی ہیں۔ پس جب ستارے ختم ہوجائیں،اہلِ آسمان بھی ختم ہوجائیں گے۔ میرے اہلِ بیت زمین پر رہنے والوں کیلئے امان و سلامتی ہیں۔جب میرے اہلِ بیت دنیا سے رخصت ہوجائیں گے، اہلِ زمین بھی تباہ و برباد ہو جائیں گے'۔"

حوالہ جات

1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة۔

2۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں،جلد9،صفحہ174۔

3۔ متقی ہندی،کنزالعمال،ج12،ص102،101،96،مؤسسة الرسالہ،بیروت،پنجم

(ف)۔ عَنْ عِبَایَةِ بن رَبْعی،عَنْ اِبْنِ عَبّاسٍ قٰالَ:قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم اَنَاسَیِّدُ النَّبِیِّیْنَ وَعَلیٌ سَیِّدُ الْوَصِیِّیْنَ اِنَّ اَوْصِیٰائی بَعْدِیْ اِثْنٰی عَشَرَ اَوَّلُھُمْ عَلیٌ وَآخِرُھُمْ القٰائِمُ الْمَھْدِیُّ۔

''عبایہ بن ربعی، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:'میں نبیوں کا سردار ہوں اور علی اوصیاء کے سردار ہیں۔میرے بارہ وصی(جانشین) ہوں گے۔ اُن میں پہلے علی ہیں اور آخری قائم مہدی علیہ السلام(صاحب الزمان) ہیں'۔''

حوالہ روایت

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة، باب78،صفحہ308اور537اور دوسرے۔

(ص)۔ عَنِ الْاَصْبَغِ بْنِ نَبٰا تَہ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قٰالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم یَقُوْلُ أَ نَا وَعَلِیٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَتِسْعَةٌ مِنْ وُلْدِالْحُسَیْنِ مُطَھَّرُوْنَ مَعْصُوْمُوْنَ۔

''اصبغ بن نباتہ، عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسولِ خدا سے سنا کہ فرمارہے تھے :'میں،علی ،حسن ، حسین اور

اُن کے نوفرزند پاک اور معصوم ہیں‘۔“

حوالہ جات

1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب78،صفحہ308اور537۔

2۔ فرائد السمطین،جلد2،صفحہ133۔

نوٹ

یہ نکتہ لکھنا ضروری ہے کہ یہاں جنابِ سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا نام شامل نہیں۔ یہ اس واسطے کہ جنابِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث میں مقامِ نبوت اور امامت کا ذکر فرمارہے تھے وگرنہ پاکیزگی اور معصومیت میں جنابِ فاطمة الزہرا سلام اللہ علیہا کا مقام تو مرکزی ہے۔

(ق)۔ قٰالَ النَّبِی اِنَّ فَاطِمَةَ وَعَلِیّاً وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فِیْ حَظِیْرَةِ الْقُدْسِ فِی قُبَّةٍ بَیْضَاءِ سَقْفُهَاعَرْشُ الرَّحْمٰن۔

”رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:’بے شک فاطمہ سلام اللہ علیہا،علی علیہ السلام، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام جنت کے بالا ترین حصے(حَظِیْرَةُ الْقُدْس)میں جو سفید نوری ہوگا اور اُس کی چھت رحمٰن کا عرش ہوگا،وہاں یہ رہیں گے“۔

حوالۂ حدیث

متقی ہندی،کتاب کنزالعمال ،ج12،صفحہ98،اشاعت بیروت، مؤسسة الرسالہ۔

(ر)۔ کتاب ینابیع المودة میں اور اہلِ سنت کی دیگر کتب میں ایک بہت اہم روایت نقل کی گئی ہے کہ اس میں اسمائے آئمہ معصومین پیغمبر اسلام کی مقدس و پاک زبان سے بیان کئے گئے ہیں۔ اس روایت میں ہر ایک معصوم کا نام وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ انتہائی قابلِ توجہ اور اہمیت کی حامل روایت ہے۔ البتہ باقی بہت سی کتب میں بھی مختلف روایات اس ضمن میں موجود ہیں لیکن اس کتاب میں درج ذیل پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

اس روایت کی ابتدا میں ایسے لکھا ہے کہ ایک یہودی پیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے سوال کیا: "ہر پیغمبر کا وصی اور جانشین تھا،لہٰذا مجھے بتائیے کہ آپ کا وصی کون ہے؟ رسولِ خدانے اُس کے سوال کے جواب میں ارشادفرمایا:

اِنَّ وَصِیِّ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ وَبَعْدُہُ سِبْطٰایَ الحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ تَتْلُوہُ تِسْعَةُ آئِمَّةٍ مِنْ صُلْبِ الْحُسَیْن۔

قٰالَ:یٰامُحَمَّدُ فَسَمَّھُمْ لِیْ

قٰالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم اِذْ مَضَی الْحُسَیْنُ فَابْنُہُ عَلِی فَاِذَامَضیٰ عَلِیٌ فَابْنُہُ

مُحَمَّدٌ،فَاِذَا مَضیٰ مُحَمَّدٌ فَابْنُہٗ جَعْفَرٌ،فَاِذا َمَضَی جَعْفَرٌ فَاِبْنُہٗ مُوْسٰی، فَاِذَامَضیٰ مُوْسٰی فَابْنُہٗ عَلِیٌ، فَاِذَا مَضیٰ عَلِیٌ فَابْنُہٗ مُحَمَّدٌ، فَاِذَامَضیٰ مُحَمَّدٌ فَابْنُہٗ عَلِیٌ، فَاِذَامَضیٰ عَلِیٌ فَابْنُہٗ الْحَسَنُ، فَاِذَا مَضیٰ الْحَسَنُ فَابْنُہٗ الْحُجَّةُ الْقٰائمُ الْمَہْدِیُّ فَھٰؤُلَاءِ اِثْنٰی عَشَرَ۔

”پیغمبر اکرم نے فرمایا:

’بے شک میرا وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے اور اُن کے بعد میرے بیٹے حسن اور حسین ہیں اور اُن کے بعد حسین علیہ السلام کی اولاد سے نو آئمہ ہیں‘۔

یہودی نے عرض کیا:

’یا محمد! اُن نو آئمہ کے اسمائے گرامی مجھے بتائیے؟‘

حضرتِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

’جب حسین علیہ السلام کی امامت ختم ہوجائے گی تو اُن کے بیٹے علی ابن الحسین اور جب علی ابن الحسین کی امامت ختم ہوجائے گی تو اُن کے بیٹے محمد اور جب محمد ابن علی کی امامت ختم ہوجائے گی تو اُن کے بیٹے جعفر اور جب جعفر ابن محمد کی امامت ختم ہوجائے گی تو اُن کے بیٹے موسیٰ اور جب موسیٰ ابن جعفر کی امامت ختم ہوجائے گی تو اُن کے بیٹے علی اور جب علی ابن موسیٰ کی امامت ختم ہوجائے گی تو اُن کے بیٹے محمد اور جب محمد ابن علی کی امامت ختم ہوجائے گی تو اُن کے بیٹے حسن اور جب حسن بن علی کی امامت ختم ہوجائے گی تو اُن کے بیٹے حجة القائم مہدی

علیہ السلام کی امامت ہوگی،یہ ہیں میرے بارہ وصی و جانشین‘۔‘‘

حوالہ روایت

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة،باب76،صفحہ529۔
اس ضمن میں روایتِ جابر باب63،صفحہ433میں بھی بیان کی گئی ہے اور اسی طرح شیعہ اور اہلِ سنت کی کتب میں روایات موجود ہیں۔

(ش)۔ عَنْ اَبِیْ سَعِید قٰالَ:قٰالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم لَتَمْلَأَنَّ الْاَرْضُ ظُلْماً وَعُدْوٰاناً ثُمَّ لَیَخْرُجَنَّ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ حَتّٰی یَمْلَأُھٰا قِسْطاًوَعَدْلاً کَمَامُلِئَتْ ظُلْماً وَعُدْواناً۔

’’ابی سعید روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدانے فرمایا:ایسا وقت آئیگا کہ یہ زمین ظلم و ستم سے بھر جائے گی ،اُس وقت میری اہلِ بیت سے ایک شخص آئے گا جو اس زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح پہلے یہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی‘‘۔

حوالہ روایت

1۔ متقی ہندی، کتاب کنزالعمال ،ج14،ص266،اشاعت بیروت، مؤسسة الرسالہ
2۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب مودة العاشر،صفحہ308۔

(ت)۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ،عَن رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اَلْمَھْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِی مِنْ وُلْدِ فَاطِمَۃَ۔

"اُمِ سلمہ روایت کرتی ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ مہدی میرے خاندان سے ہوں گے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے فرزند ہوں گے"۔

حوالۂ روایت

متقی ہندی، کتاب کنزالعمال ،ج14،ص264،اشاعت بیروت، مؤسسة الرسالہ

آفتاب ولایت

فضائلِ علی علیہ السلام انبیاء کی نظر میں

پچھلے باب میں جو روایات پڑھنے والوں کی نظر سے گزریں، وہ فرموداتِ رسولِ اکرم حضرت محمد تھے۔ یہ روایات بخوبی بلند شخصیت ِ امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام کو ظاہر اور روشن کرتی ہیں۔ اب یہ مناسب ہوگا کہ علی کی شخصیت کو دوسرے انبیائے کرام کی نظر سے دیکھیں۔ اس بارے میں تحقیق کرنے سے معلوم ہوگا کہ خدائے بزرگ و برتر نے حضرت علی کی شخصیت کا تعارف تمام انبیاء(حضرت آدم علیہ السلام سے

لے کر نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک) کو خود کروایا ہے۔

یہ حقیقت آسمانی کتب سے اور ارشاداتِ انبیائے کرام (قبل از پیغمبر اسلام) سے بالکل واضح ہوجاتی ہے۔ ذیل میں ہم چند نہایت اہم واقعات اور مطالب کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروائیں گے۔

آدم علیہ السلام کا پنجتن پاک سے ارتباط

حضرتِ آدم علیہ السلام اور اماں حوّا کا واقعہ قرآن میں ذکر ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اُن کا جنت سے نکلنا اور زمین پر آباد ہونا ایسا قصہ ہے جسے شاید ہی کوئی ایساہو جو نہ جانتا ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حو ا ترکِ اولیٰ کی وجہ سے بہشت سے زمین پر بھیجے گئے۔سالہا سال تک حضرت آدم علیہ السلام زمین پر گریہ کرتے رہے اور خدا سے طلب ِمغفرت کرتے رہے لیکن بالآخر اسمائے پنجتن پاک یعنی محمد، علی علیہ السلام، جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کے توسل سے اُن کی توبہ قبول ہوئی جیسے قرآنِ پاک میں ذکر ہے اور اسی اہم موضوع کی طرف اشارہ ہے:

فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَبِّہ كَلِمٰاتٍ فَتٰابَ عَلَيْہِ اِنَّہُ هُوَالتَّوّٰابُ الرَّحِيْم۔

"پس آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کلمات سیکھے، خدا نے اُن کی توبہ قبول کی، بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے"۔(سورئہ

بقرہ:آیت37)۔

اس آیت کی تفسیر میں شیعہ اور سنی اکابرین نے درج ذیل روایت نقل کی ہے جس کو لکھنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبّاسٍ قٰالَ:سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم عَنِ الْکَلِمٰتِ الَّتِیْ تَلَقّٰا اٰدَمُ مِنْ رَبِّہ فَتَابَ عَلَیْہِ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم سَأَلَہُ "بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اِلَّا تُبْتَ عَلَیَّ"فَتَابَ عَلَیْہِ۔

"عبداللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم سے اُن کلمات کے بارے میں سوال کیا گیا جو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے دریافت کئے تھے اور جن کی وجہ سے اُن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ جواب میں پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے بحق پنجتن پاک (محمد،علی ،فاطمہ ،حسن اور حسین) اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی کہ اُن کی غلطی کو معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی غلطی کو معاف کردیا اور اُن کی توبہ کو قبول کرلیا"۔

حوالہ جات

1۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب علی علیہ السلام میں، حدیث89،صفحہ63.

2۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی ،ینابیع المودة، صفحہ111،باب24اور ص283،حدیث55

3۔ سیوطی، تفسیر الدرالمنثور میں۔

4۔ تفسیر نمونہ،ج1،صفحہ199اور تفسیر المیزان،جلد1،صفحہ149اوردوسری

کتب میں۔

اسی ضمن میں دوسری روایت بھی ملاحظہ ہو:

قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ تَعٰالٰی آدَمَ اَبَالْبَشَرِ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُوْحِہِ اِلْتَفَتَ آدَمُ یُمْنَۃَ الْعَرْشِ فَاِذاً فِی النُّوْرِخَمْسَۃُ اَشْبٰاحٍ سُجَّداً وَرُکَّعٰا، قٰالَ آدَمُ:(علٰی نَبِیِّنٰا وَآلِہِ وَعَلَیْہِ السَّلام)ھَلْ خَلَقْتَ اَحداً مِنْ طِیْنٍ قَبْلِی؟ قٰالَ لاٰ یَا آدَمَ! قٰالَ:فَمَنْ ھٰؤُلٰاءِ الْخَمْسَۃِ الْاَشْبٰاحِ الَّذِیْنَ اَرٰاھُمْ فِیْ ھَیْئَتِیْ وَصُوْرَتِیْ؟قٰالَ ھٰؤُلٰاءِ خَمْسَۃٌ مِنْ وُلْدِکَ،لَوْلَاھُمْ مَا خَلَقْتُکَ،ھٰؤُلٰاءِ خَمْسَۃٌ شَقَقْتُ لَھُمْ خَمْسَۃَ اَسْمٰاءٍ مِنْ اَسْمٰائِی لَوْلَاھُمْ مٰاخَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَالنّٰارَ ، وِلَاالْعَرْشَ ، وَلَاالکُرْسِیَ ، وَلَاالسَمَاءَ وَلَاالْاَرْضَ وَلَاالْمَلاٰ ئِکَۃَ وَلَاالْاِنْسَ وَلَاالْجِنَّ،فَاَنَاالْمَحْمُوْدُوَھٰذٰامُحَمَّدٌوَاَنَاالعٰالی وَھٰذَاعَلِیٌّ،وَاَنَاالْفٰاطِرُوَھٰذِہِ فَاطِمَۃ،وَاَنَاالْاِحْسٰانُ وَھٰذَاالْحَسَن وَاَنَاالْمُحْسِنُ وَھٰذَاالْحُسَیْن اَلَیْتُ بِعِزَّتِی اَنْ لٰایَاَتِیْنِی اَحَدٌ مِثْقٰالَ ذَرَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ بُغْضِ اَحَدِ ھِمْ اِلَّا اَدْخُلُہُ نٰاری وَلٰااُبٰالِی یٰاآدَمَ ھٰؤُلٰاءِ صَفْوَتِی بِھِمْ اُنْجِیْھِم وَبِھِمْ اُھْلِکُھُمْ فِاِذَاکَانَ لَکَ اِلَیَّ حٰاجَۃٌ فَبِھٰؤُلٰاءِ تَوَسَّلْ۔

”پیغمبر اکرم نے فرمایاکہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو خلق فرمایا اور اپنی روح میں سے اُس میں پھونکی تو آدم علیہ السلام نے عرش کے دائیں جانب نظر کی تو دیکھا کہ پانچ نوریشخصیات رکوع و سجود کی حالت میں ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے خدا! کیا تو نے مجھ سے پہلے کسی کو مٹی اور پانی سے خلق کیا ہے؟ جواب آیا ،نہیں۔ میں نے کسی کو خلق نہیں کیا۔ حضرتِ آدم علیہ السلام

نے پھر عرض کیا کہ یہ پانچ شخصیات جو ظاہری صورت میں میری طرح کی ہیں، کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ پانچ تن تیری نسل سے ہیں، اگر یہ نہ ہوتے تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ان کے ناموں کو اپنے ناموں سے اخذ کیا ہے۔ اگر یہ پانچ تن نہ ہوتے تو نہ بہشت و دوزخ کو پیدا کرتا اور نہ ہی عرش و کرسی کو پیدا کرتا، نہ آسمان و زمین کو پیدا کرتا اور نہ انس و جن و فرشتگان کو پیدا کرتا۔ان پانچ ہستیوں کا تعارف اللہ تعالیٰ نے اس طرح کروایا کہ اے آدم! سنو:

میں محمود ہوں اور یہ محمد ہیں
میں عالی ہوں اور یہ علی ہیں
میں فاطر ہوں اور یہ فاطمہ ہیں
میں محسن ہوں اور یہ حسن ہیں
میں احسان ہوں اور یہ حسین ہیں

مجھے اپنی عزت وجلالت کی قسم کہ اگر کسی بشر کے دل میں ان پانچ تن کیلئے تھوری سی دشمنی اورکینہ بھی ہوگا،اُس کو داخلِ جہنم کروں گا۔ اے آدم ! یہ پانچ تن میرے چنے ہوئے ہیں اور ہر کسی کی نجات یا ہلاکت ان سے محبت یا دشمنی سے وابستہ ہوگی۔ اے آدم ! ہر وقت جب تمہیں مجھ سے کوئی حاجت ہوتو ان کا توسل پیدا کرو“۔

حوالہ جات

1۔ علامہ امینی،کتاب فاطمة الزہرا سلام اللہ علیہا،صفحہ40۔

2۔ تفسیر المیزان،جلد1۔

3۔ مجمع البیان،جلد1اور دوسری تفاسیر میںآ یت 37،سورئہ بقرہ کے ذیل میں۔

دوسرے انبیاء کی بعثت ولایت ِپیغمبر و علی کی مرہونِ منت ہے

عَنِ الْاَسْوَدِعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُود قٰالَ،قٰالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم یا عَبْدَاللّٰہِ أَ تٰانِیْ مَلَکٌ فَقٰالَ:یٰامُحَمَّدُ!"وَاسْئَل مَنْ اَرْسَلْنٰامِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُسُلِنٰا"عَلٰی مٰابُعِثُوا؟قٰالَ:قُلْتُ:عَلٰی مٰا بُعِثُوْا؟ قٰالَ:عَلٰی وَلَایَتِکَ وَوِلَایَةِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِب۔

"اسود جنابِ عبداللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں ،وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم نے فرمایاکہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ آیا اور کہا کہ اے پیغمبر خدا!آپ مجھ سے اپنے سے پہلے انبیاء کے بارے میں سوال کریں کہ وہ کس لئے نبوت پر مبعوث ہوئے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اُس فرشتے سے کہا ،بتاؤ کہ وہ کس لئے مبعوث ہوئے تھے؟ فرشتے نے کہا کہ وہ آپ کی اور حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی تصدیق کیلئے مبعوث ہوئے تھے"۔

حوالہ جات

1۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق ، باب حالِ امام علی ،ج2،ص97،حدیث602،شرح محمودی

2۔ حاکم نیشاپوری، کتاب ''المعرفة''اپنی سند کے ساتھ عبداللہ ابن مسعود سے۔

حضرت علی علیہ السلام آسمانی کتابوں میں

حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کی معرفت اور عظمت کو پہچاننے کا ایک انتہائی اہم ذریعہ آسمانی کتابیں اور گزشتہ پیغمبروں کے صحائف ہیں۔اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے پہلے انسان اور پیغمبر حضرتِ آدم علیہ السلام کو اسمائے اعلیٰ یعنی حضرت محمد،علی علیہ السلام،جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا،حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کی تعلیم دی تھی تو انہوں نے ان اسماء کی تعلیم اپنی اولاد اور دوسرے انبیاء کو پہنچا دی۔ محکم روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان نوری افراد کو خلقتِ بشر سے پہلے پیدا کیا تھا تاکہ دنیا میں یہ افراد بطورِ نمونہ، کامل ترین اخلاق کا مظہر ہوں۔
لہٰذا موضوع کے اعتبار سے مزید اطلاعات حاصل کرنے کیلئے ہم حکیم سید محمود سیالکوٹی کی کتاب ''علی و پیغمبران'' سے چند اقتباسات لیتے ہیں:

1۔ نامِ علی علیہ السلام انجیل میں

آسمانی کتابوں میں خاتم النبیین حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے جانشین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے

میں بشارت دی گئی تھی۔ لیکن اسلام دشمن لوگ یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ حقیقت واضح ہو بلکہ اس کو مکمل طور پر ختم کرنے کے درپے تھے۔مثلاً انجیل میں"صحیفہ غزل الغزلات" اشاعتِ لندن،سال1800عیسوی،باب5،آیت1 تا10میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ارشادات بیان کئے گئے ہیں جس میں انہوں نے پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے نائب امیرالمؤمنین علی علیہ السلام کے بارے میں اشارہ کیا ہے اور آخر میں واضح کہتے ہیں کہ وہ "خلومحمد یم"(وہ دوست اور محبوبِ محمد ہیں)۔لیکن وہ انجیل جو 1800ء کے بعد شائع ہوئی ہے، اُن میں سے یہ الفاظ "خلومحمد یم" حذف کردئیے گئے ہیں۔ اسی طرح لفظ"ایلیا" یا"ایلی" یا "آلیا" جو آسمانی کتابوں میں مذکور ہے، مخالفین یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس سے مراد پیغمبر حضرت الیاس یا مسیح یا یوحنّا ہیں ،نہ کہ حضرت علی علیہ السلام۔

لیکن بہت سے مسیحی علماء نے لفظ "ایلیا" یا "ایلی" یا "آلیا" کے بارے میں تحقیق کی ہے اور وہ تعصب کی دنیا سے باہر آگئے اور پھر اصل حقیقت بیان کی۔

ایک مسیحی عالم Mr. J.B. Galidonلکھتے ہیں:

In the language of oldest and present Habrew the word ALLIA"or "AILEE" is not in the meanings of God or Allah but this word is showing that in text and last time of this world

."anyone will become nominates "ALLIA" or "AILEE

”زبانِ عبرانی جدید یا قدیم میں لفظ”ایلیا“ یا”ایلی“ سے مراد اللہ نہیں ہے بلکہ اس لفظ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ آئندہ زمانے میں یا آخری زمانہ میں کوئی شخص آئے گا جس کا نام ”ایلیا“ یا ”ایلی“ ہوگا“۔

حوالہ

A notebook on old and new testaments of Bible" published " .1 ".in London in 1908, Vol.1, page 428

2۔ حکیم سید محمود سیالکوٹی کتاب ”علی اور پیغمبران“،دلائل اور شواہد سے ثابت کیا ہے کہ اسماء”ایلیا“ یا ”ایلی“ یا ”آلیا“ سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

2۔ علی او رپیشگوئیِ داؤد

حضرت علی علیہ السلام کا مقدس نام زبور(حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب) میں بھی آفتاب کی طرح درخشاں ہے۔ آسمانی کتاب زبور میں حضرت علی علیہ السلام کا دنیا میں آنا تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کتاب”علی اور پیغمبران“ میں زبور سے ایک حصہ نقل کیا گیا ہے۔ زبور کا یہ قدیمی نسخہ احسان اللہ دمشقی ،رہبرمسیحیان،شام کے پاس بھی موجود ہے۔

زبور سے اقتباس

(مطعنی شل قثوتینمر قث پاھینوا نی وز"ایلی" متازہ امطع ملغ شلو شمائت

پزانان ہمنیقتہ خلذ وقث فل"حدار"

کمرتوہ شیھوپلت انی قاہ بوتاہ خزیماہ رث جین"کعاباہ" بنہ اشود کلیامہ

کاذوقثوتی قتمرعندوبریما برینم فل خلذملغ خایوشنی پم مغلینم عت جنحاریون)۔

"تم پر اُس شخصیت جس کا نام "ایلی" ہے، کی اطاعت واجب ہے اور دین و دنیاکے ہر کام میں اُس کی فرمانبرداری تمہاری اصلاح کرے گی۔ اُس عظیم شخصیت کو "حدار"(حیدر) کہتے ہیں۔ وہ بیکسوں اور ضعیفوں کا مددگار ہوگا اور وہ شیروں کا شیرہوگا اور بے پناہ طاقت کا مالک ہوگا۔وہ کعابا(کعبہ) میں پیدا ہوگا۔ تمام پر واجب ہے کہ اُس کے دامن کو پکڑیں اور غلام کی طرح اُس کی اطاعت کیلئے ہمیشہ حاضر رہیں۔ جو سن سکتا ہے اُس کی ہر بات کو غور سے سنے اور جو عقل و فہم رکھتا ہے، اُس کی باتوں کو سمجھے۔ جو دل و مغز رکھتا ہے، وہ غوروفکر کرے کیونکہ جو وقت گزرجاتا ہے، واپس نہیں آتا"۔

3۔سلیمان کا علی سے مدد مانگنا

اس باب کے شروع میں احادیث و روایات اور سورئہ بقرہ کی آیت37کی تشریح کے حوالہ سے بیان ہوچکا ہے کہ وہ کلمات جو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یاد کئے تھے اور انہی کلمات کا اللہ تعالیٰ کو واسطہ دیا تھا، پانچ تن پاک کے اسمائے گرامی تھے۔ اب ایک اور پیغمبرحق یعنی

حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف رجوع کرتے ہیں جو ان پنجتن پاک کے مقدس ناموں کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ایک دفعہ پھر کتاب"علی و پیغمبران" سے اقتباس نقل کرتے ہیں جو ذیل میں درج کیا جارہا ہے:

"پہلی جنگ ِعظیم(1916ء میلادی عیسوی) میں جب انگریزوں کا ایک دستہ بیت المقدس سے چند کلومیٹر دور ایک چھوٹے سے گاؤں اونترہ کے پاس مورچہ بندی کیلئے کھدائی کررہا تھا تو وہاں اُن کو ایک چاندی کی تختی ملی جس کے چاروں طرف خوبصورت قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے اور اُس کے اوپر سونے کے پانی سے کچھ لکھا ہوا تھا جو کسی قدیم زبان میں تھا ۔وہ اُسے اپنے انچارج میجر ای۔این۔گرینڈل(Maj. E.N.Grandal) کے پاس لے آئے۔ وہ بھی اس کو نہ سمجھ سکا اور بالآخر اسے اپنے کمانڈر انچیف جنرل گلیڈ سٹون تک پہنچا دیا۔ وہ بھی اس کو نہ سمجھ سکا اور اُس نے اسے آثارِ قدیمہ کے ماہرین تک پہنچادیا۔1918ء میں جنگ بند ہوئی تو ایک کمیٹی بنادی گئی جس کے ممبران امریکہ، برطانیہ،فرانس،جرمنی اور دیگر ممالک کے ماہرین تھے۔ چند ماہ کی کوشش اور تحقیق سے پتہ چلا کہ یہ تختی اصل میں"لوحِ سلیمانی" ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے چند کلمات بھی اُس پر لکھے ہوئے ہیں۔ اس تختی پر عبرانی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ ہم اس کے اصل الفاظ اور ترجمہ نقل کرتے ہیں:

ترجمہ لوحِ سلیمانی لوحِ سلیمانی کا نقش

اللہ

احمد

ایلی

باھتول

حاسن

حاسین

”اے احمد میری فریاد سن لیں

یا ایلی (علی) میری مدد فرمائیے

اے باھتول (بتول) مجھ پر نظر کرم فرمائیے

اے حاسن (حسن) مجھ پر کرم فرمائیے

اے حاسین (حسین) مجھے خوشی بخشئے

یہ سلیمان پنجتن پاک سے مدد مانگ رہا ہے

اور علی قدرت اللہ ہے“۔

مزید اطلاعات کیلئے کتاب Wonderful Stories of Islamاشاعت لندن،صفحہ249پر مراجعہ کریں۔

4۔ علی کا نام کشتیِ نوح کا زیور

پیغمبرانِ بزرگ جو نامِ مقدس پیغمبر اسلام حضرت محمد،علی علیہ السلام ، جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسنین شریفین علیہما السلام پکار کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہے، اُن میں حضرتِ نوح علیہ السلام بھی شامل ہیں۔اس کا ثبوت وہ لکڑی کے تختے ہیں جو روسی معدنیات کے کارکنوں نے دریافت کئے تھے۔ حکیم سید محمود سیالکوٹی نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر اس طرح سے کیا ہے:

"جنوری1951ء میں روسی محکمہ معدنیات کے چند کارکن زمین کھودنے میں مشغول تھے کہ اچانک لکڑی کے چند تختے اُن کو نظر آئے جو عام لکڑی کے تختوں سے مختلف تھے اور کسی چھپے راز کی نشاندہی کرتے تھے۔انہی لکڑی کے تختوں میں ایک ایسی لکڑی کی تختی ملی جس کی لمبائی چودہ انچ اور چوڑائی تقریباً دس انچ تھی۔ عجیب بات یہ تھی کہ باقی تختے وقت گزرنے کے ساتھ کہنہ اور بوسیدہ ہوچکے تھے لیکن یہ تختہ ابھی بالکل اپنی صحیح حالت میں تھا۔ اس پر چند قدیم الفاظ درج تھے۔ روسی حکومت نے تحقیق کیلئے 27/فروری1953ء کو کمیٹی بنائی جس کے ممبران قدیم زبانوں کے ماہر تھے۔ آٹھ ماہ کی سخت محنت اور تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ جو الفاظ لکھے ہوئے ہیں، وہ مدد مانگنے اور سلامتی کی دعا کیلئے لکھے گئے ہیں۔ذیل میں اس کی تصویر دی جارہی ہے:

تحقیقی کمیٹی نے اُن الفاظ کا ترجمہ روسی زبان میں کیا جس کا ترجمہ لسانیات کے ماہرمسٹر این۔ایف۔ماکس(N. F. Maks)نے انگریزی زبان میں

کیا جو ذیل میں درج کیا جارہا ہے:

O" my God! my Helper! Keep my hand with mercy andwith your holy bodies, Mohammad, Alia, Shabbar, Shabbir, Fatema. They all are biggests and honourables. The world established for them. Help me by their names. You can reform .to right

ترجمہ

”اے میرے اللہ! اے میرے مددگار! ذواتِ مقدسہ محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)،

ایلیا ،شبر ،شبیر اور فاطمہ علیہم السلام کے صدقہ میں مجھ پر اپنا رحم و کرم فرما۔ یہ پنجتن سب سے بڑے اور سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ یہ تمام دنیا اُن کیلئے بنائی گئی۔ اے میرے پروردگار! اُن کے ناموں کا واسطہ! میری مدد فرما۔ تو ہی صحیح راستے کی ہدایت کرنے والاہے“۔

حضرتِ موسیٰ شہادتِ علی سے باخبر تھے

مرحوم علامہ مجلسی رحمة اللہ علیہ اپنی کتاب جلاء العیون، جلد1،صفحہ276،باب زندگانی حضرت علی علیہ السلام میں لکھتے ہیں: ”ابن بابویہ ،معتبرسندکے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ ایک یہودی عالم حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ مسائل پوچھے اور یہ بھی پوچھا کہ آپ کے پیغمبر کا وصی اُن کی زندگی کے بعد اس دنیا میں کتنا عرصہ زندہ رہے گا؟ حضرت نے فرمایا کہ تیس سال۔ اُس یہودی نے پھر سوال کیا کہ بتائیں کہ وہ طبعی موت مرے گا یا قتل کردیاجائے گا؟حضرت نے جواب دیا کہ وہ قتل کردیا جائے گا۔ اُس کے سر پر ضربت لگائی جائے گی۔ اُس یہودی نے کہا:خدا کی قسم! آپ نے سچ کہا۔ میں نے اُس کتاب میں جو حضرت موسیٰ نے تحریر فرمائی ہے اور حضرتِ ہارون نے لکھی ہے، اسی طرح ہی پڑھا ہے"۔

حضرت ابراہیم اور معرفتِ علی

جابر ابن عبداللہ حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کوملکوت دکھائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرش کے پاس ایک نور دیکھا تو پوچھا کہ پروردگار! یہ نور کونسا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نورِ محمد ہے جو میری مخلوق میں سب سے زیادہ عزت و بزرگی والا ہے، اس نور کے ساتھ ایک دوسرے نور کو بھی دیکھا۔ اُس کے بارے میں بھی حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا۔ کہا گیا کہ یہ نور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ہے جو میرے دین کا مدد کرنے والا ہے۔ ان دو نوروں کے ساتھ تین نور اور دیکھے اور اُن کے بارے میں پوچھا۔ کہا گیا کہ یہ نورِ فاطمہ ہے جو اپنے حُب داروں

کو آتش جہنم سے بچائے گا اور دوسرے دو نور اِس کے بیٹے حسن اور حسین کے ہیں ۔ پھر فرمایا:اے میرے پروردگار!میں کچھ اور نور بھی اس نور کے ساتھ دیکھ رہا ہوں۔ کہا گیا کہ یہ اماموں کے نور ہیں جو نسلِ علی و فاطمہ علیہم السلام سے ہوں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی پروردگار!تجھے پنجتن پاک کا واسطہ!مجھے ان کا تعارف کروا۔کہا گیا کہ ان میں پہلا علی ابن الحسین اور پھر اُن کے بیٹے محمد اور اُن کے بیٹے جعفر اور اُن کے بیٹے موسیٰ اور اُن کے بیٹے علی اور اُن کے بیٹے محمد اور اُن کے بیٹے علی اور اُن کے بیٹے حسن اور اُن کے بیٹے حجت ِ قائم ہیں"۔ حوالہ کتاب زندگانی فاطمة الزہرا سلام اللہ علیہا،مصنف:آیت اللہ شہید دستغیب،صفحہ

127،تفسیر برہان سے نقل کی گئی۔

حضرت ابراہیم بھی شیعانِ علی سے ہیں

حضرت ابراہیم خلیل اللہ جو انتہائی بڑی منزلت کے مالک تھے۔ جب انہوں نے انوارِ شیعانِ اہلِ بیت کو دیکھاجو آفتابِ ولایت کے گرد ستاروں کی طرح چمک رہے تھے،خدا سے التجا کی کہ اُسے بھی شیعانِ علی میں سے قرار دے ۔ چنانچہ تفسیر سورئہ الصٰفّٰت:آیت83میں:

"وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہ لَاِبْرَاھِیْمَ"

"اور بے شک اُن کے شیعوں میں سے ابراہیم ہیں"۔

حوالہ آیت اللہ دستغیب، کتاب زندگانی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا، صفحہ126۔

حضرتِ خضر کی حضرتِ علی سے دوستی

اعمش روایات اور احادیث کے معتبر راوی ہیں اور شیعہ سنی دونوں اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک اندھی عورت تھی۔ اُس کاکام یہ تھا کہ لوگوں کو پانی پلاتی تھی اور کہتی تھی کہ علی علیہ السلام کی دوستی کے صلہ میں پانی پیو۔ اُسی کومکہ میں بھی دیکھا،اس حال میں کہ اُس کی دونوں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان سے دیکھ سکتی تھی اور پانی پلاتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ لوگو! پانی پیو اُس کی دوستی کے صدقہ میں کہ جس نے میری بینائی لوٹا دی۔ اعمش کہتے ہیں کہ میں نے اُس سے اُس کا حال پوچھاتو اُس نے جواب دیا کہ ایک شخص میرے پاس آیااور کہنے لگا کہ تو ہی وہ عورت ہے جو علی علیہ السلام کی حب دار ہے؟ میں نے کہا:ہاں۔ اُس نے کہا:

”اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَتْ صَادِقَۃً فَرُدَّ عَلَیْھَا بَصَرَھَا“

”خدایا! اگر یہ کنیز اپنے دعوے میں سچی ہے تو اس کی بینائی اس کو واپس لوٹا دے“۔

خدا کی قسم! اُس حال میں میری بینائی لوٹ آئی۔ میں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں خضر ہوں اور میں شیعۂ علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہوں۔

حوالہ جات

1۔ سید ابوتراب صنائی، کتاب قصہ ہای قرآن ، باب شرح زندگی حضرتِ خضر ،صفحہ120

2۔ زندگانی فاطمة الزہرا،شہید آیت اللہ دستغیب،صفحہ162جنہوں نے سفینة البحار جلد 1،صفحہ391سے نقل کیا ہے۔

آفتاب ولایت

فضائلِ علی علیہ السلام خلفاء کی نظر میں

حضرت علی علیہ السلام کی ذاتِ اعلیٰ کی معرفت کا ایک بہترین ذریعہ کلامِ خلفاء ہے۔ چند وجوہات کی بناء پر ان کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ پہلی اہم وجہ تو یہی ہے کہ یہ کلام اُن شخصیات کا ہے جنہیں اصحابِ رسولِ خدا کہلانے کا شرف حاصل ہے اور انہوں نے خود علی علیہ السلام کی بزرگی اور عظیم منزلت کی معرفت کیلئے فرموداتِ پیغمبر اسلام سنے۔ اس سے زیادہ معتبر ذریعہ اور کیا ہوسکتا ہے؟

دوسری وجہ یہ ہے کہ دیگر مذاہب کے ماننے والے ان کے کلام کو پڑھ کر

زیادہ اثر قبول کریں گے اور تیسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وہ افراد شناخت ہوجائیں گے جنہوں نے پیغمبر اسلام کی زندگی مبارک کے بعد اُن کی نصیحتوں اور وصیتوں کو جو علی علیہ السلام کے بارے میں کی گئی تھیں، یکسر بھلا دیا اور حضرت علی علیہ السلام کو خلافت و ولایت کے حق سے محروم کردیا۔ اسی بحث کے دوران حضرتِ عائشہ کے فرمودات کا بھی تذکرہ کریں گے جنہوں نے علی علیہ السلام کی عظمت کیلئے کہے تھے:

1۔کلامِ حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ

(الف)۔ فَقَالَ اَبُوبَکر:صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمْ لَیْلَةَ الْھِجْرَةِ،وَنَحْنُ خَارِجَانِ مِنَ الْغَارِ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَةَ:کَفِّی وَ کَفُّ عَلِیٍّ فِی الْعَدْلِ سِوَاءٌ۔

"حضرت ابوبکر بن قحافہ کہتے ہیں کہ خدا اور اُس کے رسول نے سچ کہا۔ہجرت کی رات ہم غار سے باہر تھے اور مدینہ کی طرف جارہے تھے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا:'میرا ہاتھ اور علی کا ہاتھ عدل میں برابر ہیں'۔"

حوالہ جات

1۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب، حدیث170،صفحہ129۔

2۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق میں،باب حالِ امام علی ،جلد2،صفحہ438،آخرِ حدیث953

(شرح محمودی)۔

3۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة،باب مناقب السبعون،ص277، حدیث17،صفحہ300۔

4۔ متقی ہندی، کنزالعمال ،ج11،ص604(مؤسسة الرسالہ،بیروت،اشاعت پنجم)

(ب)۔ عَنْ عٰائِشةَ قٰالَتْ:رَأَیْتُ اَبَابَکْرِالصِدِّیْقَ یُکْثِرُ النَّظَرَ اِلٰی وَجْہِ عَلِیِ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ،فَقُلْتُ یٰا أَبَةَ اِنَّکَ لَتُکْثِرُالنَّظَرَاِلٰی عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طالِبْ؟ فَقٰالَ لِی:یٰا بُنَیَّةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم یَقُوْلُ ”اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍ عِبَادَة“۔ ”حضرتِ عائشہ صدیقہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ ابوبکر کو دیکھا جو علی علیہ السلام کے چہرئہ مبارک کو بکثرت دیکھ رہے تھے۔ میں نے کہا:بابا جان! آج آپ علی علیہ السلام کے چہرئہ مبارک کو کیوں دیکھ رہے ہیں؟ حضرت ابو بکر نے کہا :”اے میری بیٹی! میں نے رسولِ خدا سے سنا ہے جنہوں نے فرمایا ہے:”علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے“۔

حوالہ جات

1۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ، جلد7،صفحہ358۔

2۔ سیوطی ،کتاب تاریخ الخلفاء میں، صفحہ172۔

3۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، صفحہ210،حدیث252،اشاعتِ اوّل۔

4۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امام علی

،جلد2،صفحہ391،حدیث895

(شرح محمودی)و دیگر۔

(ج)۔ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ:قَالَ اَبُوْبَکْرٍ الصدیق:اِرْقِبُوْامُحَمَّداً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم فِی اَھْلِ بَیْتِہ اَیْ اِحْفِظُوْہُ فِیْہِمْ فَلَا تُوْذُوْھُمْ۔
"ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرنے کہا کہ حضرت محمد کا اور اُن کے اہلِ بیت کا دھیان رکھیں(یعنی اُن کی عزت و حرمت کا) اور اُن کے اہلِ بیت کی حفاظت کریں۔ اُن کو اور اُن کے اہلِ بیت کو اذیت نہ پہنچائیں"۔

حوالہ جات

1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب54،صفحہ356،194۔
2۔ متقی ہندی، کنزالعمال ،ج13،ص638(مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم)

(د)۔ حارث بن اعور روایت کرتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسے شخص کا پتہ دیتا ہوں جوعلم میں حضرتِ آدم علیہ السلام ،فہم و ادراک میں حضرت نوح علیہ السلام اور حکمت میں حضرتِ ابراہیم

علیہ السلام جیسا ہو۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ علی علیہ السلام وہاں تشریف لے آئے، حضرت ابوبکر نے عرض کی:

یٰارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم اِقْتَسْتَ رَجُلاً بِثَلاٰثَۃٍ مِنَ الرُّسُلِ۔بَخٍ بَخٍ لِھٰذاالرَّجُلِ۔مَنْ ھُوَیٰا رَسُوْلَ اللّٰہ؟ قٰالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم اَوَلَا تَعْرِفُہُ یٰااَبَابَکْرٍ؟قٰالَ:اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ اَعْلَمُ۔قٰالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم ھُوَ اَبُوْالْحَسَنِ عَلِیِّ بْنُ اَبِیْ طَالِبْ فَقٰالَ اَبُوْبَکْرٍ بَخٍ بَخٍ لَکَ یٰا اَبَاالْحَسَنِ وَاَیْنَ مِثْلُکَ یٰااَبَاالْحَسَنِ۔

"یا رسول اللہ! آپ نے اُس شخص کو تین رسولوں کے برابر کردیا۔ واہ واہ! وہ شخص کون ہے؟ نبی اکرم نے فرمایا:اے ابوبکر! کیا تو اُس شخص کو نہیں جانتا؟ حضرت ابو بکر نے عرض کی:خدا اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ابوالحسن علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہے۔ پس ابوبکر نے کہا:مبارک مبارک! یا ابالحسن! تمہاری مثال کون ہوگا اے ابالحسن!"

حوالہ

بوستانِ معرفت، سید ہاشم حسینی تہرانی، صفحہ447،نقل ازخوارزمی، باب7،ص45۔

(ھ)۔ قٰالَ الشَّعْبِیْ:بَیْنَااَبُوْبَکْرٍجٰالِسٌ اِذْطَلَعَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طالِبْ مِنْ بَعِیْدٍ فَلَمَّارَاٰہُ

اَبُوْبَکْرٍ قٰالَ مَنْ سَرَّہُ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی اَعْظَمِ النّٰاسِ مَنْزِلَۃً وَاَقْرَبِہِمْ قَرٰابَۃً وَاَفْضَلِہِمْ دٰالَّۃً وَاَعْظَمِہِمْ غَنٰاءً عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم فَلْیَنْظُرْاِلٰی ھٰذَاالطّٰالِعِ۔

"شعبی نے کہا کہ ابو بکر اپنی جگہ پر تشریف فرما تھے کہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام دور سے نظر آئے۔ جب ابوبکر نے اُن کو دیکھا تو کہا کہ ہر کسی کو خوش ہوجانا چاہئے کیونکہ وہ سب سے عظیم انسان کو دیکھے گا ۔ جو مرتبہ میں سب سے اعلیٰ اور (پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) قرابت داری میں سب سے زیادہ نزدیک ہے اور انسانوں میں سب سے زیادہ بلند ہے اور لوگوں سے بے نیازی میں سب سے زیادہ بے نیاز ہے اور یہ چیز اُس کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ملی ہے۔ پس اُن پر نگاہ کرو جو دور سے نظر آرہے ہیں"۔

حوالہ جات

بوستانِ معرفت،صفحہ650، نقل از ابن عساکر، تاریخ امیر المؤمنین ،جلد3،صفحہ70،

حدیث1100اور مناقبِ خوارزمی، باب14،صفحہ98۔

(و)۔ عَنْ زَیْدِبْنِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْن قٰالَ:سَمِعْتُ اَبِیْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْن یَقُوْلُ:سَمِعْتُ اَبِی الْحُسَیْن بنِ عَلِیْ یَقُوْلُ قُلْتُ لِاَبِیْ بَکْرٍ یَا اَبَابَکْرٍ مَنْ خَیْرُ النّٰاسِ بَعدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ؟فَقٰالَ لِی:اَبُوْکَ۔

”زید بن علی بن الحسین سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:میں نے اپنے بابا علی ابن الحسین سے سنا،وہ فرماتے تھے کہ انہوں نے اپنے بابا حسین بن علی علیہما السلام سے سنا کہ انہوں نے حضرت ابوبکرسے پوچھا:اے ابابکر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کون سا شخص سب سے بہتر ہے؟انہوں نے جواب دیا:تمہارے والد بزرگوار“۔

(ز)۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسٰارٍ الْمُزْنِی قٰالَ:سَمِعْتُ اَبَابَکْرٍ الصِّدِّیْقَ یَقُوْلُ:عَلِیٌّ عِتْرَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم۔

”معقل بن یسار مزنی روایت کرتے ہیں ،انہوں نے کہا کہ میں نے ابوبکر سے سنا کہ انہوں نے کہا کہ علی علیہ السلام اہلِ بیت سے ہیں اور خاندانِ رسولِ خداسے ہیں“۔

حوالہ

کنزالعمال،جلد12،صفحہ489(مؤسسة الرسالہ،بیروت،اشاعت پنجم)۔

(ح)۔ (الریاض النظرۃج2،ص163)قٰالَ:جٰاءَ اَبُوبَکرٍوَعَلِی یَزُورٰانِ قَبْرَالنَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم بَعْدَ وَفٰا تِہ بِسِتَّةِ اَیّٰامٍ،قٰالَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَام لِاَبِی بَکْرٍ تَقَدَّمْ فَقٰالَ اَبُوْبَکْرٍ مٰاکُنْتُ لِأَتَقَدَّمَ رَجُلاً سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم یَقُوْلُ:عَلِیٌ مِنِّی بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَبِّی۔

"کتاب ریاض النظرہ،جلد2صفحہ163پر لکھتے ہیں کہ ابوبکر اور حضرت علی علیہ السلام بعد از وفاتِ پیغمبر اسلام متواتر چھ روز تک زیارتِ قبر کیلئے جاتے رہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے ابوبکر سے کہا کہ آپ آگے آگے چلیں توحضرت ابوبکر نے کہا کہ میں ہرگز اُس شخص کے آگے نہیں چلوں گا جس کے بارے میں خود رسول اللہ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ علی علیہ السلام کی منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو میری منزلت خدا کے سامنے ہے"۔

(ط)۔ عَنْ مَعْقَلِ بْنِ یَسٰارِالْمُزْنِی یَقُوْلُ:سَمِعْتُ اَبٰابَکْرٍالصِّدِّیْقَ یَقُوْلُ لِعَلِیٍّ "عُقْدَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم"۔

"معقل بن یسار مزنی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرصدیق کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام عقدئہ رسول اللہ ہیں"۔ "عقدہ" بمعنی وہ شخص جو لوگوں سے رسول اللہ کیلئے بیعت منعقد کروائے۔

حوالہ ابن عساکر،تاریخ دمشق میں، شرح حالِ امام علی ،جلد3،حدیث1092،ص54

(ی)۔ عَنْ قَیسِ بْنِ حٰازِمٍ قٰالَ:اِلْتَقٰی اَ بُوْبَکْرٍالصِّدِّیْقُ وَعَلِیٌّ فَتَبَسَّمَ اَبُوْبَکْرٍ فِی وَجْہِ عَلِیٍّ فقٰالَ لَہُ مَالَکَ تَبَسَّمْتَ؟قٰالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ"لَا یَجُوْزُ اَحَدٌ الصِّرٰ اطَ اِلَّامَنْ کَتَبَ لَہُ عَلِیٌّنِ الْجَوٰاز"۔

”قیس بن حازم سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت علی علیہ السلام سے ملاقات کی اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے چہرے کو دیکھا اور مسکرائے۔ حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا کہ مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟ تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں نے پیغمبراسلام سے سنا ہے کہ کوئی بھی پل صراط سے نہ گزرسکے گا مگر جس کو علی علیہ السلام نے گزرنے کیلئے پروانہ(اجازت) لکھ کر دیا ہو“۔

حوالہ جات

نقل از مقدمہ کتاب”پھر میں ہدایت پاگیا“، مصنف:ڈاکٹر سید محمد تیجانی سماوی، صفحہ2،بمطابق نقل از ابان السمان درالموافقہ، صفحہ137اور ابن حجر،کتاب صواعق محرقہ،صفحہ126اور ابن مغازلی شافعی، کتاب مناقب ِعلی علیہ السلام،صفحہ119۔

(ک)۔ حضرت ابوبکر نے بہت دفعہ برسرِ منبر مسلمانوں کی کثیر تعداد کے سامنے کہا:

”اَقِیْلُوْنِی،اَقِیْلُوْنِی وَلَسْتُ بِخَیرٍ مِنْکُمْ وَعَلِیٌ فِیْکُمْ“

”مجھے چھوڑ دو،مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں تم سے بہترنہیں ہوں جب علی علیہ السلام تمہارے درمیان ہوں“۔

حوالہ جات

جناب محمد رازی، کتاب "میں کیوں شیعہ ہوا"،صفحہ332میں بنقل از فخر رازی،کتاب نہایۃ العقول۔ اسی طرح طبری،تاریخ طبری میں،بلاذری کتاب انساب الاشراف میں۔سمعانی کتاب فضائل میں۔ غزالی کتاب سرالعالمین میں۔سبط ابن جوزی کتاب تذکرہ قاضی بن روز بہان اور ابی الحدید اور دوسرے۔

حضرت ابوبکر کے کلمات کی تصدیق نہج البلاغہ میں امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے خطبہ سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

'فَیٰاعَجَبَابَیْنٰاھُوَیَسْتَقِیْلَھَافِی حِیَاتِہِ اِذْعَقَدَھٰالِآخِرَبَعْدَمَمٰاتِہِ'۔

"یہ کتنی تعجب کی بات ہے کہ ابوبکر اپنی خلافت کے زمانہ میں خود خلافت سے استقالہ (بیزاری) کرتے رہے لیکن اس دنیا سے جاتے ہوئے خلافت کسی اور کے سپرد کرگئے"۔

2۔کلامِ حضرتِ عمر بن خطاب

(الف)۔ عَنْ عُمَرَبنِ الْخَطَّابِ قٰالَ:کُنْتُ وَ اَبُوْبَکْرٍ وَ اَبُوْعُبَیْدَۃٍ وَ جَمٰاعَۃٌ اِذ ضَرَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم مِنْکَبَ عَلِیٍّ فَقٰالَ:یٰاعَلِیُّ اَنْتَ اَوَّلُ

الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمٰاناً وَاَوَّلُهُمْ اِسْلاٰماً وَاَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هٰارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی۔

”عمر بن خطاب سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہاکہ میں،ابوبکر ،ابوعبیدہ اوربعض دوسرے افراد تھے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے شانہ پرہاتھ رکھا اور کہا:یا علی !تم مؤمنوں میں ایمان کے اعتبار سے سب سے اوّل ہو اور اسلام قبول کرنے کے لحاظ سے بھی اوّل ہو اور تمہاری منزلت کی نسبت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کی منزلت کی نسبت موسیٰ علیہ السلام سے تھی“۔

حوالہ جات

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة،صفحہ239،اشاعت ِقم،سال1371ء

اور تقی ہندی،کنزالعمال ،جلد13،صفحہ122اور123(مؤسسة الرسالہ، بیروت، اشاعت پنجم)۔

(ب)۔ عَنْ عمَّارَالدُّ هْنِی عَن سَالِم بِنْ اَبِیْ الْجَعْد قٰالَ:قِیْلَ لِعُمَرَ: اِنَّکَ تَصْنَعُ بِعَلیٍ شَیْئاً لٰا تَصْنَعُہُ بِأَحَدٍ مِنْ اَصْحٰابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم قٰالَ:اِنَّہُ مَوْلٰایَ۔

”عماردھنی،سالم بن ابی جعد سے روایت کرتے ہیں،وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر سے پوچھا کہ آپ حضرت علی علیہ السلام سے جس طرح کا(اچھا) سلوک کرتے ہیں، اُس طرح کا(اچھا) سلوک کسی اور صحابیِ پیغمبر سے

نہیں کرتے۔ اس پر حضرت عمر نے جواب دیا :بے شک علی علیہ السلام میرے مولیٰ ہیں"۔

حوالہ ابن عساکر،تاریخ دمشق ، بابِ حالِ امام علی ،ج2،ص82،حدیث584،شرح محمودی

(ج)۔ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قٰالَ:نَصَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم عَلِیاً عَلَماً فقٰالَ:مَنْ کُنْتُ مَوْلٰاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلٰاہُ،اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالٰاہُ وَعَادِمَنْ عٰادٰاہُ وَاخذُلْ مَنْ خَذَلَہُ وَانْصُرْمَنْ نَصَرَہُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ شَھِیْدِی عَلَیْھِمْ قٰالَ عُمَرُ۔ وَکَانَ فِی جَنْبِی شَابٌ حَسَنُ الْوَجْہِ،طِیِّبُ الرِّیْحِ،فَقٰال:یٰاعُمَرُ لَقَدْعَقَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم عَقْداً لٰا یَحِلُّہُ اِلّٰا مُنٰافِقٌ فَاحذَرْاَنْ تَحِلَّہُ۔ قٰالَ عُمَرُ:فَقُلْتُ یٰارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم اِنَّکَ حَیْثُ قُلْتَ فِی عَلِیٍ(مٰاقُلْتَ)کَانَ فِیْ جَنْبِی شَابٌ حَسَنُ الْوَجَہِ طَیِّبُ الرِّیْحِ قٰالَ کذٰاوکَذٰا۔

قٰالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم نَعَمْ یٰاعُمَرُاِنَّہُ لَیْسَ مِنْ وُلْدِآدَمَ لَکِنَّہُ جِبْرَئِیْلُ اَرٰادَ اَنْ یُؤَکِّدَعَلَیْکُمْ مٰا قُلْتُہُ فِیْ عَلِیٍّ۔

"عمر بن خطاب سے روایت کی گئی ہے ،انہوں نے کہاکہ رسولِ خداحضرت علی

علیہ السلام کو سب سے بہتر اور بزرگ جانتے تھے۔پس رسولِ خدا نے فرمایا کہ جس کامیں مولا ہوں،اُس کا علی مولا ہیں۔پروردگار!تو اُس کو دوست رکھ جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے اور اُس کودشمن رکھ جو

علی سے دشمنی رکھے اور اُس کو ذلیل و رسوا کر جو علی علیہ السلام کو رسوا کرے اور اُس کی مدد فرما جو علی کی مدد کرے۔ پروردگار! تو اس پر میرا گواہ رہنا۔

حضرت عمر نے کہا کہ ایک خوش شکل نوجوان جس سے پاکیزہ خوشبو آرہی تھی، اُس نے مجھ سے کہا کہ یا عمر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا وعدہ پورا کردیا ہے۔ اب اس کو کوئی نہیں توڑے گامگر منافق۔اے عمر! تو بھی محتاط رہ کہ اس کو نہ توڑے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں نے رسولِ خدا کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! جب آپ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمارہے تھے تو وہ خوش شکل، اچھی خوشبو والا جوان مجھ سے اُسی طرح کہہ رہا تھا۔ حضرتِ رسولِ خدا نے فرمایا:ہاں، اے عمر! وہ آدم کی اولاد سے نہ تھابلکہ وہ جبرائیل تھا اور چاہتا تھا کہ جو میں نے علی علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے،وہ تجھ سے تاکیداً کہے''۔

حوالہ جات

1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة(بابِ مودّت الخامسہ)صفحہ297۔

2۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق میں،بابِ حالِ علی ،جلد2،صفحہ80(شرح محمودی)نقل از بخاری تا ریخ کبیر سے،جلد1،صفحہ375اور دوسرے۔

(د)۔ عَنْ عَمَّارِالدُّھْنِیْ عَنْ اَبِی فَاخِتَۃَ ، قَالَ: اَقْبَلَ عَلِیٌّ وَعُمَرُ جَالِسٌ فِی مَجْلِسِہٖ فَلَمَّارَاٰہُ عُمَرُ تَضَعْضَعَ وَتَوَاضَعَ وَتَوَسَّعَ لَہُ فِی الْمَجْلِسِ،فَلَمَّاقَامَ عَلِیٌّ،قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ:یٰااَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّکَ تَصْنَعُ بِعَلِیٍ صَنِیعًا مَاتَصْنَعُہُ بِاَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ قَالَ عُمَرُ:وَ مَارَأَیْتَنِی اَصْنَعُ بِہٖ؟قَالَ:رَأَیْتُکَ کُلَّمَارَأَیْتَہُ تَضَعْضَعْتَ وَتَوَاضَعْتَ وَاَوْسَعْتَ حَتّٰی یَجْلِسَ قَالَ:وَمَایَمْنَعُنِی،وَاللّٰہِ اِنَّہُ مَوْلاَیَ وَمَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ۔

”عمارِدھنی، ابی فاختہ سے روایت کرتے ہیں ،وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بیٹھے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے تو جب حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کوآتے دیکھا تو لرزے اور استقبال کیا اور اپنے پاس بیٹھنے کیلئے جگہ بنائی۔جب علی علیہ السلام چلے گئے تو ایک شخص نے حضرت عمر سے کہا کہ اے میرے آقا! آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے ایسا سلوک کیا ہے جوآپ کسی دوسرے صحابیِ پیغمبر سے نہیں کرتے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں نے کونسا ایسا سلوک کیا ہے جو تو نے دیکھا؟ اُس شخص نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ جیسے ہی آپ کی نظر حضرت علی علیہ السلام پر پڑی تو آپ لرزے اور اُن کا استقبال کیا اور اُن کے بیٹھنے کیلئے جگہ مہیا کی کہ وہ بیٹھ جائیں۔ حضرت عمرنے کہا کہ مجھے کونسی چیز اس سلوک سے باز رکھ سکتی ہے! خدا کی قسم! حضرت علی علیہ السلام میرے بھی مولیٰ ہیں اور تمام مؤمنین کے بھی مولیٰ ہیں“۔

حوالہ

ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، باب شرح حالِ امام علی ،جلد2،صفحہ82،حدیث585

(شرح محمودی)۔

(ھ) قٰالَ عُمَرُبْنُ الْخَطّٰاب:لَقَدْ أُعْطِیَ عَلِیٌّ ثَلاٰثَ خِصٰالٍ لَأَنْ تَکُوْنَ لِی خَصْلَةٌ مِنْھَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ أَنْ أُعْطِیَ حُمُرَ النَّعَمِ،فَسُئِلَ وَمٰاھِیَ؟قٰالَ تَزْوِیجُ النَّبِیِّ اِبْنَتَہُ وَسُکْنٰاہُ الْمَسْجِدَ لَایَحِلُّ لِأَحَدٍ فِیْہِ مٰایَحِلُّ لِعَلیٍ وَالرّٰایَةُ یَوْمَ خَیْبَرٍ۔

”حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تین سعادتیں عطا فرمائی ہیں کہ اُن میں سے ایک بھی سعادت مجھے ملتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں کی قطاروں سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ پوچھا گیا کہ وہ کونسی سعادتیں ہیں؟ حضرت عمر نے جواب دیا:

پہلی: پیغمبر اسلام کی بیٹی سے شادی کرنا۔

دوسری: مسجد کے اندر حضرت علی علیہ السلام کے گھرکا دروازہ کھلناجو کسی دوسرے کیلئے جائز نہ تھا مگر علی علیہ السلام کے لئے جائز تھا۔

تیسری: جنگِ خیبر میں پیغمبر اسلام کا علی علیہ السلام کو عَلَم عطا کرنا۔

حوالہ جات

1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی ،کتاب ینابیع المودۃ،باب سوم،صفحہ343۔

2۔ حاکم المستدرک میں،جلد3،صفحہ125۔

3۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9،صفحہ120۔

4۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق ، باب حالِ امام علی ،ج1ص219حدیث282شرح محمودی

(و)۔ عَنْ ابنِ عباس:مَشِیْتُ وَعُمَرَبْنَ الْخَطّٰابِ فِی بَعْضِ اَزِقَّۃِ الْمَدِیْنَۃِ فَقٰال لِیبیا ابن عباسوَاللّٰہِ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم یَقُوْلُ لِعَلِیِ بنِ اَبِی طَالِبٍ:مَنْ اَحَبَّکَ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَحَبَّنِیْ اَحَبَّ اللّٰہ، وَمَنْ اَحَبَّ اللّٰہَ اَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ مُدْخَلاً۔

"ابن عباس روایت کرتے ہیں ،وہ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عمربن خطاب مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ حضرتِ عمر نے مجھ سے کہا:اے ابن عباس! خدا کی قسم، میں نے رسول اللہ سے سنا،رسولِ خدانے علی علیہ السلام سے کہا:'یا علی ! جس نے تمہیں دوست رکھا، اُس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا،اُس نے گویا اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا اور جس نے اللہ کو دوست رکھا،اُسے اللہ تعالیٰ بہشت میں داخل کرے گا"۔

حوالہ کتاب تاریخ دمشق ،باب حالِ امام علی علیہ

السلام،جلد2،صفحہ388(شرح محمودی)۔

(ز)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ ضَبِیْعَۃَ الْعَبْدِی،عَنْ اَبِیْہِ،عَنْ جَدِّہٖ قَالَ:أَتٰی عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَجُلاٰنِ سَأَلاٰہُ عَنْ طَلاٰقِ الْأَمَۃِ،فَقَامَ مَعَھُمٰا فَمَشٰی حَتّٰی أَتیٰ حَلْقَۃً فِی الْمَسْجِدِ،فیھٰارَجُلٌ اَصْلَعُ،فَقٰال:اَیُّھَاالْاَصْلَعُ مٰاتَریٰ فِی طَلاٰقِ الْأَمَۃِ؟فَرَفَعَ رَأسَہُ اِلَیْہِ ثُمَّ أَوْمَأَ اِلَیْہِ بِالسَّبٰابَۃِ وَالْوُسْطیٰ،فَقٰالَ لَہُ عُمَرُ:تَطلِیقَتٰانِ۔فَقٰالَ اَحَدُھُمٰا:سُبْحٰانَ اللّٰہِ، جِئْنٰاکَ وَأَنْتَ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ فَمَشِیْتَ مَعَنٰاحَتّٰی وَقَفْتَ عَلٰی ھٰذِہِ الرَّجُلِ فَسأَلْتَہُ،فَرَضِیْتَ مِنْہُ أَنْ أُوْمَأَاِلَیْکَ؟فَقٰالَ لَھُمٰا(عُمَرُ)مٰا تَدْرِیَانِ مَنْ ھٰذَا؟قٰالَ:لاٰ۔قٰالَ ھٰذَا عَلیُّ بْنُ اَبی طَالِبٍ۔أُشْھِدُعَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم لَسَمِعْتُہُ وَھُوَ یَقُوْلُ:اَنَّ السَّمٰاوٰاتِ السَّبْعِ وَالْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ لَوْوُضِعَتٰافِی کَفَّۃِ(مِیزٰانِ)ثُمَّ وُضِعَ اِیْمٰانُ عَلِیٍّ فِی کَفَّۃِ مِیزٰانِ لَرَجَعَ اِیْمٰانُ عَلِیٍّ۔

"دومرد حضرت عمر بن خطاب کے پاس آئے اور اُن سے کنیز کی طلاق کے بارے میں سوال کیا۔حضرت عمر ان کو ہمراہ لے کر مسجد کی طرف آئے ۔بہت سے لوگ مسجد میں بیٹھے تھے۔ اُن کے درمیان ایک شخص بیٹھا تھا(جس کے سر کے اگلے حصے کے تھوڑے سے بال گرے ہوئے تھے)۔حضرت عمر نے اُن سے پوچھا کہ کنیز کی طلاق کیلئے آپ کی کیا رائے ہے؟

اُس شخص نے سربلند کیا اور اپنی شہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا اور جواب دیا۔ پس حضرت عمر نے سائل کو جواب کی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ کنیز کیلئے دو طلاقیں ہیں۔اس پر اُن دومردوں میں سے

ایک نے کہا:سبحان اللہ۔ ہم تو آپ کے پاس آئے تھے کہ آپ خلیفۂ وقت ہیں اور ہمارے امیرالمؤمنین ہیں اور آپ تو ہمیں اس شخص کے پاس لے آئے ہیں اور مسئلہ اُس سے پوچھتے ہیں اور اُس کے اشارہ کے ہی جواب پر راضی اور مطمئن ہوگئے۔ اس پر حضرت عمر نے اُن دونوں مردوں سے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ وہ مرد کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں ، ہم نہیں جانتے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے خود سنا ہے کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں سات زمینیں اور ساتوں آسمان رکھ دئیے جائیں اور دوسرے پلڑے میں ایمانِ علی رکھ دیا جائے تو ایمانِ علی والا پلڑا بھاری ہوگا‘‘۔

حوالہ جات

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، باب حالِ امام علی ،ج2ص365حدیث872شرح محمودی

2۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب میں، صفحہ289،شمارہ330،اشاعتِ اوّل اور خوارزمی،

باب13،مناقب میں،صفحہ78،اشاعت از تبریز۔

3۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں، آخرِ باب62،صفحہ258اور دوسرے۔

(ح)۔ فقال عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ:عَجَزَتِ النِّسٰاءُ اَنْ یَلِدْنَ مِثْلَ عَلِی۔
”حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ تمام عورتیں عاجز ہیں کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام جیسا فرزند پیدا کریں“۔

حوالہ

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب65،صفحہ448۔

(ط)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبّٰاسِ قٰالَ:سَمِعْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطّٰابِ یَقُوْلُ:کُفُّوْا عَنْ ذِکْرِ عَلِیٍّ فَلَقَدْ رَأَیْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْہِ خِصٰالاً لَاَنْ تَکُونَ لِی وٰاحِدَةً مِنْھُنَّ فِیْ آلِ الْخَطّٰابِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمّٰاطَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ۔
”عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی بدگوئی سے پرہیز کرو کیونکہ میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علی علیہ السلام کی فضیلتوں اور خصلتوں کو دیکھا کہ اگر اُن میں سے ایک بھی فضیلت خاندانِ خطاب میں ہوتی تو وہ مجھے ہرچیز اور زمین کی ہرجگہ جہاں پر سورج چمکتا ہے، سے عزیز تر ہوتی“۔
حوالہ کتاب آثارِ الصادقین، جلد14،صفحہ212،نقل از فضائل الخمسہ،جلد2،صفحہ239،
کنزالعمال،جلد6،صفحہ393۔

(ی)۔ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطّٰابِ،قٰالَ:قٰالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم:مَااکْتَسَبَ مَکْتَسِبٌ مِثْلَ فَضْلِ عَلِیٍّ،یَھْدِی صٰاحِبَہُ اِلَی الْھُدٰی وَیَرُدُّ عَنِ الرَّدٰی۔

"حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو بھی علی ابن ابی طالب علیہ السلام جیسی فضیلت میسر نہ آسکی جو اپنے ساتھی اور پاس بیٹھنے والے کو ہدایت کرتا ہے اور اُسے گمراہ ہونے سے باز رکھتا ہے"۔

حوالہ

آثارالصادقین،جلد14،صفحہ212،نقل از الغدیر،جلد5،صفحہ363اور فضائل الخمسہ

جلد1،صفحہ167،مستدرک سے۔

(ک)۔ عَنوَعُمَرِبْنِ الْخَطّٰاب وَ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم قٰالَ:اَلنَّظَرُاِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبٰادَۃٌ۔

"بہت سے راویوں اور عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کے چہرے پر نگاہ کرنا عبادت ہے"۔

حوالہ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ، جلد7،صفحہ358۔

(ل)۔ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ غَفْلَةَ،قَالَ:رَأیٰ عُمَرُرَجُلاً یُخٰاصِمُ عَلِیّاً،فَقَالَ لَہُ عُمَرُ:اِنِّی لَأَظُنُّکَ مِنَ الْمُنٰافِقِیْنَ!سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ:عَلِیٌّ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ ھٰارُوْنَ مِنْ مُوسٰی اِلاَّ اَنَّہُ لاٰنَبِیَّ بَعْدِی۔

"سوید بن غفلہ سے روایت کی گئی ہے ،وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر نے ایک شخص کو دیکھا جو حضرت علی علیہ السلام سے جھگڑ رہا تھا۔حضرت عمر نے اُس شخص سے کہا کہ میرا گمان ہے کہ تو منافقوں میں سے ہے کیونکہ میں نے خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام کی منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھی، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔

حوالہ جات

آثار الصادقین،جلد14،صفحہ286،نقل از ابن عساکر ،تاریخ دمشق، باب شرح حالِ امام علی علیہ السلام،جلد1،صفحہ360۔

(م)۔ عَن اَبِی ھُرَیْرَةَ،عَن عُمَرَبْنِ الْخَطّٰابِ قٰالَ:قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّم مَنْ کُنْتُ مَوْلاٰہُ فَعَلِیٌّ مَوْلاٰہُ۔

ابوہریرہ ، عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا :
"جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے"۔

حوالہ جات

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، باب حالِ امام علی ،ج2،ص79،حدیث581،شرح محمودی

2۔ ابن مغازلی، مناقب میں،صفحہ22،شمارہ31،اشاعتِ اوّل۔

(ن)۔ قَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّاب:عَلِیٌّ أَقْضَانَا۔

"حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ ہم میں سے سب سے زیادہ عدل(قضاوت) کرنے والے علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں"۔

حوالہ جات

1۔ حافظ ابونعیم،حلیة الاولیاء میں،جلد1،صفحہ65۔

2۔ سیوطی، تاریخ الخلفاء میں، صفحہ170۔

3۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ ،جلد7،صفحہ360۔

4۔ بلاذری،کتاب انساب الاشراف میں،جلد2،صفحہ97،حدیث21،اشاعت اوّل ۔

(س)۔ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ،عَنِ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّم کُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ یَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیٰامَةِ اِلاّٰ سَبَبِی وَنَسَبِی وَکُلُّ وُلْدِآدَمَ فَاِنَّ عَصَبَتَهُمْ لِأَبِیْهِمْ مٰاخَلاٰ وُلْدِ فٰاطِمَةَ،فَاِنِّیْ أَ نَاأَبُوْهُمْ وَعَصَبَتُهُمْ۔

”حضرت عمر بن خطاب روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز تمام سببی اور نسبی رشتے منقطع ہوجائیں گے سوائے میرے سببی اور نسبی رشتوں کے۔ تمام اولادِآدم کی نسبت اُن کے باپوں سے ہے، سوائے میری بیٹی فاطمہ کے۔ حقیقت میں مَیں اُن کا باپ بھی ہوں اوراُن کی قوم بھی“۔

حوالہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب57،صفحہ320۔

(ع)۔ قٰالَ عُمَرُبْنُ الْخَطّٰابِ:لاٰ یُفْتِیَنَّ اَحَدٌ فِی الْمَسْجِدِ وَعَلِیٌّ حٰاضِرٌ۔

”حضرت عمر بن خطاب نے کہا کہ جب تک حضرت علی علیہ السلام مسجد میں تشریف رکھتے ہوں،کوئی دوسرا فتویٰ نہ دے“۔

حوالہ

آثار الصادقین،جلد14،صفحہ492،نقل از الامامُ الصادق،جلد2،صفحہ582۔

(ف)۔ قٰالَ عُمَرُبْنُ الْخَطّٰابِ:یَابْنَ اَبِیْطٰالِبٍ،فَمٰازِلْتَ کٰاشِفَ کُلِّ شُبْهَةٍ وَمَوْضِعَ کُلِّ عِلْمٍ۔

”حضرت عمر بن خطاب(حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کرکے کہتے ہیں)کہ اے ابو طالب کے فرزند ! آپ نے ہمیشہ شک و شبہات کو دور کیا اور کلِّ علم کی جگہ پر فائز رہے ہیں“۔

حوالہ

آثارالصادقین،جلد14،صفحہ493،نقل از الامام الصادق،جلد2،صفحہ582۔

(ص)۔ قٰالَ عُمَرُ:لاٰ أَبْقٰانِی اللّٰہُ بَعْدَ عَلِیٍّ ابْنِ اَبیطٰالِبٍ۔
”حضرت عمر بن خطاب نے کہا:پروردگارا! مجھے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بعد زندہ نہ رکھنا“۔
حوالہ آثار الصادقین، جلد14،صفحہ293،نقل از الغدیر،جلد6،صفحہ126۔

(ق)۔ قٰالَ عُمَرُفِی عِدَّةِ مَوَاطِنَ:لَولاٰعَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَر۔
”حضرت عمر نے متعدد مواقع پر کہا کہ اگر حضرت علی علیہ السلام نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا“۔

حوالہ جات

1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی ، کتاب ینابیع المودة،باب14،صفحہ80اور249۔
2۔ گنجی شافعی، کتاب کفایة الطالب،باب59،صفحہ227۔

(ر)۔ عَنْ سَعِیْدِبْنِ الْمُسَیِّبِ قٰالَ:قٰالَ عُمَرُابْنُ الْخَطّٰابِ:اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ مُعْضَلَةٍ لَیْسَ لَھٰاأَبُوالْحَسَنِ،عَلِیُّ بْنُ اَبِی طٰالِبٍ۔

”سعید ابن مسیب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب سے سنا کہ انہوں نے کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اُس مشکل سے جس کے حل کیلئے ابوالحسن(علی علیہ السلام)موجود نہ ہوں“۔

حوالہ جات

1۔ بلاذری، کتاب انساب الاشراف ، جلد2،صفحہ99،حدیث29،بابِ شرح حالِ علی ۔

2۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں،باب57،صفحہ217۔

3۔ سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء میں،صفحہ171۔

4۔ حاکم المستدرک میں(باب المناسک)جلد1،صفحہ457۔

5۔ ابن کثیر،کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ36اور دوسرے۔

(ش)۔ قٰالَ عُمَرُابْنُ الْخَطّٰابِ:اَللّٰھُمَّ لاٰ تُنْزِلْ بِی شَدِیْدَۃً اِلَّاوَاَبُوْ الْحَسَنِ اِلٰی جَنْبِی۔
”حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں :پروردگار!مجھ پر کوئی سختی(مشکل کام) نازل نہ فرما مگر علی ابن ابی طالب علیہ السلام میرے پاس ہوں“۔

حوالہ

آثار الصادقین،جلد14،صفحہ492،نقل از ”امام الصادق“،جلد2،صفحہ582۔

(ت)۔ عَنْ اِبْنِ عَبّٰاسٍ قٰالَ:کُنْتُ أَسِیْرُ مَعَ عُمَرَبْنِ الْخَطّٰابِ فِی لَیْلَةٍ،وَوَعُمَرعَلیٰ بَغْلٍ وَ اَناعَلیٰ فَرَسٍ،فَقَرَأَ آ یَةً فِیْھٰا ذِکْرُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طٰالِبِ فَقٰالَ:أَمٰاوَاللّٰہِ یٰا بَنِی عَبْدُالْمُطَّلِبْ لَقَدْ کٰانَ عَلِیٌّ فِیْکُمْ أَوْلیٰ بِھٰذَاالأَمْرِمِنِّی وَمِنْ أَبِیْ بَکْرٍ،(اِلٰی اَنْ قٰالَ) وَاللّٰہِ مٰا نَقْطَعُ اَمْراً دُوْنَہُ،وَلاٰ نَعْمَلُ شَیْئاً حَتّٰی نَسْتَأْذِنَہُ۔

"ابن عباس روایت کرتے ہیں ، وہ کہتے ہیں کہ ایک شب میں اور حضرت عمرہم سفر تھے۔ حضرت عمرخچر پر سوار تھے اور میں گھوڑے پر۔ اس دوران ایک آیت پڑھی گئی۔ اُس آیت میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ذکر آیا۔ اُس پر حضرت عمر بن خطاب نے کہا:خدا کی قسم! اے عبدالمطلب کے بیٹو! ہوشیاررہو۔ تم سب میں علی علیہ السلام سب سے زیادہ اس (خلافت) کے اہل ہیں، مجھ سے اور ابو بکر سےیہاں تک کہ خدا کی قسم! میں کسی کام کو بھی اُن(علی علیہ السلام) کے بغیر مکمل نہیں کروں گا اور کوئی کام اُن کی اجازت کے بغیر نہیں کرونگا"۔

حوالہ راغب،محاضرات میں، جلد7،صفحہ213۔

(ث)۔ عَنِ الْحٰافِظِ الدّٰارِالْقُطْنِیْ عَنْ عُمَرَ، وَقَدْجٰاءَ ہُ اَعْرٰابِیّٰانِ یَخْتَصِمٰانِ فقالَ لِعَلِیٍّ:اِقْضِ بَیْنَہُمٰا۔

فَقٰالَ اَحَدُھُمٰا:ھٰذَا یَقْضِی بَیْنَنٰا؟!فَوَثَبَ اِلَیْہِ عُمَرُوَاَحَدَ بِتَلْبِیْبِہِ،وَقٰالَ وَیْحَکَ مٰا تَدْرِی مَنْ ھٰذَا؟ھٰذَا مَولاٰیَ وَمَنْ لَمْ یَکُنْ مَوْلاٰہُ فَلَیْسَ بِمُؤْمِنٍ۔

”حافظ دار قطنی حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ دو عرب لڑتے جھگڑتے حضرت عمر کے پاس آئے۔ پس حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام سے درخواست کی کہ ان کے درمیان فیصلہ فرمادیجئے۔اُن میں سے ایک نے کہا کہ کیا یہ شخص ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا؟یہ سن کر حضرت عمراُس شخص کی طرف لپکے اور اُس کا گریبان پکڑ کر کہا:حیف ہے تجھ پر۔ کیا تو جانتا ہے کہ یہ شخص کون ہے؟ یہ میرے مولیٰ ہیں اور جس کے یہ مولیٰ نہیں، وہ شخص مومن نہیں“۔

حوالہ ابن عساکر، تاریخ دمشق ،جلد2،صفحہ82،بابِ حالِ امام علی علیہ السلام،حاشیے پر۔

(خ)۔ عَنْ عُمَيْرِبْنِ بِشْرٍالْخَثْعَمِیّ قَالَ:قَالَ عُمَرُ:عَلِیٌّ اَعْلَمُ النَّاسِ بِمَااَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

”عمیر بن بشیر کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام سب انسانوں سے بڑے عالم ہیں اُس میں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے“۔

حوالہ بوستانِ معرفت،ص677نقل از حسکانی، شواہد التنزیل جزو اوّل،ص30حدیث29

(ذ)۔ قال عُمَرُبْنُ الْخَطّٰابِ(یَوْمَ غَدِیْرِخُمٍّ)هَنِیئاً لَکَ یَابْنَ اَبِی طٰالِبٍ اَصْبَحْتَ مَوْلیٰ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ۔

"حضرت عمر بن خطاب نے غدیر خم کے دن(جس دن پیغمبر اکرم نے حضرت علی علیہ السلام کو ولایت پر منصوب فرمایا تھا) حضرت علی علیہ السلام سے کہا :یا علی !آپ کو مبارک ہو، آپ سب مومن مردوں اور عورتوں کے مولیٰ ہوگئے ہیں"۔

حوالہ جات

1۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق ، بابِ حالِ علی ،جلد2،صفحہ48تا51(شرح محمودی)۔

2۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ،جلد7،صفحہ350۔

3۔ گنجی شافعی، کتاب کفایۃ الطالب میں،باب اوّل، صفحہ62(حضرت ابوبکر اور عمر کی حضرت علی علیہ السلام کو مبارک باد)۔

4۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی،ینابیع المودة، باب مناقب السبعون،صفحہ283،حدیث56 اور باب4،صفحہ34،33اور دوسرے۔

(ض)۔ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطّٰابِ اَنَّہُ قٰالَ:اُشْهِدُ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَسَمِعْتُہُ وَهُوَیَقُوْلُ:لَوْاَنَّ

السَّمٰاوٰاتِ السَّبْعَ وُضِعَتْ فِیْ کَفَّةٍ وَوُضِعَ اِیْمٰانُ عَلِیٍّ فِیْ کَفَّةٍ لَرَجَّعَ اِیْمٰانُ عَلِیٍ۔

”حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسولِ خدا سے سنا کہ اگر ساتوں آسمانون کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں حضرت علی کا ایمان رکھ دیا جائے تو علی علیہ السلام کے ایمان والا پلڑا بھاری رہے گا“۔

حوالہ کنزالعمال،جلد12،صفحہ489(مؤسسة الرسالہ،بیروت،اشاعت پنجم)۔

(ظ)۔ عَنْ اِبنِ عَبّٰاسٍ قٰالَ:سَمِعْتُ عُمَرَبْنِ الْخَطّٰابِ یَقُوْلُ:قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہِ وَسَلَّمْ:یٰاعَلِیُّ اَنْتَ اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اِسْلاٰماً وَاَوَّلُ الْمُوْٴمِنِیْنَ اِیْمٰاناً۔

”ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب سے سنا ،حضرت عمر کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا :یا علی ! آپ مسلمین میں پہلے مسلمان ہیں اور مؤمنین میں پہلے مؤمن ہیں“۔

حوالہ جات

1۔ آثار الصادقین، جلد14،صفحہ34،نقل ازمناقب ابن شہر آشوب،جلد2،صفحہ6۔

2۔ متقی ہندی،کتاب کنزالعمال میں،روایت کے آخر میں،جلد6،صفحہ395۔

(غ)۔ عُمَرُبْنُ الْخَطّٰابِ رَفَعَہُ:لَوِاجْتَمَعَ النّٰاسُ عَلیٰ حُبِّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طٰالِبٍ لَمٰاخَلَقَ

اللّٰہُ النّٰارَ۔

”حضرت عمر بن خطاب (حدیث مرفوع) روایت کرتے ہیں جس میں پیغمبر اکرم نے فرمایا تھا کہ اگر تمام انسان علی کی دوستی و محبت پر اکٹھے ہوجاتے تو اللہ تعالیٰ جہنم کو پیدا نہ فرماتا“۔
حوالہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب المودة السادسة،صفحہ299۔

ایک اور مثال

”حضرت عمر بن خطاب اپنی خلافت کے دوران حج سے مشرف ہوئے اور طواف کے دوران اُن کی نظر ایک جوان پر پڑی کہ اُس کی صورت ایک طرف سے سیاہ ہوگئی تھی اورآنکھیں سرخ اور خون آلودہ تھیں۔ حضرت عمر نے اُس کو آواز دی اور کہا:
یٰافتٰی مَنْ فَعَلَ بِکَ ھٰذَا؟
اے جوان! تجھے اس طرح کس نے کیا اور تجھے کس نے مارا ہے؟ اُس جوان نے جواب دیا:
ضَرَبَنِی اَ بُوْالْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طٰالِبٍ۔
حضرت علی علیہ السلام نے مجھے مارا ہے۔ حضرت عمر نے کہا: تھوڑا رک جاؤکہ علی علیہ السلام آجائیں۔ اسی حال میں علی ابن ابی طالب علیہ السلام وہاں پہنچ گئے۔ عمر نے کہا:

یٰا عَلِیُّ أَ اَنْتَ ضَرَبْتَ ھٰذَاالشَّبٰابَ؟

یا علی ! کیا آپ نے اس جوان کو مارا ہے؟ علی علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں! میں نے اسے مارا ہے۔ عمر نے کہا: کیا وجہ بنی کہ آپ نے اس کو مارا ہے؟ علی علیہ السلام نے جواب دیا:

رَأَیْتُہُ یَنْظُرُ حُرُمَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

میں نے اسے مسلمان عورتوں اور ناموسِ مسلمین کی طرف نگاہ کرتے ہوئے دیکھا۔ عمر نے جواب دیا:اے جوان! لعنت ہو تجھ پر،یہاں سے اٹھ اور چلا جا۔

فَقَدْ رَاٰ کَ عَیْنُ اللّٰہ وَضَرَبَکَ یَدُاللّٰہِ۔

بے شک تمہیں اللہ کی آنکھ نے دیکھا اور اللہ کے ہاتھ نے مارا ہے“۔

حوالہ جات

”میں شیعہ کیوں ہوا“، تالیف محمد رازی، صفحہ218،نقل از شہرستانی”ملل و نحل“ اور طبری،ریاض النظرہ میں اور ابن ابی الحدید،شرح نہج البلاغہ۔

3۔کلامِ حضرت عثمان بن عفان

(الف) رَجَعَ عُثْمٰانُ اِلٰی عَلِیٍّ فَسَأَ لَہُ الْمَصِیْرَاِلَیْہِ،فَصٰارَاِلَیْہِ فَجَعَلَ یَحُدُّ النَّظَرُ اِلَیْہِ،فَقٰالَ لَہُ عَلِیٌّ:مٰالَکَ یٰاعُثْمٰانُ؟مٰالَکَ تَحُدُّ النَّظَرَ اِلَیَّ؟قٰالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ:النَّظَرُاِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَةٌ۔

”حضرت عثمان،حضرت علی علیہ السلام کی طرف پلٹے اور اُن سے

درخواست کی کہ وہ اُن کی طرف آجائیں۔ حضرت علی علیہ السلام، حضرت عثمان کی طرف آئے۔ اُس وقت حضرت عثمان نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عثمان سے پوچھا کہ اے عثمان!تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو؟تو حضرت عثمان نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ’علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے‘۔“

حوالہ جات

1۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ358،بابِ فضائلِ علی علیہ السلام۔

2۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق میں، بابِ حالِ امام علی ،جلد2،صفحہ393(شرح محمودی)۔

3۔ سیوطی، کتاب تاریخ الخلفاء میں،صفحہ172۔

(ب)۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان نے تین مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کو دعوت دی کہ وہ اُن کے ساتھ تعاون کریں۔ پہلی مرتبہ 22ھ میں یعنی اُسی سال جب وہ خلیفہ بنے۔ دوسری مرتبہ 27ھ میں اور تیسری مرتبہ32ھ میں۔ حضرت علی علیہ السلام نے کسی دفعہ بھی حضرت عثمان کی کسی دعوت

کو سیاسی تعاون کیلئے قبول نہ کیا۔ البتہ ہر دفعہ حضرت علی علیہ السلام یہی جواب دیتے رہے کہ ایک کام واجب ہے یعنی قرآن کی جمع آوری اور اُس کو ایک کتابی شکل دینا۔ میں اس واجب شرعی کام کیلئے تم سے تعاون کرنے کیلئے تیار ہوں۔

حوالہ
فواد فاروقی، کتاب پچیس سال خاموشیِ علی علیہ السلام، نقل از روڈولف زائیگر کی کتاب''علم اور تلوار کا خداوند''۔

(ج)۔ حضرت عثمان کا حضرت علی علیہ السلام سے خطاب:
''خدا کی قسم! اگر قرار یہ ہو کہ آپ (علی علیہ السلام) مجھ سے پہلے مرجائیں تو میں زندہ رہنے کو پسند نہیں کرتا کیونکہ میں آپ کے علاوہ اپنا کوئی جانشین نہیں دیکھتا اور اگر آپ زندہ رہیں تو میں کسی بھی سرکش اور باغی کو نہیں دیکھتاجو آپ کورہبر،مددگار اور مستضعفین کی پناہ گاہ کے طور پر انتخاب کرے میری نسبت تو آپ سے وہی ہے جو کسی عاق شدہ بیٹے کی باپ سے ہو''۔
حوالہ ''امام علی علیہ السلام''باب روزگارِ عثمان، تالیف عبدالفتاح عبدالمقصود،صفحہ202۔

فضائلِ علی علیہ السلام اُم المومنین حضرتِ عائشہ کی نظر میں

حضرتِ عائشہ،حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ کی بیٹی اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ معتبر تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرتِ عائشہ کا رویہ حضرت علی علیہ السلام،جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور اُن کے دو فرزندانِ ارجمندکے ساتھ اچھا نہ تھا اوراس کااظہار جنگ ِجمل میں مکمل طور پر ہوا۔ وہ کھل کر حضرت علی علیہ السلام کے مقابل آگئیں جبکہ پیغمبر اکرمنے واضح طور پر پیروی اور اطاعت ِعلی علیہ السلام کا حکم دیا تھا۔

لیکن اہم نکتہ یہ ہے کہ فضائل و کمالاتِ علی علیہ السلام اور اہلِ بیت ِ اطہار اس قدر زیادہ ہیں کہ کوئی بھی ان کو چھپا نہیں سکتا۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے چمکتے آفتاب کی روشنی کو کوئی بھی چیز ڈھانپ نہیں سکتی۔ حضرتِ عائشہ بھی باوجودیکہ اُن کی سوچ علی علیہ السلام کے بارے میں مختلف تھی، حضرتِ علی کے فضائل کی معترف ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔آئیے اب اُن کے کلام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

(الف)۔ عَنْ هِشٰامِ بْنِ عُرْوَةٍ،عَنْ اَبِیْہِ،عَنْ عٰائِشَةَ قٰالَتْ:قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ ذِکْرُ عَلِیٍّ عِبٰادَةٌ۔

”ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور وہ حضرتِ عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتِ عائشہ نے کہا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی کا ذکر کرنا عبادت ہے“۔

حوالہ جات

1۔ ابن مغازلی، مناقب میں، حدیث243،صفحہ206۔

2۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق،بابِ حالِ امام علی ،ج2ص408حدیث914شرح محمودی

3۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ358۔

4۔ متقی ہندی،کنزالعمال میں،جلد11،صفحہ601۔

5۔ سیوطی،تاریخ الخلفاء میں،صفحہ172۔

6۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة،بابِ مناقب السبعون،ص281،حدیث46 اور312۔

(ب)۔ عَنْ عٰائِشَةَ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ خَرَجَ وَعَلَیْہِ مَرْطٌ مُرَجَّلٌ مِنْ شَعْرٍأَسْوَدٍ،فَجٰاءَ الْحَسَنُ فَأَدْخَلَہُ،ثُمَّ جٰاءَ الْحُسَیْنُ فَاَدْخَلَہُ،ثُمَّ فٰاطِمَةٌ،ثُمَّ عَلِیٌّ،ثُمَّ قٰالَ:اِنَّمٰایُرِیْدُاللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ أَھْلَ الْبَیْتِ

”حضرتِ عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر آئے۔ انہوں نے چادر اوڑھی ہوئی تھی جو سیاہ ریشوں سے بنی ہوئی تھی۔ اتنے میں حضرتِ حسن علیہ السلام آئے، آپ نے انہیں چادر کے اندر کرلیا۔پھر امام حسین علیہ السلام آئے، آپ نے انہیں بھی چادر کے اندر کرلیا۔ اس کے بعد فاطمہ سلام اللہ علیہا اور علی علیہ السلام تشریف لائے، وہ بھی چادر کے اندر آگئے(جب یہ ہستیاں چادر کے اندر آگئیں) تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرا۔
”اے اہلِ بیت ! سوائے اس کے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر قسم کے رجس سے دوررکھے اور تم کو ایسا پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے“۔

حوالہ
زمخشری،تفسیر کشاف،ج1،ص369،ذیل آیت61،سورئہ آلِ عمران’فَمَنْ حَاجَّکَ‘۔

(ج)۔ عَنْ عٰائِشَۃَقٰالَتْ:رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیّاً لَقَدْکٰانَ عَلَی الْحَقِّ

’’حضرتِ عائشہ کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ علی پر رحمت نازل فرمائے، بیشک وہ حق پر تھے‘‘۔

حوالہ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ305،حدیث14۔

(د)۔ عَنْ جَمیعِ بْنِ عُمَیْرٍقٰالَ دَخَلْتُ عَلیٰ عٰائِشَۃَ،فَقُلْتُ لَھٰا:مَنْ کٰانَ اَحَبُّ النّٰاسِ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ قٰالَتْ:أَمّٰامِنَ الرِّجٰالِ فَعَلِیٌّ،وَأَمّٰامِنَ النِّسٰاءِ فَفٰاطِمَۃُ۔

’’جمیع بن عمیر سے روایت ہے ،وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ تک پہنچا اور میں نے اُن سے پوچھا کہ پیغمبرصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک محبوب ترین شخص کون ہے؟حضرت عائشہ نے کہا کہ مردوں میں حضرت علی علیہ السلام اور عورتوں میں جنابِ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں‘‘۔

حوالہ جات

1۔ حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ157،154۔

2۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة، باب55،صفحہ241،202۔

3۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، باب شرح حالِ امام علی ،جلد2،صفحہ167،شرح محمودی۔

4۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ355اور دوسرے۔

(ھ)۔ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ ھٰانِی،عَنْ اَبِیہِ،عَنْ عٰائِشَۃَ قٰالَتْ:مٰاخَلَقَ اللّٰہُ خَلْقاً کٰانَ اَحَبُّ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ عَلِیٍّ۔

''شریح بن ہانی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ اللہ نے کسی کو خلق ہی نہیں کیا جو رسول اللہ کو علی سے زیادہ محبوب ہو''۔

حوالہ

ابن کثیر،تاریخ دمشق ،بابِ حالِ امام علی ،ج2،ص162،حدیث648،شرح محمودی

(و)۔ عَنْ عَطٰاءٍ قٰالَ:سَأَلْتُ عٰائِشَۃَ عَنْ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلام فَقٰالَتْ: ذٰاکَ خَیْرُالْبَشَرِلاٰ یَشُکُّ فِیْہِ اِلّاٰکٰافِرٌ۔

''عطاء سے روایت ہے ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے علی علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عائشہ نے کہا کہ علی علیہ السلام سب انسانوں سے بہتر ہیں اور اس میں سوائے کافر کے کوئی شک نہیں کرسکتا''۔

حوالہ

1۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق ،بابِ حالِ امیرالمؤمنین ،جلد2،صفحہ448،حدیث972۔

2۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ،باب مودۃ الثالثہ،صفحہ293۔

(ز)۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُبْنُ بَرْقَان قَالَ:بَلَغَنِی اَنَّ عَائِشَۃَ کَانَتْ تَقُولُ:زَیِّنُوْامَجَالِسَکُمْ بِذِکْرِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِب۔
"جعفر بن برقان سے روایت ہے کہ مجھ تک یہ حدیثِ رسول حضرت عائشہ کے ذریعے سے پہنچی ،وہ کہتی ہیں کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ اپنی مجلسوں کو ذکرِعلی سے زینت دو"۔

(ح)۔ عَائِشَۃُ رَفَعَتْہُ:اِنَّ اللّٰہَ قَدْعَہِدَ اِلیٰ مَنْ خَرَجَ عَلیٰ عَلِیٍّ فَھُوَ کَافِرٌفِی النَّارِ،قِیْلَ:لِمَ خَرَجْتِ عَلَیْہِ؟قَالَتْ:أَنَا نَسِیْتُ ھٰذَاالْحَدِیْثَ یَومَ الْجَمَلِ حَتّٰی ذَکَرْتُہُ بِالْبَصْرَۃِ وَأَ نَااَسْتَغْفِرُاللّٰہَ۔
"حضرت عائشہ سے حدیثِ مرفوع(پیغمبر اکرم)روایت ہے کہ بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی بھی علی علیہ السلام سے جنگ کرے گا، وہ کافر ہے اور جہنم میں جائے گا۔ اُن سے پوچھا گیا تو پھر آپ نے کیوں علی علیہ السلام سے جنگ کی؟ کہنے لگیں کہ جنگِ جمل کے روز میں یہ حدیث بھول گئی تھی جب مجھے یہ حدیث یاد آئی تو میں نے اللہ سے توبہ کرلی"۔

حوالہ

شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، باب مودۃ الثالثہ،صفحہ294۔

(ط)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِی رَبَاحٍ، عَنْ عٰائِشَۃَ، قٰالَتْ: عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طٰالِبٍ اَعْلَمُکُمْ بِالسُّنَّۃِ۔

”عطا ابن ابی رباح روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ سنّتِ پیغمبر میں عالم ترین شخص علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں“۔

حوالہ جات

1۔ سیوطی، تاریخ الخلفاء میں،صفحہ171۔

2۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ،باب3،صفحہ343۔

3۔ ابن عبدالبر،کتاب استیعاب ، شرح حالِ علی ،جلد3،صفحہ1104،حدیث1855۔

4۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق ،باب حالِ امام علی ،ج3حدیث1079ص48شرح محمودی

5۔ بلاذری،کتاب انساب الاشراف میں۔ ،بابِ شرح حالِ علی ،جلد2،حدیث86،صفحہ 124،اشاعت اوّل، بیروت اور دوسرے۔

(ی)۔ عَنْ عَطٰاءٍ عَنْ عٰائِشَۃَ قٰالَتْ:عَلِیٌّ اَعْلَمُ اَصْحٰابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ۔

”عطاء حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتِ عائشہ نے کہا کہ اصحابِ پیغمبر میں سب سے بڑے عالم حضرت علی علیہ السلام تھے“۔

حوالہ

بوستانِ معرفت، صفحہ658،نقل از کتاب شواہد التنزیل(مصنف حسکانی)جزو اوّل،

صفحہ35،حدیث40۔

(ک)۔ عَنْ عٰائِشَۃَ،قٰالَتْ:قٰالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ،وَھُوَفِی بَیْتِھٰالَمّٰاحَضَرَہُ الْمَوْتُ:اُدْعُوا لِیْ حَبِیْبِی (قٰالَتْ) فَدَعَوْتُ لَہُ اَبَابَکرَ فَنَظَرَاِلَیْہِ ثُمَّ وَضَعَ رَأسَہُ ثُمَّ قٰالَ:اُدْعُوْا لِیْ حَبِیْبِی۔فَدَعُوْا لَہُ عُمَرَ،فَلَمّٰانَظَرَاِلَیْہِ وَضَعَ رَأسَہُ،ثُمَّ قٰالَ:اُدْعُوْا لِی حَبِیْبِی، فَقُلْتُ:وَیْلَکُمْ اُدْعُوالَہُ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طٰالِبٍ،فَوَاللّٰہِ مٰا یُرِیْدُ غَیْرُہُ(فَدَعُوْاعَلِیّاً فَأَتٰاہُ)فَلَمّٰا أَتٰاہُ أَفْرَدَالثُّوبَ الَّذِی کٰانَ عَلَیْہِ ثُمَّ أَدْخَلَہُ فِیْہِ فَلَمْ یَزَلْ یَحْتَضِنَہُ حَتّٰی قُبِضَ وَیَدُہُ عَلَیْہِ۔

”حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب رحلتِ پیغمبر کا وقت قریب تھا تو آپ نے فرمایا کہ میرے حبیب کو میرے نزدیک بلاؤ۔ پس ہم نے حضرت ابوبکر کو بلایا۔ پیغمبر اکرمنے ایک نگاہ کی اور اپنا سرجھکا دیا۔پھر فرمایا کہ میرے حبیب کو میرے نزدیک بلاؤ۔ پس ہم نے حضرت عمر کو بلالیا۔ پیغمبر اسلام نے ایک نگاہ کی اور پھر اپنا سرجھکا دیا۔ پھر فرمایا کہ میرے حبیب

کو میرے نزدیک بلاؤ۔ میں نے کہا حیف ہے، علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو ان کیلئے بلاؤ۔خدا کی قسم! آپ نے علی علیہ السلام کے سوا کسی کو نہیں چاہا ہے۔ پس علی علیہ السلام کو بلایا گیا۔ جس وقت وہ آئے تو پیغمبر نے وہ چادرجو خود اوڑھی ہوئی تھی، اُس میں علی علیہ السلام کو داخل کیا اور پھر اُن سے جدا نہ ہوئے،یہاں تک کہ رحلت فرمائی اور اس حالت میں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ علی علیہ السلام کے بدن پر تھا“۔

حوالہ جات

1۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ میں،جلد7،صفحہ360(روایت عبداللہ بن عمر سے)۔

2۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ،بابِ شرح حالِ امام علی علیہ السلام ،ج3،ص14،حدیث 1027،شرح محمودی۔

3۔ حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ139،138۔

4 ۔ ذہبی، کتاب میزان الاعتدال میں،جلد2،صفحہ482،شمارہ4530۔

5۔ سیوطی،اللئالی المصنوعہ میں،جلد 1،صفحہ193،اشاعتِ اوّل۔

6۔ مناقبِ خوارزمی، جلد1،صفحہ38،باب4۔

(ل)۔ عَنْ عٰائِشَةَ قٰالَتْ:رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ اِلْتَزَمَ عَلِیّاً وَقَبَّلَہُ

وَ(هُوَ)يَقُوْلُ:بِأَبِی الْوَحِیْدَ الشَّهِیْدَ،بِأَبِی الْوَحِیْدَ الشَّهِیْدَ۔

”حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ اُن کو اپنے ساتھ چمٹایا ہوا تھا اور اُن کا منہ چوم رہے تھے اور یہ بھی کہہ رہے تھے کہ اے شہیدِتنہا!میرے والد تم پر فدا۔ اے شہیدِتنہا! میرے والد تم پر فدا“۔

حوالہ جات

1۔ ہیثمی، کتاب مجمع الزوائد میں، جلد9،صفحہ138۔

2۔ ابن عساکر،تاریخ دمشق،بابِ حال علی ،ج3،ص285،حدیث1376،شرح محمودی

3۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة،باب59،صفحہ339۔

4۔ متقی ہندی،کنزالعمال میں،جلد11،صفحہ617(اشاعتِ بیروت، پنجم)۔

فضائلِ علی علیہ السلام علمائے اہلِ سنت کی نظر میں

مقامِ حضرت علی علیہ السلام کو سمجھنے کا ایک بہترین اور اہم ترین ذریعہ علمائے اہلِ سنت کے نظریات اور اُن کا کلام ہے۔ یہ انتہائی دلچسپ بات ہوگی

کہ علی علیہ السلام کے بلندوبالا مقام کو اُن افراد کی زبانی سنیں جو مسندِخلافت کیلئے تو دوسروں کو مقدم سمجھتے ہیں لیکن علی علیہ السلام کی عظمت کے قائل بھی ہیں اور احادیثِ نبوی کی روشنی میں علی علیہ السلام کی خلافتِ بلافصل کو مانتے بھی ہیں لیکن چند صحابہ کے قول و فعل کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت و نصیحت پر ترجیح دیتے ہیں۔اس سے خود اُن کو بہت بڑا نقصان ہوا کیونکہ وہ علومِ اہلِ بیت سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہے اور حکمت و دانائی کے وسیع خزانوں اور قرآن کی برحق تفسیر سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے سے قاصر رہے۔ علمائے اہلِ سنت کے نظریات کو لکھنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ ان بزرگوں کے اقوال اور نظریات پر غوروفکر کیا جائے جو علی علیہ السلام کی شان میں کہے گئے ہیں اور جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت علی کی شخصیت،پیغمبر اسلام کے مقدس وجود کے بعد سب سے بلند ہے جیسے کہ قرآن کی آیات، احادیثِ نبوی اور کلامِ خلفاء کو جمع کرنے کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت واضح ہوئی ہے۔ اب ہم علمائے اہلِ سنت کے کلام اور نظریات کا مطالعہ کرتے ہیں کہ وہ مولیٰ علی علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔اُمید ہے کہ حق طلب حق کو پالیں گے، انشاء اللہ۔ شروع میں ابن عباس کے کلام کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ابن عباس کو اُمتِ مسلمہ کے تمام فرقے قبول کرتے ہیں۔

ابن عباس

ابن عباس نے اپنی عمر کے آخری لمحوں میں سربلند کرکے یہ کہا:
"اَلّٰلھُمَّ اِنِّی اَ تَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِحُبِّ الشَّیْخِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِب"۔
"پروردگارا! میں علی کی دوستی اورمحبتکا واسطہ دے کر تیری قربت چاہتا ہوں"۔

ابن ابی الحدید معتزلی

"میں اُس شخص کے بارے میں کیا کہوں کہ جس پر تمام فضائلِ انسانی کی انتہاہوجاتی ہے۔ تمام اسلامی فرقے اُسے اپنا سمجھتے ہیں۔ وہ تمام خوبیوں کا مالک ہے اور تمام فضیلتوں کا سرچشمہ ہے۔ وہ پہلوں میں کامیاب ترین شخص تھا اور بعد میں آنے والوں میں اگر کوئی فضیلت دیکھی گئی تو تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ خوبی بھی وہاں سے ہی شروع ہوئی۔ پس چاہئے کہ خوبیاں اُسی پر اکتفا کریں اور اُس جیسے کی اقتداء کریں"۔
حوالہ ابن ابی الحدید،شرح نہج البلاغہ، جلد1،صفحہ16۔
ابن ابی الحدید اپنے قصیدہ عینیہ جو کہ اُس کے سات قصیدوں میں بہترین قصیدہ ہے اور وہ اس کو سونے کے پانی کے ساتھ مولیٰ علی علیہ السلام کے روضے پر لکھنے میں سالہا سال مصروف رہا، اُس میں کہتے ہیں:
"میں نے اُس برق سے جس نے رات کی تاریکی کو پھاڑ دیا، مخاطب ہوکرکہا:

اے برق! اگر تو سرزمین نجف میں نہیں تو بتا کہاں ہے؟ کیا تجھے پتہ ہے کہ تجھ میں کون کونسی ہستیاں پوشیدہ ہیں؟

موسیٰ بن عمران، عیسیٰ مسیح اور پیغمبر اسلام اس میں ہیں اورنورِ خدائے ذوالجلال تجھ میں ہے بلکہ جو بھی چشمِ بینا رکھتا ہے،آئے اور دیکھ لے۔

خدا کی قسم!اگر علی نہ ہوتے تو نہ تو زمین ہوتی اور نہ ہی اُس پر کوئی مرد ہوتا۔

قیامت کے روز ہمارا حساب کتاب اُسی کے وسیلہ سے خدا کے حضور پیش کیا جائے گا۔

قیامت کے ہولناک دن وہی ہمارا ایک مددگار ہوگا۔

یا علی !میں آپ ہی کی خاطر مکتب اعتزال کو بڑا سمجھتا ہوں اور آپ ہی کی خاطر سب شیعوں کو دوست رکھتا ہوں۔

حوالہ

ابن ابی الحدید، کتاب”علی علیہ السلام،چہرئہ درخشانِ اسلام“،حصہ پیش لفظ،صفحہ9۔

وہ مزید کہتے ہیں:

"یا علی ! اگر آپ میں آثارِ حدث موجود نہ ہوتے تو میں کہتا کہ آپ ہی بخشنے والے اور جانداروں کی روح کو قبض کرنے والے ہیں۔ اگر طبعی موت آپ پر اثر انداز نہ ہوتی تو میں کہتا کہ آپ ہی سب کے روزی رساں ہیں اور آپ ہی جس کو کم یا زیادہ چاہیں، بخشیں۔ میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ دین اسلام کے پرچم کو پوری دنیا میں لہرانے اور اس جہاں میں عدل و انصاف بھرنے کیلئے آپ کے بیٹے مہدی علیہ السلام جلد تشریف لائیں گے"۔
حوالہ داستانِ غدیر، صفحہ285،بہ نقل از "المراجعات السبع العلویات"، صفحہ43۔

ابن ابی الحدید نہج البلاغہ کی شرح میں لکھتے ہیں:
اِنَّہُ علیہ السلام کَانَ اَولٰی بِالْاَمْرِوَاَحَقَّ لَاعَلٰی وَجْہِ النَّصِّ، بَلْ عَلٰی وَجْہِ الْاَفْضَلِیَّۃِ،فَاِنَّہُ اَفْضَلُ الْبَشَرْبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہ وَاَحَقُّ بِالْخِلاٰ فَۃِ مِنْ جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ۔

"حضرت علی علیہ السلام منصبِ ولایت کیلئے سب سے بہتر اور سب سے زیادہ حقدار تھے۔ وہ اس کیلئے از طریقِ نص نہیں بلکہ اپنے افضل ہونے کی وجہ سے اہل تھے کیونکہ رسول اللہ کے بعد وہ سب سے افضل بشر تھے اور تمام مسلمانوں سے زیادہ خلافت پر حق اُن کا تھا"۔

ابوحامدغزالی(شافعی مذہب کے سکالر)

ابوحامد محمد ابن محمد غزالی کتاب"سِرّالعالمین"میں لکھتے ہیں:

”اَسْفَرَتِ الْحُجَّةُ وَجْهَهٰاوَاَجْمَعَ الْجَمٰاهِيْرُعَلٰى مَتْنِ الْحَدِيْثِ عَنْ خُطْبَةِ يَوْمِ غَدِيْرِ خُمٍّ بِاتِّفَاقِ الْجَمِيْعِ وَهُوَ يَقُوْلُ:مَنْ كُنْتُ مَوْلاٰهُ فَعَلِیٌّ مَوْلاٰهُ فَقٰالَ عُمَرُ بَخٍ بَخٍ لَکَ يٰااَبَالْحَسَنِ لَقَدْ اَصْبَحْتَ مَوْلاٰیَ وَمَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ۔هٰذَا تَسْلِيْمٌ وَرَضِیٌّ وَتَحْكِيْمٌ۔ثُمَّ بَعْدَ هٰذٰاغَلِبَ الْهَوٰى لِحُبِّ الرِّيٰاسَةِ وَحَمْلِ عَمُودِ الْخِلاٰفَةِالخ۔

”رخِ حقیقت سے پردہ اٹھ گیا اور تمام مسلمانانِ عالم حدیثِ غدیرِ خم اور خطبۂ یومِ غدیر کے متن پر متفق ہیں۔ جب پیغمبر اسلام نے فرمایا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں، اُس کا علی مولا ہے، اُس وقت حضرت عمر نے کہا:اے ابا الحسن ! مبارک مبارک ۔ آج آپ نے اس حال میں صبح کی کہ میرے بھی مولیٰ ہیں اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے بھی مولیٰ ہیں۔ اس طرح مبارک باد دینا پیغمبر کے فرمان کو تسلیم کرنا ہے اور علی علیہ السلام کی خلافت پر راضی ہونا ہے(لیکن افسوس) اس کے بعد نفس امارہ نے ریاست طلبی اور خلافت طلبی کی خاطر اُن پر غلبہ پالیا“۔

حوالہ شبہائے پشاور،صفحہ608،نقل از ”سِرّ العالمین“، غزالی۔

عبدالفتاح عبدالمقصود(مصنف معروف مصری)

”حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو آپ کی جانشینی کے قابل ہو،سوائے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک فرزندوں کے والد یعنی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے۔ میں یہ بات اہلِ تشیع کی طرفداری کیلئے نہیں کہہ رہا بلکہ یہ ایسی بات ہے کہ

تاریخی حقائق اس کے گواہ ہیں۔ امام (علی علیہ السلام) سب سے بلند مرتبہ مرد ہے جسے کوئی بھی ماں آخری عمر تک پیدا نہ کرسکے گی اور وہ ایسی شخصیت ہے کہ جب بھی ہدایت تلاش کرنے والے اُس کے کلام، ارشادات اور نصیحتوں کو پڑھیں گے تو ہر جملے سے اُن کو نئی روشنیاں ملیں گی۔ ہاں! وہ مجسم کمال ہے جو لباسِ بشریت میں اس دنیا میں بھیجا گیا“۔

حوالہ داستانِ غدیر،صفحہ291،نقل از”الغدیر“، جلد6۔

ابوحنیفہ(مذہب ِحنفی کے امام)

”کسی ایک نے بھی علی سے جنگ و جدل نہیں کیا مگر یہ کہ علی علیہ السلام اُس سے اعلیٰ اور حق پر تھے۔ اگر علی علیہ السلام اُن کے مقابلہ میں نہ آتے تو مسلمانوں کو پتہ نہ چلتا کہ اس قسم کے افراد یا گروہ کیلئے اُن کی شرعی ذمہ داری کیا ہے“۔

حوالہ

مہدی فقیہ ایمانی،کتاب”حق با علی است“، نقل از مناقب ِ ابو حنیفہ، خوارزمی،2/83،

اشاعتِ حیدرآباد۔

فخر رازی(اہلِ سنت کے مشہور و معروف مفکر)

”جوکوئی دین میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اپنا رہبر و پیشوا

تسلیم کرے گا، وہی کامیاب ہے اور اس کی دلیل خود پیغمبراسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ پاک ہے۔آپ نے فرمایا: "پروردگار!حق کو اُدھر پھیر دے جدھر علی ہو"۔

حوالہ

داستانِ غدیر،مصنف:بہت سے استاد، صفحہ285،نقل از تفسیر فخر رازی، جلد1،صفحہ 111،اور الغدیر،جلد3،صفحہ179۔

زمخشری(اہلِ سنت کے مشہور مفکر)

"میں اُس مرد کے فضائل کے بارے میں کیا کہوں کہ جس کے دشمنوں نے اپنے حسد اور کینہ کی وجہ سے اُس کے فضائل سے انکار کیا اور اُس کے دوستوں نے خوف و ترس کی وجہ سے اُس کے فضائل چھپائے۔مگر اس کے باوجود اُس کے فضائل دنیا میں اتنے پھیلے کہ مشرق و مغرب کو گھیر لیا"۔ زمخشری اس حدیثِ قدسی کے ضمن میں کہتے ہیں: "مَنْ اَحَبَّ عَلِیّاً اَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ وَاِنْ عَصَانِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیّاً اَدْخَلَہُ النّٰارَ وَاِنْ اَطَاعَنِی"

"جس نے علی علیہ السلام سے محبت کی، وہ جنت میں جائیگا ،گرچہ وہ میرا نافرمان ہی کیوں نہ ہو اور جس نے علی سے دشمنی و بغض رکھا، وہ

جہنم میں جائیگا، بے شک وہ میرا فرمانبردار ہی کیوں نہ ہو‘‘۔
اس کے بارے میں زمخشری کہتے ہیں کہ محبت و تسلیم ولایت ِعلی علیہ السلام انسان کے ایمان کے کمال کا سبب ہے اور اگر کمالِ ایمان ہو تو فروع میں چھوٹی غلطی زیادہ نقصان نہیں پہنچاتی، لیکن اگر محبت و ولایت ِعلی نہ ہو تو ایمان ناقص ہے اور وہ شخص جہنم کا مستحق ہے۔

حوالہ جات

1۔ داستانِ غدیر،صفحہ284بہ نقل از زندگانیِ امیر المؤمنین علیہ السلام، صفحہ5۔

2۔ مباحثی در معارفِ اسلامی،مصنف:علامہ فقید آیت اللہ حاجی سیدبہبہانی،صفحہ169۔

شافعی(رہبر مذہب ِشافعی)

’’اگر مولیٰ علی مرتضیٰ اپنے ظاہر وباطن کو لوگوں پر ظاہر کردیں تو لوگ کافر ہوجائیں گے کیونکہ وہ انہیں اپناخدا سمجھ کر سجدہ میں گرجائیں گے ۔ اُن کے فضائل و عظمت کیلئے بس یہی کافی ہے کہ بہت سے لوگ یہ نہ سمجھ سکے کہ علی خدا ہیں یا خدا علی ہے یاپھر علی علیہ السلام مخلوقِ خدا ہیں‘‘۔

حوالہ سید یحییٰ برقعی، کتاب ’’چکیدہ اندیشہ ہا‘‘،صفحہ297۔

حافظ ابو نعیم(اہلِ سنت کے مشہور عالم)

”علی ابن ابی طالب علیہ السلام سردارِ قوم، محب ِ ذاتِ مشہود،محبوبِ ذاتِ کبریا،بابِ شہر علم،مخاطب ِآیاتِ ایمانی،عالمِ رمزِ قرآنی،تلاشِ راہِ حق کیلئے بڑی نشانی،ماننے والوں کیلئے شمعِ جاودانی، مولائے اہلِ تقویٰ و ایمان،رہبر عدالت و قاضیان، ایمان لانے والوں میں سب سے اوّل، یقین میں سب سے بڑھ کر، بردباری میں سب سے آگے، علم و دانش کا منبع، اہلِ عرفان کی زینت،حقائقِ توحید سے باخبر،خداپرستی کا عالم، حکمت و دانائی کا سرچشمہ، حق سننے اور حق بولنے والا، وفائے عہد کا بادشاہ، اہلِ فتنہ کی آنکھ پھوڑنے والا، امتحاناتِ الٰہی میں سرفراز و سربلند، ناکثین کو دورکرنے والا، قاسطین و مارقین کو ذلیل و رسوا کرنے والا،خدا کے دین میں سخت کاربند،ذاتِ الٰہی میں فانی حضرتِ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

حوالہ

حافظ ابونعیم، کتاب حلیۃ الاولیاء،جلد1،صفحہ61،بابِ ذکر ِعلی علیہ السلام۔

احمد بن حنبل(رہبر مذہب ِحنبلی)

محمد ابن منصور کہتے ہیں کہ ہم احمد بن حنبل کے پاس تھے کہ ایک شخص نے اُن سے کہا کہ اے اباعبداللہ! مجھے اس حدیث کے بارے میں بتائیں جو

حضرتِ علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے:

''اَنَا قَسِیْمُ النّٰارِوَالْجَنَّۃ''

''میں جنت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہوں''

احمد بن حنبل نے جواب دیا:

''وَمٰا تُنْکِرُوْنَ مَنْ ذٰا؟''

''تم اُس سے انکار کیوں کررہے ہو؟''کیا تمہارے پاس یہ روایت نہیں پہنچی جس میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو مخاطب کرکے فرمایا ہے:

''یٰا عَلِیُ: لا یُحِبُّکَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُکَ اِلَّا مُنَافِقٌ''

''یا علی ! تم سے محبت نہیں رکھے گا مگر مؤمن اور تم سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق''۔

ہم نے کہا:ہاں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ہی علی علیہ السلام سے فرمایا تھا۔ احمد بن حنبل نے کہا کہ اب بتاؤ کہ مرنے کے بعد مؤمن کی کونسی جگہ ہونی چاہئے؟ ہم نے کہا:بہشت۔ احمد بن حنبل نے پھر پوچھا کہ بتاؤ کہ مرنے کے بعد منافق کی کونسی جگہ ہونی چاہئے؟ ہم نے کہا:آتش جہنم۔ اس پر احمد بن حنبل نے کہا کہ بے شک

''فَعَلِیٌّ قَسِیْمُ النّٰارِ وَالْجَنَّۃ''

حوالہ آثار الصادقین،جلد14،صفحہ440،نقل از امام الصادق،جلد4،صفحہ503۔

عبداللہ بن احمد حنبل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے علی علیہ السلام اور

امیر معاویہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ علی علیہ السلام کے بہت زیادہ دشمن تھے۔ انہوں نے علی علیہ السلام کے عیب ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی لیکن ایک بھی نہ ڈھونڈ سکے۔لہٰذا علی علیہ السلام کی شخصیت کو ختم کرنے کیلئے دشمنانِ علی علیہ السلام کی مدح سرائی کی۔

حوالہ جات

1۔ کتاب"شیعہ" مذاکراتِ علامہ طباطبائی مرحوم اور پروفیسر ہنری کرین کے درمیان ، صفحہ429،بابِ توضیحات،نقل از صواعق،صفحہ76۔

2۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی نے کتاب ینابیع المودة،باب سوم،صفحہ344پر نقل کیا ہے۔

"جتنے فضائل حضرت علی علیہ السلام کی شان میں آئے ہیں، اتنے فضائل کسی اور صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نہیں آئے"۔

حوالہ جات

1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی،کتاب ینابیع المودة،باب59،صفحہ335۔

2۔ حاکم، المستدرک میں،جلد3،صفحہ107۔

3۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ، بابِ شرح حالِ علی ،ج3ص63حدیث1108شرح

محموی

”علی ہمیشہ حق کے ساتھ تھے اور حق بھی ہمیشہ علی کے ساتھ تھا، جہاں کہیں بھی علی ہوں“۔

حوالہ

بوستانِ معرفت،مصنف:سید ہاشم حسینی تہرانی، صفحہ680،نقل از ا بن عساکر، تاریخ حضرت علی علیہ السلام،جلد3،صفحہ84،روایت1117۔

”عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے والد کے پاس بیٹھا تھا کہ کچھ لوگ وہاں آئے اور حضرت ابوبکر،حضرت عمر اور حضرت عثمان کی خلافتوں کے بارے میں تبادلۂ خیال کرنے لگے ،یہاں تک کہ خلافت ِعلی کا بھی ذکر آگیا تو میرے والد نے خلافت ِعلی کے بارے میں کہا:

”اِنَّ الْخِلَافَةَ لَمْ تَزَیَّنْ عَلِیّاً بَلْ عَلِیٌّ زَیَّنَهَا“

”خلافت از خود علی علیہ السلام کیلئے باعث ِ زینت نہیں تھی بلکہ علی علیہ السلام کا خلیفہ بننا خلافت کیلئے زینت تھا“۔

حوالہ جات

1۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق ،باب شرح حالِ امام علی ،جلد3،صفحہ114،حدیث1154

2۔ خطیب،تاریخ بغدار میں،جلد1،صفحہ135،بابِ شرح حالِ علی علیہ السلام، شمارہ1۔

احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے صحابیوں کی افضلیت کے بارے میں سوال کیا تو میرے والد نے جواب دیا کہ ا بوبکر، عمر،عثمان(یعنی حضرت ابوبکرحضرت عمر سے افضل اور حضرت عمرحضرتِ عثمان سے افضل)۔میں نے پھر سوال کیا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کس مرتبہ پر فائز ہیں تو میرے والد نے جواب دیا: ”هُوَمِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ لَايُقَاسُ بِہ هَؤُلَاءِ“ ”وہ(یعنی حضرت علی علیہ السلام) اہلِ بیت سے ہیں، اُن کا ان سے کوئی مقابلہ ہی نہیں“۔

ابن صباغ(مذہب ِ مالکی کے مشہور مفکر)

ابن صباغ علی علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ: ”حکمت و دانائی اُن کے کلام سے جھلکتی تھی۔عقل و دانش ظاہری اور باطنی اُن کے دل میں بستی تھی۔ اُن کے سینے سے ہمیشہ علوم کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریا اُبلتے تھے اور رسولِ خدا نے اُن کے بارے میں فرمایا: ”اَنَامَدِيْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا“ ”میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہے“۔ حوالہ بوستانِ معرفت،صفحہ698،نقل از فصول المہمۃ،تالیف ابن صباغ ،فصل

اوّل،ص18

شبلنجی(عالمِ مذہب ِشافعی،اہلِ مصر)

’’سب تعریف اُس خدائے بزرگ کیلئے جس نے نعمتوں کا مکمل لباس ہمیں پہنا دیا اور ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام عرب و عجم پر چن لیا اور اُن کے خاندان کو سارے جہان پر برتری بخشی اور فضل و کرم سے اُن کو سب سے اعلیٰ مقام پر فائز کیا۔ وہ دنیا و آخرت کی سرداری میں گویا سب سے آگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہر و باطن کے کمالات اُن کو عطاکردئیے اور وہ قابلِ فخر افتخارات و امتیازات کے مالک بنے‘‘۔ حوالہ بوستانِ معرفت،صفحہ699،نقل از نورالابصار،تالیف شبلنجی۔

ابوعَلَم شافعی(عالمِ مذہب ِشافعی)

’’اُس خاندانِ پاک کے بارے میں تم کیا سوچتے ہو کہ جس کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

’’اِنَّمَایُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْراً‘‘

’’پس یہ اللہ کا ارادہ ہے کہ اے اہلِ بیت تم سے ہر قسم کے رجس(کمزوری،برائی،گناہ اور ناپاکی) کو دوررکھے اور تمہیں ایسا پاک رکھے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے‘‘۔

پس یہ خاندان عنایتِ پروردگار سے معصوم ہیں اور قوتِ پروردگار سے اُس کی بندگی و اطاعت کیلئے آمادہ ہیں۔ ان کی دوستی اللہ نے مؤمنوں پر واجب کردی ہے۔ اس کو ایمان کا ستون قرار دیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْراً اِلَّاالْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی"
"آپ کہہ دیجئے کہ میں اس پر کوئی اجرِ رسالت تم سے نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ تم میرے قریبیوں (اہلِ بیت) سے محبت کرو"۔
پیغمبر اسلام نے بڑے واضح طریقہ سے بیان کیا ہے کہ میرے اہلِ بیت کشتیِ نجات ہیں اور اُمت کو اختلافات اور انحراف کی ہلاکتوں سے پناہ دینے والے ہیں۔
حوالہ بوستانِ معرفت،صفحہ702،نقل از کتاب اہلِ بیت ،مصنف ابوعلم شافعی،آغازِکتاب۔

خطیبِ خوارزمی(مفکر مذہبِ حنفی)

" امیر المؤمنین علی علیہ السلام،شجاعت و بہادری کا مرکز،علمِ نبوت کا وارث، قضاوت میں سب صحابہ سے بڑھ کر دانا، دین کا مضبوط قلعہ،امین خلیفہ،ہر اُس انسان سے زیادہ دانا اور عقلمند جو اس روئے زمین پر ہے اور آسمان کے نیچے ہے۔
رسولِ خدا کے بھائی اور چچا کے بیٹے کے غم و تکلیف کو مٹانے والا، اُس کا بیٹا پیغمبر خدا کا بیٹا،اُس کا خون پیغمبر خدا کا خون، اُس کا گوشت پیغمبر

خدا کا گوشت،اُس کی ہڈیاں پیغمبر خدا کی ہڈیاں، اُس کی عقل و دانش پیغمبر خدا کی عقل و دانش، اُس کی اُس سے صلح جس سے پیغمبر خدا کی صلح اور اُس سے لڑائی جس کی پیغمبر خدا سے لڑائی ہے۔ دنیا میں فضیلتیں ڈھونڈنے والوں کو انہی کے درسے فضائل ملتے ہیں۔توحید و عدل کے باغ انہی کے شگفتہ کلام سے سرسبز ہیں۔ وہی ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ وہی اندھیروں میں چراغ ہیں۔ اصل دانائی وہی ہیں۔ سر سے پاؤں تک انہی کی غیبی طاقت(حضرتِ جبرائیل) تعریف کرتی ہے اور ان کے فضائل کی گواہ ہے“۔

حوالہ

بوستانِ معرفت،مصنف:سید ہاشم حسینی تہرانی،صفحہ698،نقل از مناقب ِخوارزمی۔

”کیا ابوتراب کی طرح کوئی جوان ہے؟کیا اُس کی طرح پاکیزہ نسل کوئی رہبروپیشوا ہے۔ جب بھی میری آنکھ میں درد پیداہوتا ہے، اُسی کے قدموں کی خاک میری آنکھ کا سرمہ بنتی ہے۔ علی وہی ہے جو رات کو بارگاہِ ایزدی میں گرکرروتا ہے اور دن کو ہنستے ہوئے میدانِ جنگ کی طرف جاتا ہے۔ اُس کا دامن بیت المال کے سرخ اور زرد ہیروں اور جواہرات سے پاک ہے۔ وہ وہی ہے جو بت توڑنے والا ہے۔ جس وقت اُس نے دوشِ پیغمبر پر اپناپاؤں رکھا، ایسے لگتا تھا جیسے تمام لوگ جسم کی کھال کی مانند ہیں اور مولیٰ

اُس جسم کا مغز ہیں“۔

حوالہ

”داستانِ غدیر“،صفحہ286،نقل از ”الغدیر“،جلد4،صفحہ385(جو مطالب بیان کئے گئے ہیں، یہ قصیدہ خوارزمی کے چند اشعار کا ترجمہ ہے)۔

ابن حجر عسقلانی(مفکرمعروف شافعی)

”امام علی جنگ ہائے جمل و صفین میں، جہاں بہت کشت و خون ہوا تھا،حق پر تھے“۔

حوالہ

”حق با علی است“،مصنف:مہدی فقیہ ایمانی، صفحہ215،نقل از فتح الباری،شرح صحیح بخاری،12/244۔

حمّوئی(عالمِ مذہبِ حنفی)

”سب تعریف اُس خدائے بزرگ کیلئے ہے جس نے اپنی نبوت و رسالت کو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منتہا کیا اور ان کے چچا زاد بھائی سے ولایت کا آغازکیا جو حضرت محمدکیلئے وہی نسبت رکھتے ہیں جو ہارون حضرت موسیٰ سے رکھتے تھے، سوائے اس کے کہ نبی نہ

تھے۔ حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اکرمکے پسندیدہ وصی تھے۔ علی علیہ السلام شہر علم کا دروازہ تھے۔ احسان و بخشش کی مشعل ،دانائی و حکمت کے مرکز،اسرارِ قرآن کے عالم،اُن کے معنی سے مطلع،قرآن کی ظاہری و باطنی حکمتوں سے آگاہ، جو لوگوں سے پوشیدہ ہے ،وہ اُن سے واقف اور اللہ تعالیٰ نے انہی کے خاندان پر ولایت کو ختم کیایعنی اُن کے بیٹے حضرتِ حجت ابن الحسن علیہ السلام پر"۔

حوالہ بوستانِ معرفت،صفحہ696،نقل از فرائد السمطین،مصنف:حموینی،اوّلِ کتاب۔

فوادفاروقی(اہلِ سنت کے مشہور مفکرو مصنف)

"میری جان علی علیہ السلام پر فدا ہو جن کے دل میں شجاعت اوردرد،بازؤوں میں طاقت،آنکھوں میں چمکوہ اُس کسی(پیغمبر اسلام)کے سوگ میں آنسو بہاتا ہے جو اس دنیا میں سب سے زیادہ صرف دو انسانوں سے محبت کرتے تھے، پہلی اُن کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا اور دوسرے آپ کے شوہر"۔

حوالہ 25سالہ سکوتِ علی علیہ السلام،مصنف: فواد فاروقی،صفحہ16۔

"حضرت علی علیہ السلام کو دوسرے تمام مسلمانوں پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ علی علیہ السلام خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے ۔ اس لحاظ سے مؤرخین و مصنفین اُن کو فرزند کعبہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اُن کی والدہ نے انہیں کعبہ

میں جنا جو تمام مسلمانوں کیلئے مقدس ہے۔ علی علیہ السلام سب سے پہلے مرد ہیں جنہوں نے اسلام کو قبول کیا"۔

حوالہ 25سال سکوتِ علی علیہ السلام،مصنف:فواد فاروقی،صفحہ38۔

"دوسری بڑی فضیلت جو اللہ تعالیٰ نے علی علیہ السلام کو عنایت فرمائی ،وہ یہ ہے کہ اُنہوں نے بچپن ہی سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں پرورش دلائی اور براہِ راست وہ حضرتِ خدیجہ اور پیغمبر خدا کے زیر سایہ اورزیر عنایات رہے"۔

حوالہ 25سال سکوتِ علی علیہ السلام، مصنف:فواد فاروقی،صفحہ137۔

"اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ علی علیہ السلام بعدپیغمبراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود کو مسلمانوں کی رہنمائی و خلافت کیلئے سب سے زیادہ حقدار سمجھتے تھے لیکن اس کے باوجود جب تاریخ میں خلافت کا مسئلہ علی علیہ السلام کی خواہش قلبی کے برعکس طے ہوا تو انہوں نے مخالفت کی پالیسی اختیار نہ کی کیونکہ علی علیہ السلام کے نزدیک اسلام سب سے زیادہ اہم تھا"۔

حوالہ 25سال سکوتِ علی علیہ السلام،مصنف:فواد فاروقی،صفحہ39۔

"جب بھی بزرگانِ دین اور مفکرین کسی مسئلے کے حل کیلئے بے بس ہوجاتے تھے ،جانتے تھے کہ اب علی علیہ السلام کے پاس جانا چاہئے۔ ایسے دوست کے پاس جانا چاہئے جہاں سے وہ مدد مانگ سکیں اور جس کے بارے میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی قضاوت کی تائید فرمائی

ہو"۔

حوالہ 25سال سکوتِ علی علیہ السلام،مصنف:فواد فاروقی،صفحہ54۔

"حضرت علی علیہ السلام نے تمام زندگی اسلام اور مسلمین کی خدمت کرتے ہوئے تکالیف برداشت کیں۔چاہے وہ زمانہ پیغمبر اسلام کے ساتھ جنگوں میں شامل ہوکر شمشیر زنی کی ہو یا زمانِ خلافت ِصحابہ ہو یا اپنی خلافت کا زمانہ۔لیکن تاریخ گواہ ہے کہ علی علیہ السلام نے سب سے زیادہ تکالیف اپنی خلافت و امامت کے زمانہ میں اٹھائیں کیونکہ وہ عدل و انصاف کے نمونہ تھے اور جتنی سختیاں مسلمانوں کو راہِ راست پر لانے کیلئے برداشت کرنا پڑیں، اُن سے کئی سو گنا سختیاں علی علیہ السلام نے اپنی ذات پر برداشت کیں اور اُن کے گھر والوں نے برداشت کیں تاکہ اُن کے تقدس میں کوئی خلل نہ آنے پائے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کئی صدیاں گزرجانے کے باوجود حضرت علی علیہ السلام کی حکمرانی دلوں پر قائم ہے ،زندہ باد نامِ علی علیہ السلام"۔

حوالہ 25سال سکوتِ علی علیہ السلام،مصنف:فواد فاروقی،صفحہ281۔

شیخ عبداللہ شبراوی(عالم مذہب ِشافعی)

"یہ سلسلۂ ہاشمی کہ جس میں خاندانِ مطہر نبوی،جماعت ِعلوی اوربارہ امام شامل ہیں، ایک ہی نور سے پیوستہ ہیں جس نے سارے جہان کو روشن کیا ہوا ہے۔ یہ بہت فضیلتوں والے ہیں۔ اعلیٰ صفات کے مالک ہیں۔ شرف و عزتِ نفس والے ہیں اور باطن میں بزرگیِ محمدی رکھتے ہیں"۔

حوالہ

"آئمہ اثنا عشری"،مصنف:شیخ احمد بن عبداللہ بن عباس جوہری،مقدمہ :آیت اللہ صافی گلپائیگانی،صفحہ45،نقل از "الاتحاف بحب الاشراف"،مصنف:شیخ عبداللہ شبراوی شافعی۔

ابوھذیل(اہلِ سنت کے مفکر اور دانشمند و استاد ابن ابی الحدید)

ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں:"میں نے اپنے اُستاد ابوھذیل سے سنا ہے: جب کسی شخص نے اُن سے پوچھا کہ خدا کے نزدیک علی علیہ السلام افضل ہیں یا حضرتِ ابوبکر؟تو جواب میں ابوھذیل نے کہا: وَاللّٰہِ لَمُبٰارِزَۃِ عَلِیٍّ عَمْرویَوْمَ الْخَنْدَقِ تَعْدِلُ اَعْمٰال الْمُھٰاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِوَطٰاعٰاتِھِمْ کُلَّھَا تُرْبٰی عَلَیْھَا فَضْلاً عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَحْدَہُ۔

"خدا کی قسم! علی علیہ السلام کا جنگ ِخندق میں عمروبن عبدودسے مقابلہ بھاری ہے تمام مہاجرین و انصار کی عبادتوں اور اطاعتوں پر، حضرتِ ابوبکر کا تنہا کیا مقابلہ!"

حوالہ محمد رازی، کتاب'چراشیعہ شدم'نقل از شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید،ج4ص334

ابن مغازلی(عالم معروف مذہب ِشافعی)

خدا کی حمدوثناء اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کے بعد لکھتے ہیں:

''درودوسلام ہو علی علیہ السلام پر ،مومنوں کے امیر ، مسلمانوں کے آقا،سفید اور چمکدار پیشانی والوں کے رہبر، نیکوکاروں کے باپ، روشن چراغ۔ درود ہو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا پر، بتول عذرا پر،نساء العالمین کی سردارپر،دختر رسول پر اور اُن کے دوفرزندوں پر،رسول کے نواسوں پر،جوانانِ جنت کے سرداروں پر''۔

حوالہ بوستانِ معرفت،ص694،نقل از مناقب،مصنف:ابن مغازلی،کتاب کے آغاز میں

عبدالرؤوف مناوی(عالم مذہبِ شافعی)

''اوّل وآخر کا خالق جانتا ہے کہ کتابِ خدا کو سمجھنے کا انحصار علمِ علی علیہ السلام پر ہے''۔

حوالہ

بوستانِ معرفت،صفحہ680،نقل از'' مناوی در فیض القدیر''جلد3،صفحہ47پر عبدالرؤوف مناوی نے حدیث2705(انامدینة العلم وعلی بابها) میں لکھا ہے۔

جاحظ(مفکر مذہبِ معتزلی)

”حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے برسرِ منبر کہا:’ہمارے خاندان کا کسی سے مقابلہ نہیں ہوسکتا‘۔

بالکل صحیح فرمایا۔ کس طرح مقابلہ ہو اُس خاندان سے کسی کا!اسی خاندان سے تو پیغمبر خداہیں اور اسی سے دو پاک فرزند (حسن اور حسین) ہیں اور سب سے پاک یعنی علی و فاطمہ اور پیغمبر اسلام اورراہِ خدا کے دو شہید :شیر خدا حمزہ اور صاحب ِعظمت حضرتِ جعفر “۔

حوالہ بوستانِ معرفت،صفحہ688،نقل از شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینابیع المودة، باب52۔

”حقیقت میں ذاتی دشمنیاں عقلِ سلیم کو نقصان پہنچاتی ہیں اورانسان کے اخلاقِ حسنہ کوخراب کرتی ہیں اور خصوصاً اہلِ بیت علیہم السلام سے دشمنی ،یعنی اُن کے فضائل اور اُن کی مسلّمہ افضلیت کو دوسروں کے مقابلہ میں جھگڑے کاباعث بنانا۔ لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم حق طلب کریں۔ اُسی کی پیروی کریں اور قرآن سے وہی مراد چاہیں جو حقیقتاً منظورِ خدا ہے۔ یہ سب اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم تعصب و خواہشاتِ نفس اور متقدمین(باپ دادا اور اساتذہ) کی غلط تقلیدکو دور پھینک دیں اور اہلِ بیت ِ اطہار علیہم السلام اور عترتِ پیغمبرکی دوسروں پر افضلیت کو تسلیم کریں“۔

حوالہ بوستانِ معرفت،صفحہ999،نقل از شیخ سلیمان قندوزی حنفی، باب52،ینابیع المودة۔

”امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے کئی سواقوالِ حکمت ہیں اور آپ کے ہر

قول سے ہزار ہزار حکیمانہ اقوال تفسیرہوسکتے ہیں“۔
حوالہ بوستانِ معرفت،صفحہ690،نقل از مناقبِ خوارزمی،باب24،صفحہ271۔

آفتاب ولایت

حضرت علی علیہ السلام شعرائے اہلِ سنت کی نظر میں

شعروشاعری کی زبان میٹھی اور اثر انگیز ہے۔ اکثر اوقات شعراء حضرات دو مصرعوں میں مخاطب کو وہ بات کہہ دیتے ہیں کہ یہ کلمات اُس کو گزشتہ گمراہی سے باہر لاتے ہیں اور نور کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔اس دنیا میں کوئی شخص ایسانہیں جو اشعار کی ان خصوصیات سے انکار کرے۔ اسی حقیقت کو نظامی ان الفاظ میں کہتے ہیں:

قافیہ سنجان کہ سخن برکشند
گنجِ دو عالم بہ سخن درکشند

اس بناء پر ایک مختصر سی نظر شعرائے اہلِ سنت کے کلام پر بھی ڈالیں گے جس میں انہوں نے منقبت و مدحِ مولیٰ علیہ السلام کی ہے۔ یہ نکتہ یہاں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگرچہ شیعہ شعراء نے منقبت

و مدحِ حضرت علی علیہ السلام میں کمال درجہ کے اشعار لکھے ہیں لیکن اس کتاب میں ہمارا مقصد اُن اشعار کو اکٹھا کرنا ہے جو برادرانِ اہلِ سنت نے علی علیہ السلام کی شان میں کہے ہیں۔ لہٰذا ہم شیعہ شعراء کے کلام سے یہاں اجتناب کریں گے۔

محمد بن ادریس شافعی(امام شافعی)

اذافی مجلس ذَکَرُواعلیاً
وسِبْطَیْہِ وَفاطمۃَ الزَّکیَۃَ

فَاجْرٰی بَعْضُہم ذِکرٰی سِوٰاہُ
فَاَیْقَنَ اَنَّہُ سَلَقْلَقِیَۃَ

اِذٰا ذَکَرُوا عَلیاً اَو ْبَنیہِ
تَشٰاغَلَ بِالْرِّوایاتِ الْعَلِیَۃِ

یُقال تَجاوَزُوا یاقومِ ھٰذا
فَھٰذا مِنْ حَدیثِ الرّٰافَضِیَّ ّ َ ة ِ

بَرِئتُ الی الْمُھَیْمِن مِن اناسِ

بَرونَ الرَّفْضَ حُبَّ الْفاطِمَیۃِ

عَلیٰ آلِ الرَّسولِ صَلوۃُ رَبِّی
وَ لَعْنَتُہُ لِتِلْکَ الْجاہِلِیَّۃِ

”جب کسی محفل میں ذکر ِعلی علیہ السلام ہویا ذکر ِسیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہاہویا اُن کے دوفرزندوں کا ذکر ہو، تب کچھ لوگ اس واسطے کہ لوگوں کو ذکر ِمحمد و آلِ محمدسے دور رکھیں، دوسری باتیں چھیڑ دیتے ہیں۔ تمہیں یہ یقین کرلینا چاہئے کہ جوکوئی اس خاندان کے ذکر کیلئے اس طرح مانع ہوتا ہے،وہ بدکار عورت کا بیٹا ہے۔ وہ لمبی روایات درمیان میں لے آتے ہیں کہ علی و فاطمہ اور اُن کے دو فرزندوں کا ذکر نہ ہوسکے۔وہ یہ کہتے ہیں کہ اے لوگو! ان باتوں سے بچو کیونکہ یہ رافضیوں کی باتیں ہیں(میں جو امام شافعی ہوں) خدا کی طرف سے ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جو فاطمہ سے دوستی و محبت کرنے والے کو رافضی کہتے ہیں۔ میرے رب کی طرف سے درودوسلام ہو آلِ رسول پر اور اس طرح کی جہالت(یعنی محبانِ آلِ رسول کو گمراہ یا رافضی کہنا) پر لعنت ہو“۔

حوالہ جات

1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودۃ، صفحہ329،باب62،از دیوانِ

شافعی۔

2۔ شبلنجی،کتاب نورالابصار میں،صفحہ139،اشاعت سال1290۔

علیٌّ حُبُّہُ الْجُنَّة
اِمامُ النّٰاسِ وَالْجِنَّة

وَصِیُّ المُصْطَفےٰ حَقّاً
قَسِیْمُ النّٰارِ وَالْجَنَّة

"حضرت علی علیہ السلام کی محبت ڈھال ہے۔ وہ انسانوں اور جنوں کے امام ہیں۔ وہ حضرت محمد مصطفےٰ کے برحق جانشین ہیں اور جنت اور دوزخ تقسیم کرنے والے ہیں"۔
حوالہ حموینی، کتاب فرائد السمطین میں،جلد1،صفحہ326۔

قٰالُوا تَرَفَّضْتَ قُلْتُ کَلّٰا
مَاالرَّفْضُ دِیْنی وَلَااعْتِقٰادِی

لٰکِنْ تَوَلَّیْتُ غَیْرَ شَکٍّ
خَیْرَ اِمامٍ وَ خَیْرَ هٰادٍ

اِنَّ كٰانَ حُبُّ الْوَصِیِّ رَفْضاً

فَاِنَّنِی اَرْفَضُ الْعِبٰادِ

”مجھے کہتے ہیں کہ تو رافضی ہوگیا ہے۔ میں نے کہا کہ رافضی ہونا ہرگز میرا دین اور اعتقاد نہیں۔ لیکن بغیر کسی شک کے میں بہترین ہادی و امام کو دوست رکھتا ہوں۔ اگر وصیِ پیغمبر سے دوستی و محبت رکھنا رفض(رافضی ہونا) ہے تو میں انسانوں میں سب سے بڑا رافضی ہوں“۔

حوالہ جات

1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، کتاب ینابیع المودة،صفحہ330،اشاعت قم،طبع اوّل1371۔

2۔ شبلنجی، کتاب نورالابصار،صفحہ139،اشاعت 1290۔

یٰارٰاکِباً قِفْ بِالْمُحَصَّبِ مِنْ مِنیٰ

وَاهْتِفْ بِسٰاکِنِ خِیْفِهٰا وَالنّٰاهِضِ

سَحَراً اِذَافَاضَ الْحَجِیْجُ اِلٰی مِنیٰ

فَیْضاً کَمُلْتَطَمِ الْفُراتِ الْفٰائِضِ

اَنْ كٰانَ رَفْضاً حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ
فَلْيُشْهَدِ الثَّقَلاٰنِ اِنِّیْ رٰافِضِیْ

”اے سواری! تو جو مکہ جارہی ہے،ریگستانِ منیٰ میں توقف کرنا،صبح کے وقت جب حاجی منیٰ کی طرف آرہے ہوں تو مسجد ِخیف کے رہنے والوں کو آواز دینا اور کہنا کہ اگر دوستیِ آلِ محمد رفض ہے تو جن و انس یہ شہادت دیتے ہیں کہ میں رافضی ہوں“۔

حوالہ جات

1۔ ابن حجر مکی،صواعق محرقہ،باب9،صفحہ97،اشاعت ِمصر۔
2۔ یاقوتِ حموی، کتاب معجم الادباء،جلد6،صفحہ387۔
3۔ فخر رازی، تفسیر کبیر میں،جلد7،صفحہ406۔

وَلَمَّا رَأَیْتُ النّٰاسَ قَدْ ذَهَبَتْ بِهِمْ
مَذَاهِبُهُمْ فِیْ اَبْحَرِ الْغَیِّ وَالْجَهْلِ

رَکِبْتُ عَلَی اسْمِ اللّٰهِ فِیْ سُفُنِ النَّجٰا
وَهُمْ اَهْلُ بَیْتِ الْمُصْطَفٰی خٰاتِمِ الرُّسُلِ

وَاَمْسَکْتُ حَبْلَ اللّٰہِ وَھُوَوِلاٰؤُھُمْ
کَمٰا قَدْ اُمِرْنٰا بِالتَمَسُّکِ بِالْحَبْلِ

اِذَا افْتَرَقَتْ فِی الدِّیْن سَبْعُوْنَ فِرْقَةً
وَنیِْفاً عَلیٰ مٰاجٰاءَ فِیْ وٰاضِحِ النَّقْلِ

وَلَم یَکُ ناجٍ مِنْھُمْ غَیْرَ فِرْقَةٍ
فَقُلْ لِیْ بِھٰا یٰا ذَاالرَّجٰاجَةِ وَالْعَقْلِ

أَفِی الْفِرْقَةِ الْھُلاٰکِ آلُ مُحَمَّد
اَمِ الْفِرْقَةُ اللّا تِیْ نَجَتْ مِنْھُمْ قُلْ لِیْ

فَاِنْ قُلْتَ فِی النّٰاجَیْنِ فَالْقَوْلُ وٰاحِدٌ
وَاِنْ قُلْتَ فِی الْھُلاٰکِ حَفْتَ عَنِ الْعَدْلِ

اِذَاکٰانَ مَوْلَی الْقَوْمِ مِنْھُمْ فَاِنَّنِی
رَضِیْتُ بِھِمْ لاٰزٰالَ فِیْ ظِلِّھِمْ ظِلّیْ

رَضِیْتُ عَلِیّاً لِیْ اِمٰاماً وَنَسْلَہُ
وَاَنْتَ مِنْ الْبٰاقِیْنَ فِیْ اَوْسَعِ الْحَلِ

”جب میں نے لوگوں کو جہالت اور گمراہی کے سمندر میں غرق دیکھا تو پھر بنامِ خدا کشتیِ نجات (خاندانِ رسالت اور اہلِ بیت ِ اطہار علیہم السلام) کا دامن پکڑا اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھاما کیونکہ اللہ کی رسی جو دوستیِ خاندانِ رسالت ہے ،کو پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔جس زمانہ میں دین تہتر فرقوں میں بٹ جائے گا تو کہتے ہیں کہ صرف ایک ہی فرقہ حق پر ہوگا ،باقی باطل پر ہوں گے۔اے عقل و دانش رکھنے والے! مجھے بتا کہ جس فرقہ میں محمد اورآلِ محمد ہوں گے، کیا وہ فرقہ باطل پر ہوگا یا حق پر ہوگا؟ اگر تو کہے کہ وہ فرقہ حق پر ہوگا تو تیرا اور میرا کلام ایک ہے اور اگر تو کہے کہ وہ فرقہ باطل اور گمراہی پر ہوگا تو تو یقینا صراطِ مستقیم سے منحرف ہوگیا ہے۔
یہ جان لو کہ خاندانِ رسالت قطعاً اور یقینا حق پر ہے اور صراطِ مستقیم پر ہے۔ میں بھی
اُن سے راضی ہوں اور اُن کے طریقے کو قبول کرتا ہوں۔ پروردگار! اُن کا سایہ مجھ پر ہمیشہ قائم و دائم رکھ میں حضرت علی علیہ السلام اور اُن کی اولاد کی امامت پرراضی ہوں کیونکہ وہ حق پر ہیں اور تو اپنے فرقے پر رہ ،یہاں تک کہ حقیقت تیرے اوپر واضح ہوجائے“۔

حوالہ

کتاب شبہائے پشاور،صفحہ227،نقل از ذخیرة المال،مصنف:علامہ فاضل عجیلی۔

یااَہْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ
فَرَضٌ مِنَ اللّٰہِ فِی الْقُرآنِ اَنْزَلَہُ

کَفَاکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اِنَّکُمْ
مَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَاصَلوٰةَ لَہُ

”اے اہلِ بیتِ رسول اللہ!آپ کی دوستی و محبت اللہ کی جانب سے قرآن میں فرض قرار دی گئی ہے:
(مندرجہ بالا اشعار میں امام شافعی کا اشارہ آیتِ زیر کی طرف ہے:
”قُلْ لا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْراً اِلَّاالْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی“)
آپ کی قدرومنزلت کیلئے یہی کافی ہے کہ جو آپ پر درود نہ پڑھے، اُس کی نماز قبول نہیں ہوتی“۔
اشعار کے آخر میں سخت و تند لہجہ میں دشمنانِ اہلِ بیت کو مخاطب کرتے

ہوئے کہتے ہیں:

لَولَمْ تَکُنْ فِی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ
ثَکَلَتْکَ اُمُّکَ غَیْرَ طَیِّبِ الْمَوْلِدِ

"اگر تم میں آلِ محمدکی محبت نہیں تو تمہاری ماں تمہارے لئے عزا میں بیٹھے کہ تم یقینا حرام زادے ہو۔

حوالہ جات

1۔ شیخ سلیمان قندوزی حنفی، ینا بیع المودة،صفحہ366،354،اشاعت قم،طبع اوّل1371۔

2۔ ابن حجر، کتاب صواعق محرقہ، صفحہ88۔

ابن ابی الحدید معتزلی(اہلِ سنت کے بہت بڑے عالم)

لو لا ابو طالبٍ و ابنُہُ
لَمَا مِثْلُ الدِّیْنِ شخصاً فقاما

فذاک بمکة اوی و حامی

و هذا بیثربٍ جَسَّ الْحَمٰامٰا

تَکَفَّلَ عَبْدَ مَنٰافٍ بامرٍ
وَ أودیٰ فکان عَلِیٌّ تَمٰامٰا

فَقُلْ فِیْ ثَبِیْرٍ مضی بعد ما
قضیٰ ما قضاء وأبقی شَماما

فَلِلّٰہِ ذا فاتحاً لِلْھدی
وَلِلّٰہِ ذَالِلْمَعٰالِیْ خِتاما

وَمٰاضَرَّ مَجْدَ اَبِیْ طالبٍ
جَھُوْلٌ لَغٰا اَوْ بَصِیْرٌ تعامیٰ

کما لا یضر اِیٰابُ الصَّبا
حِ مَنْ ظَنَّ ضَوْءَ النَّھٰارِ الظَّلاٰمٰا

”اگر حضرت ابو طالب اور اُن کا بیٹا(حضرت علی علیہ السلام) نہ ہوتے تو دین اسلام اس طرح مضبوط اور اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہوسکتا۔ حضرتِ

ابوطالب نے حضرت(پیغمبر اسلام) کو مکہ میں پایا اور حمایت کی جبکہ علی علیہ السلام نے پیغمبر اسلام کو مدینہ میں تلاش کیا اور حمایت کی۔حضرتِ ابوطالب اپنے والد عبدالمطلب کے حکم پر عبد مناف کے فرزندوں کے امور کے محافظ بن گئے اور علی علیہ السلام نے یہ ذمہ داری احسن طریقہ سے آخر تک نبھائی اور اس کی تکمیل کی۔ پس کہو اُس کے بارے میں جو قضائے الٰہی سے فوت ہوگئے لیکن اپنی خوشبو(علی علیہ السلام) کی صورت میں چھوڑ گئے۔ حضرتِ ابوطالب نے رضائے خدا کیلئے دین کی خدمت کی اور علی علیہ السلام نے اُس کی تکمیل کی اور اُس کو اعلیٰ مقام تک پہنچایا۔ جاہلوں اور نادانوں کی لغو باتیں اور داناؤں کی اندھی باتیں عظمتِ ابوطالب کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں کیونکہ اگر کوئی روزِ روشن کو رات کہے اور روشنی کو تاریکی لکھے تو اس سے نورانیتِ روز اور روشنی پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا“۔

حوالہ

شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی الحدید نے جلد3،صفحہ321،اشاعتِ بیروت،صفحہ318اور اشاعتِ مصرمیں یہ اشعار بزرگیِ ابو طالب علیہ السلام کیلئے لکھے۔

و خیرُ خلقِ اللّٰہِ بَعْدَ الْمصطفیٰ

اعظمُهُم یومَ الفَخار شَرَفا

السَّیِّدَ الْمُعَظَّمُ الْوَصِیُّ
بَعْلُ الْبَتُولِ المرتضیٰ عَلِیٌّ

وابناهُ ثُمَّ حَمزةٌ و جَعفرٌ
ثُمَّ عتیقٌ بَعْدَھُمْ لاٰ یُنْکَرُ

”رسولِ خداکے بعد بہترین انسان، یومِ افتخار میں سب شرفاء سے زیادہ بزرگ، وصیِ مصطفےٰ، ہمسرِ بتول ، عزت و شرف والا سید وسردار علی مرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔ اُن کے بعد اُن کے دو بیٹے(حسن اور حسین) اور اُن کے بعد حمزہ و جعفر طیار ہیں“۔

حوالہ

ابن ابی الحدید،شرح نہج البلاغہ،جلد3،صفحہ40،اشاعت مصر اور اشاعت بیروت۔

یَقُوْلُوْنَ لِیْ قُلْ فِیْ عَلِیٍّ مَدَائِحُ
فَاِنْ اَنَالَمْ اَمْدَحْہُ قٰالُوْا مُعٰانِدٌ

وَمٰاصُنْتُ عَنْہُ الشِّعْرَمَنْ ضَعْفِ ھٰاجِسٍ
وَلاٰ اِنَّنِیْ عَنْ مَذْھَبِ الْحَقِّ عٰائِدٌ

فَلَوْ اَنَّ مٰاءَ الْاَبْحُرِ السِبْعَةِ الَّلتِیْ
خُلِقْنَ مِدٰادٌ وَالسَّمٰوٰاتِ کٰاغِذٌ

وَاَشْجٰارَ خَلْقِ اللّٰہِ اَقلاٰمُ کٰاتِبٍ
اِذِالْخَلْقُ اَفْنٰاھُنَّ عٰادَتْ عَوٰائِدٌ

وَکٰانَ جَمِیْعُ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ کٰاتباً
اِذاَکَلَّ مِنْھُمْ وٰاحِدً بَعْدُ وٰاحِدٌ

فَخَطُّوْا جَمِیْعاً مَنْقَباً بَعْدَ مَنْقَبٍ
لَمٰا خُطَّ مِنْ تِلْکَ الْمَنٰاقِبِ وٰاحِدٌ

"لوگ مجھے کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام کی مداحی کروں۔ اگر میں آنحضرت کی مداحی نہ کروں تو ڈرتا ہوں کہ مجھے اُن کا دشمن کہیں گے۔ اگر کبھی کبھی میں اُن کی شان میں کچھ شعر کہہ دیتا ہوں تو وہ ضعف ِنفس

کی وجہ سے نہیں اور میں وہ نہیں ہوں جو مذہب ِحق سے پھر جاؤں۔ اگر سات دریا جو پیدا کئے گئے ہیں،اُن کے پانی کو جمع کیا جائے اور تمام آسمان کاغذ کی شکل بن جائے اور
تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام لوگ یکے بعد دیگرے لکھ لکھ کر تھک جائیں اور چاہیں کہ آنحضرت کی فضیلتیں اور خوبیاں لکھیں تووہ آنحضرت(علی علیہ السلام) کی ایک فضیلت بھی نہ لکھ سکیں گے“۔

حوالہ

ابن ابی الحدید، کتاب ”علی ،چہرئہ درخشانِ اسلام“ترجمہ: علی دوانی، صفحہ5(مقدمۂ کتاب)

اَلَمْ تُخْبَرِالاخبارَ فی فتحِ خیبرٍ
ففیھا لِذِی الُّلبِّ الملبِّ أعٰاجیب

وما اَنَساالْاُنسَ اللَّذین تَقدَّما
وفرَّھما والفرُّ قد عَلِماحوب

وللرّایۃ العظمی وقد ذَھَبابھا
مَلابِسُ ذُلٍّ فوقَھا و جلابیب

يَشِلُّهُمٰا من آل موسیٰ شَمَردَلُ
طویلُ نجادِ السَّیف اجیدُ یعبوب

یَمجُّ مَنوناً سیفُہ وسنانُہ
ویَلْهَبُ ناراً غَمْدُہُ والانابیب

اُحَضِّرْهُمٰا اَمْ حُضِّرْاخَرْجَ خاضبٍ
وَ ذانَهُمٰاام ناعم الخدّ مخضوب

عذرتکما انّ الحمام لمبغض
وانّ بقاء النّفس للنّفس محبوب

لیکرہ طعم الموت والموت طالب
فکیف یلذّالموت والموت مطلوب

"کیا تو نے فتح خیبر کا پورا واقعہ نہیں پڑھا ہے جو مختلف رموز و اشارات و عجائب سے بھرا پڑا ہے اور عاقلوں کیلئے موجب ِحیرت ہے کیونکہ وہ دونوں حضرات(یعنی ابوبکر□ اور عمر□)علوم و فنونِ جنگ سے آشنا نہ

تھے۔لہٰذا انہوں نے اُسے(پرچمِ باعظمت کو) پشیمانی و ذلت والا لباس پہنایا اور جنگ میں فرار کو قرار پر اختیار کیا حالانکہ یہ بھی جانتے تھے کہ جنگ میں فرار گناہ ہے۔ یہ اس لئے کہ یہودیوں کے سرداروں میں ایک جوان بلند قدوقامت،مضبوط گھوڑے پر سوار، ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ہوئے،ہوا میں لہراتا ہوا ان پر ایسے حملہ آور ہوا تھا جیسے دست بستہ دوخوش صورت پرحملہ کررہا ہو۔

موت کا خوف ،تلوار کی جھنک اور نیزے کی کھنک نے اُن کے دل ہلا دئیے ۔(ابن ابی الحدید کہتے ہیں) کہ میں آپ(حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) کی طرف سے معذرت چاہتا ہوں کیونکہ موت ہر انسان کیلئے باعثِ ترس ہے اور زندگی ہر انسان کیلئے محبوب ہے۔ آپ دونوں بھی(دوسروں کی طرح) موت کا مزہ چکھنے سے بیزار تھے ،حالانکہ موت ہر ایک کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ پس کس طرح تم خود موت کو چاہتے اور اُس کا مزہ چکھتے“۔

حوالہ کتاب شبہائے پشاور،صفحہ416،یہ اشعار اُن سات قصیدوں میں سے ہیں جو ابن ابی الحدید نے مولا علی علیہ السلام کی شان میں کہے تھے۔

قاضی ابوالقاسم تنوخی

من ابن رسول اللّٰہ وابن وصیّہ

الی مدغل فی عقبة الدّین ناصب

نشابین طنبور وزق و مزهر
وفی حجر شاد اوعلی صدر ضارب

ومن ظهر سکران الی بطن قینہ
علی شبہ فی ملکها و سوائب

یعیب علیّاً خیر من وطأ الحصی
واکرم سارفی الانام وسوائب

ویزری علی السبطین سبطی محمّد
فقل فی حضیض رام نیل الکواکب

و ینسب افعال القرامط کاذباً
الی عترة الهادی الکرام الأطائب

الی معشر لایبرح الذّم بینهم
ولا تزدری اعراضهم بالمعائب

اذا ما انتدواکانواشموس بیوتهم
وان رکبواکانواشموس المواکب

وان عبسوا یوم الوغی ضحک الردی
وان ضحکوا أبکواعیون النوادب

نشوبین جبریل وبین محمّد
وبین علیّ خیر ماش و راکب

وزیر النبی المصطفی ووصیہ
ومشبھہ فی شیمہ وضرائب

ومن قال فی یوم الغدیر محمّد
وقدخاف من غدر العداة النواصب

أمٰااِنَّنِی اولی بکم من نفوسکم
فقالوا:بلی قول المریب الموارب

فقال لهم:من كنت مولاه منكم
فهذا أخی مولاه بعدی وصاحبی

اطیعوه طراً فهومنی بمنزل
کهارون من موسی الکلیم المخاطب

”یہ پیغام فرزندِرسول اور فرزندِوصیِ رسول کی جانب سے اُس کی طرف ہے جو دھوکے باز اور ناصبی ہے(اس میں مخاطب عبداللہ بن معز عباسی ہے جو آلِ ابوطالب کا سخت دشمن تھا اور تمام دشمنانِ آلِ ابوطالب بھی مخاطب ہیں)اور جس نے بلاشک و شبہ طبلہ و سارنگی ،موسیقی و نغمہ کے ماحول میں پرورش پائی ہے۔ یہ پیغام اُس کی طرف ہے جو علی علیہ السلام جیسی جری اور بہادر شخصیتِ اسلام میں عیب جوئی کرتا ہے۔ اُس کی طرف ہے جو دوفرزندانِ رسول اللہ کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے۔ اُسے کہہ دیجئے کہ اُس کا مقام پست ترین جگہ ہوگا۔
یہ وہی ہے جو افعالِ بد کو اپنی گمراہی کی وجہ سے پیغمبر خدا کے خاندان کی طرف نسبت دیتا ہے جبکہ خاندانِ پیغمبر خدا انتہائی پاک اور بلند ہیں اور کسی قسم کی برائی اُن تک رسائی نہیں پاسکتی اور کسی قسم کا بھی کوئی عیب اُن کی عصمت و طہارت کو چھو نہیں سکتا۔ وہ (خاندانِ رسول) جس محفل میں ہوں،اُسے منور کردیتے ہیں اور اُس میں مانندِخورشید چمکتے ہیں۔

وہ جس سواری پر سوا رہوں،اُس کیلئے باعثِ شرف ہوتے ہیں۔ وہ سواری باقی سواریوں میں مثلِ خورشید ممتاز ہو جاتی ہے۔ اگر جنگ کے روز آنکھیں کھولیں تو ہلاکت ہنستی ہے اور اگر وہ ہنسیں تو دیدئہ حوادث روتی ہے۔ یہ وہ افراد ہیں جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،حضرت علی علیہ السلام اور حضرت جبرئیل جو کہ بہترین پیادہ اور بہترین سوار ہیں، کے درمیان پرورش پائی ہے۔ علی علیہ السلام جو کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر ہیں اور اُن کے وصی ہیں اور اخلاق و اطوار میں اُن کی شبیہ ہیں اور ان کے بارے میں پیغمبر اسلام نے اُن مخصوص حالات میں جب وہ ناصبیوں سے دشمنی کا خطرہ بھی محسوس کررہے تھے، فرمایاکہ:'اے لوگو! کیا تمہیں میں تمہاری جانوں سے زیادہ عزیز نہیں ہوں؟' تو سب نے بغیر کسی تردد کے کہا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ہیں۔ پس پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس کا میں مولا ہوں، اُس کا یہ علی جو میرا بھائی اور دوست ہے، میرے بعد مولا ہے۔ سب اُس کی اطاعت کریں ۔ اُس کی نسبت میرے نزدیک ایسے ہے جیسے حضرتِ ہارون کی نسبت حضرتِ موسی کلیم اللہ سے تھی"۔

تعارفِ قاضی ابوالقاسم تنوخی

قاضی ابوالقاسم تنوخی چوتھی صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ وہ ایک دانشمند اور مذہبِ حنفی سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کا یہ کلام کتاب

”الغدیر“،جلد3،صفحہ377سے نقل کیا گیا ہے۔

خطیب خوارزمی(مذہبِ حنفیہ کے بہت بڑے مفکر)

ألاهل من فتی کأبی ترابٍ
امام طاهر فوق الترابِ

اذاما مقلتی رمدت فکحلی
ترابٌ مسَّ نعل أبی ترابٍ

محمّد النّبیُ کمصر علم
امیرالمؤمنین لہ کَبٰابٍ

هوالبکّاء فی المحراب لکن
هوالضحاک فی یوم الحرابِ

وعن حمراء بیت المال أمسی
وعن صفرائہ صفر الوطابِ

شیاطین الوغی دُحروا دحوراً

بہ اِذ سلَّ سیفاً کالشھابِ

علیٌ بالھدایۃ قد تحلّی
ولمّا یدرع برد الشبابِ

علی کاسر الأصنام لمّا
علاکتف النَّبیِّ بلا احتجابِ

علیٌ فی النساء لہ وصیٌ
أمین لم یمانع بالحجابِ

علیٌ قاتلٌ عمرو بن ودّ
بضرب عامر البلد الخرابِ

حدیث برائۃ وغدیر خمّ
ورایۃ خیبر فصل الخطابِ

ھما مثلاً کھارون و موسیٰ
بتمثیل النَّبیِّ بلا ارتیابِ

بنی فی المسجد المخصوص باباً
لہ اذ سدَّ أبواب الصّحابِ

کأنُ الناس کلّهم قشورٌ
و مولانا علیٌ کاللبابِ

ولایة بلاریب کطوقٍ
علی رغم المعاطس فی الرّقابِ

اذا عُمَرُ تخبَّط فی جواب
ونَبّهہ علیٌ بالصَّوابِ

یقول بعَدلِہ لولا علیٌّ
هلکتُ هلکتُ فی ذاک الجوابِ

ففاطمةٌ و مولانا علیٌ
ونجلاء سروری فی الکتابِ

و من یک دأبہ تشبید بیتٍ
فها أنا مدح أهل البیت دابی

و ان یکن حبّهم هیهات عاباً
فها أنا مذ عقلت قرین عابٍ

لقد قتلوا علیّاً مذ تجلّی
لأهل الحقِّ فحلاً فی الضَّرابِ

و قد قتلوا الرضا الحسن المرجّی
جواد العرب بالسمّ المذابِ

وقد منعواالحسین الماء ظلماً
وجُدّلِ بالطعان وبالضّرابِ

ولولا زینب قتلوا علیاً
صغیراً قتل بقٍّ او ذُبابٍ

وقد صلبواامام الحقِّ زیداً

فیاللّٰہِ من ظلم عجابٍ

بنات محمد فی الشمس عطشی
و آل یزید فی ظلّ القبابِ

لآل یزید من اٰدم خیامٌ
و أصحاب الکساء بلا ثیابٍ

"ابوتراب جیسا جوان کہاں ہے اور ابوتراب جیسا پاک رہبر اس دنیا میں کہاں ہے؟ اگر میری آنکھیں تکلیف میں مبتلا ہوجائیں تو میں ان کے جوتے سے لگی ہوئی خاک کو سرمہ بنالوں۔حضرت محمد مصطفےٰ علم کا شہر ہیں اور امیرالمؤمنین علی علیہ السلام اس شہرعلم کا دروازہیں۔ محرابِ عبادت میں گریہ کرتے اور میدانِ جنگ میں ہنستے ہوئے آتے۔ آپ نے دنیاوی زرودولت سے آنکھیں بند کرلیں اور درہم و دینار اکٹھے نہ کئے۔وہ میدانِ جنگ میں شیطان کے لشکر کو تہس نہس کردیتے تھے کیونکہ اُن کی شمشیر بجلی بن کر دشمن پر گرتی تھی۔یہ حضرت علی علیہ السلام ہیں جو نورِ ہدایت سے مزّین تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ جوانی میں قدم رکھتے، انہوں نے اہلِ مکہ کے بت پیغمبر اسلام کے دوشِ مبارک پرکھڑے ہوکر پاش پاش کردئیے۔ یہ علی علیہ السلام ہی تھے جو بہ نص وصیتِ پیغمبراُمہات المؤمنین کے کفیل

بنے۔ علی علیہ السلام اور پیغمبر خدا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں تھا۔ علی علیہ السلام نے اپنی شمشیر کی ضرب سے عمر بن عبدود کو زمین پر گرادیا۔ یہ ایسی ضربت تھی جس نے اسلام کو آباد کردیا اور کفر کو برباد کردیا۔ حدیث برائت اور غدیر خم اور روزِ خیبرآپ کو پرچم کا عطا کرنا ذرا یاد کرو۔

حضرت محمد اور حضرت علی علیہ السلام کی نسبت ایسی ہی ہے جیسے حضرتِ موسیٰ کی حضرتِ ہارون سے تھی۔ یہ نسبت خود پیغمبر اسلام نے بیان فرمائی ہے۔ مسجد میں تمام کھلنے والے دروازے بند کروادئیے مگر علی علیہ السلام کے گھر کا دروازہ کھلا رکھا۔ تمام انسان مانندِجسم ہیں اور مولا امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی مثال مغز کی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت تمام مؤمنوں کی گردنوں میں مانندِطوق ہے۔آپ نے دشمن کی ناک کو خاک پر رگڑا۔جب بھی عمر بن خطاب نے مسائل دینیہ میں غلطی کی توعلی علیہ السلام نے اُس کو ٹھیک کردیا۔ اسی واسطے حضرت عمر نے کہا کہ اگر علی علیہ السلام نہ ہوتے اور میری غلطیوں کی اصلاح نہ فرماتے تو عمر ہلاک ہوجاتا۔ لہٰذا جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور امیرالمؤمنین علی علیہ السلام اور اُن کے دو بیٹے ہمارے لئے باعثِ خوشی و مسرت ہیں۔ کوئی جس خاندان کی چاہے مدح خوانی کرے مگر میں تو اہلِ بیت محمد کا ثناء خواں ہوں۔ اگر اُن سے محبت باعثِ ندامت و شرمندگی ہے، اور حیف ہے کہ ایسا ہو تو پھر جس روز سے مجھے عقل آئی تو میں اُس روز سے اس ندامت

و شرمندگی کو قبول کرتا ہوں۔علی علیہ السلام جو کہ حق پرستوں کے رہبر تھے، وہ اکیلے ہی مردِ میدان تھے۔ اُن کے بیٹے امام حسن علیہ السلام کو قتل کردیا۔ اُن کے بیٹے امام حسین علیہ السلام کو آبِ فرات سے محروم رکھا اور تیروتلوار اور نیزہ سے اُن کو خاک و خون میں غلطان کردیاگیا۔ اگر سیدئہ زینب سلام اللہ علیہا نہ ہوتیں تو(وہ لوگ) علی ابن الحسین علیہما السلام کو بھی قتل کردیتے۔ کمسن زید بن علی علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا۔ پروردگار!یہ کتنا بڑا ظلم تھا۔کیا یہ عجیب نہیں کہ محمد کی بیٹیاں دھوپ میں پیاسی کھڑی ہوں اور یزید کے اہلِ خانہ محل میں آرام کررہے ہوں۔ آلِ رسول کیلئے جو اصحابِ کساء ہیں،کوئی چادر نہ ہو جبکہ اہلِ یزید کیلئے زرق برق لباس ہوں"۔

حوالہ کتاب "الغدیر"جلد4،صفحہ397میں ،یہ خوارزمی کا قصیدہ درج ہے۔ یاد رہے کہ حافظ ابوالموید،ابومحمد، موفق بن احمد بن ابی سعید اسحاق بن مؤید مکی حنفی علمائے اہلِ سنت میں مشہورِ عالم ہیں جو چھٹی صدی ہجری میں گزرے ہیں۔

محی الدین عربی(مذہب ِحنفی کے ایک معروف مفکر)

رَأَیتُ وِلائی آلَ طٰہٰ فَریضۃً

علیٰ رغمِ اَہْلِ الْبُعْدِ یُورِثُنِی الْقُرْبیٰ

فمٰا طَلَبَ الْمَبْعُوْثُ اَجراً عَلیَ الْھُدیٰ
بِتَبْلِیْغِہِ اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبیٰ

”اہلِ بیت محمد کو دوست رکھنا میرے اوپر واجب ہے کیونکہ ان کی دوستی مجھے خدا کے نزدیک کردیتی ہے ،برخلاف اُن کے جن کی دوستی خدا سے دور کردیتی ہے۔ پیغمبر اسلام نے تبلیغِ دین پر اپنی کوئی اُجرت طلب نہیں کی سوائے اس کے کہ اُن کے قرابت داروں(اہلِ بیت یعنی علی علیہ السلام، جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا، امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام) سے محبت کی جائے“۔

حوالہ
کتاب”زندگانیِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا“،مصنف:شہیدِمحراب آیۃ اللہ دستغیب، صفحہ35،نقل از ”الصواعق“۔

قاضی فضل بن روزبہان(عالمِ معروف اہلِ سنت)

سلامٌ علی المصطفیٰ المجتبیٰ
سلامٌ علی السیّد المرتضیٰ

سلام على سیّدِتنا البتول
مَن اختارها اللّٰہ خیر النّساء

سلام من الْمِسْک اَنفاسُہٗ
علی الحسن الامعیِّ الرّضا

سلام على الاورعی الحسین
شہید یری جسمہ کربلا

سلام على سیّد العابدین
علی ابن الحسین الزّکی المجتبیٰ

سلام على الباقر المہتدی
سلام على الصّادق المقتدی

سلام على الکاظم الممتحن
رضیّ السجایا امام التقی

سلام على الثّامن المؤتمن

عليّ الرّضا سيّدِ الاصفياء

سلام على المتّقى التّقى
محمّد الطيب المرتجى

سلام على الالمعىّ النّقى
عليّ المكرّم هادى الورى

سلام على السيّد العسكرى
امام يجهزّ جيش الصَّفا

سلام على القائم المنتظر
أبى القاسم الغرّ نورالهدى

سيطلع كالشّمس فى غاسق
ينجيہ من سيفہ المنتفى

ترى يملا الارض من عدلہ
كما ملأت جور اهل الهوى

سلام علیہ و آبائہ
و انصارہ ما تدوم السَّماء

”سلام ہو اُن پر جو مصطفےٰ بھی ہیں اور مجتبیٰ بھی ہیں۔ سلام ہو ہمارے مولا علی المرتضیٰ پر۔
سلام ہو سیدہ فاطمة الزہرا پر جو بتول ہیں ،جن کو خدا نے دنیا کی تمام عورتوں کا سردار چن لیا۔
سلام ہواُس پر کہ جس کے نفس سے مُشک و عنبر کی خوشبو آتی تھی یعنی امام حسن علیہ السلام جو نہایت عقلمند اور ہردلعزیز ہیں۔
سلام ہو پرہیزگار ترین فرد شہیدِکربلاحسین ابن علی پر کہ جن کا جسم شہادت کے بعد کربلا میں دیکھا گیا۔ سلام ہو سید الساجدین علی ابن الحسین پر جو پاک و مجتبیٰ ہیں۔
سلام ہو امام باقرعلیہ السلام(حضرتِ محمد ابن علی) پر جو ہدایت یافتہ ہیں۔
سلام ہو امامِ جعفر صادق علیہ السلام پر جو امام اور پیشواہیں۔
سلام ہو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر جو امتحان شدہ ہیں جو امام المتقین ہیں۔
سلام ہو آٹھویں امین، سید الاوصیاء امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام پر۔

سلام ہو متقی امام محمد ابن علی تقی علیہ السلام پر جو پاک و طاہر ہیں اور سرمایۂ اُمید ہیں۔

سلام ہو عقلمند اور باخبر امام علی ابن محمد نقی علیہ السلام پر جو بزرگ اور ہادی العالمین ہیں۔

سلام ہو ہمارے مولا امام حسن ابن علی العسکری علیہ السلام پر جو لشکر پاکیزگی سے مزّین ہیں۔

سلام ہو امام القائم والمنتظر(حضرتِ مہدی علیہ السلام) حضرتِ ابوالقاسم پر جو امامِ نورانی ہیں اور راہِ ہدایت کی روشنی ہیں ۔ جو انشاء اللہ ظہور کریں گے جیسے سورج جب طلوع ہوتا ہے تو تمام تاریکی غائب ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جب یہ امام ظہور فرمائیں گے تو تمام روئے ارض عدل و انصاف سے اس طرح بھر جائے گی جیسے اس سے پہلے ظلم و ستم اور ہوس سے بھری ہوئی ہے۔

سلام ہو اُن پر اور اُن کے آباء و اجداد پر اور اُن کے انصار پر تا قیامِ قیامت‘‘۔

حوالہ

کتاب شبہائے پشاور، مصنف: مرحوم سلطان الواعظین شیرازی، صفحہ75،نقل از کتاب ابطال الباطل، مصنف: قاضی فضل بن روزبہان۔

حسان بن ثابت

تعارف حسان بن ثابت

حسان بن ثابت ایک بلند پایہ شاعرِ اسلام ہیں۔ یہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں حیات تھے۔ پیغمبر اسلام ان کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حسان کے شعروں کو شعر نہ کہو بلکہ یہ سراسر حکمت ہیں۔

یُنادِیْهِمُ یومَ الغدیر نبیّهم
بخُمٍّ واسمع بالرّسول منادیاً

وقال فمن مولا کُمْ وَوَلِیُّکُمْ
فقالوا ولم یَبْدوا هناک التعامیا

الهُک مولانا وانت ولّینا
ولم تلقَ منّا فی الولایة عاصیا

فقال لہ قُمْ یا علیُّ فَاِنَّنِیْ
رَضیتُک من بَعْدی اماماًوهادیا

فمن كُنْتُ مولاہ فھذا ولیّہ
فکونوالہ انصارَ صدقٍ مُوالیا

ھناک دَعَا اللّٰھُمَّ والِ ولیَّہ
وکن للّذی عادیٰ علیّا معادیا

”غدیر خم کے روز پیغمبر اکرم نے اُمت کو آواز دی اور میں نے آنحضرت کے منادی کی ندا سنی۔ پیغمبر اکرم نے فرمایا:تمہارا مولیٰ اور ولی کون ہے؟ تو لوگوں نے صاف صاف کہا کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور آپ ہمارے ولی ہیں اور کوئی بھی اس کا انکار نہیں کرتا۔پس آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی : اٹھو! میں اس پر راضی ہوں کہ میرے بعد آپ اس قوم کے امام اور ہادی ہوں اور فرمایا کہ جس جس کا میں مولیٰ ہوں، اُس اُس کا یہ علی مولا ہے، تم تمام سچائی اور وفاداری کے ساتھ اس کے حامی و مددگار بن جاؤ۔ پھر آپ نے دعا کی کہ خدایا! تو اُس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اُس کا دشمن ہوجو علی سے دشمنی کرے“۔ حوالہ خوارزمی، کتاب مقتل، باب4،صفحہ47اور حموینی، کتاب فرائد السمطین اور گنجی شافعی ،کتاب کفایة الطالب، باب اوّل۔

من ذا بخاتمة تصدّق راکعاً

واسرَّها فی نفسہ اسراراً؟

من کان باتَ علی فِراشِ محمّدٍ
ومحمّدٌ اَسْریٰ یَؤُمُّ الغارا؟

من کان فی القرآن سُمِّی مؤمناً
فی تِسْعِ آیاتِ تُلینَ غَزارا؟

”وہ کون ہے جس نے حالتِ رکوع میں اپنی انگشتری فقیر کو دے دی اور اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا؟ وہ کون ہے جو پیغمبر خدا کے بستر پر سویا جب پیغمبر عازمِ غارِ ثور تھے؟ وہ کون ہے جو قرآن میں نو مرتبہ مؤمن کے لقب سے پکارا گیا ہے اور یہ آیتیں بہت پڑھی جاتی ہیں؟“

حوالہ

کتاب الٰہیات و معارفِ اسلامی، مصنف: استاد جعفر سبحانی، صفحہ395نقل کیا گیا ہے تذکرۃ الخواص سے صفحہ18، اشاعتِ نجف۔

وکان علیٌّ ارمدَ العین یبتغی
دواء فلمّا لم یحسّن مداویاً

شفاه رسولُ اللّٰہ منہ بتفلۃٍ
فبورکَ مرقّیاً و بورکَ راقیاً

وقال سأعطی الرایۃَ الیومَ صارماً
کمیّاً محبّاً للرسول موالیاً

یُحبّ الھی والالہُ یُحبّہ
بہ یَفْتَحِ اللّٰہُ الحُصونَ الأِوابیا

فأصفی بھا دونَ البریّۃ کلِّھا
علیّاً وسمّاہ الوزیرَ المؤاخیا

''حضرت علی علیہ السلام کی آنکھوں میں درد تھا۔ انہوں نے دواتلاش کی مگر دوانہ مل سکی۔ پیغمبر خدا نے اُن کی آنکھوں پر لعاب لگایا اور علی علیہ السلام کو شفا ہوگئی۔ اس طرح بیمار بھی انتہائی خوش تھا اور طبیب بھی۔ آپ نے فرمایا کہ کل(روزِ خیبر) میں پرچم اُس کو دوں گا جو مردِ میدان ہوگا ، جو خدا اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا، خدا اور اُس کا رسول بھی اُس کو دوست رکھتے ہوں گے اور یہ درِ خیبر خدا اُس کے ہاتھ سے

کھلوائے گا۔ پس پیغمبر اسلام نے علی علیہ السلام کو ان اعزازات کی وجہ سے تمام لوگوں سے بلندی عطا فرمائی ہے اور اُن کو اپنا وزیر اور بھائی قرار دیا ہے"۔

حوالہ

کتاب مصباح الموحدین، مصنف: حجة الاسلام حاجی شیخ عباس علی وحیدی منفرد، صفحہ159 اور کتاب شبہائے پشاور،صفحہ422 میں نقل کیا گیا ہے۔ کتاب"فصول المہمہ" سے مصنف ابن صباغ مالکی، صفحہ21اور گنجی شافعی کتاب کفایة الطالب، باب14سے۔

عمربن فارض مصری

ذَھَبَ العُمْرُ ضیاعاً وانقضیٰ
باطلاً اِنْ لم اَفُزْ منک بشَی

غیرَما اوتیتُ مِن عھدی الولا
عترةَ المبعوثِ مِن آلِ قُصُی

"میری عمر ضائع ہوگئی اور باطل پر گزر گئی ۔ اب جب میں مرگ کے قریب ہوں،میرا ہاتھ خالی ہے، تنہا میرا آسرا اور میرے دل کی راحت کا

سامان عترتِ پیغمبر (یعنی علی و فاطمہ وحسن اور حسین) ہیں"۔
حوالہ کتاب "سید الشہداء"،مصنف:آیة اللہ شہید دستغیب،صفحہ118اور کتاب"ولاء ھا وولایتھا"، مصنف: شہید مرتضیٰ مطہری، صفحہ39۔
عمر بن فارض مصری ایک معروف عربی شاعر ہے۔ برادرانِ اہلِ سنت اُسے صاحب ِکرامت مانتے ہیں اور اُس کے بہت بلند مرتبے کے قائل ہیں۔ اُس نے یہ اشعار اپنے قصیدہ"یائیہ اش" کے آخر میں لکھے ہیں۔

مجد الدّین ابن جمیل

فأنی سوف أدعواللّٰہ فیہ
وأجعل مدح(حیدرةٍ) أماما

وأبعثھا الیہ مُنَقّحات
یفوح المسک منھا والخزامی

ومن اعطاة یوم (غدیر خُمٍّ)
صریح المجد والشرف القدامی

ومن ردّت ذکاء لہ فصلّی

أداءً بعد ماثنت اللثاما

واَثر بالطّعام وقد توالت
ثلاث لم يذق فيها طعاماً

بقرص من شعير ليس يرضی
سوی الملح الجريش لہ اِداما

اباحسن وانت فتی اذا ما
دعاه المستجير حمی و حاما

أزرتک يقظةً غرر القوافی
فزرنی يابن فاطمة مناما

بشّرنی بأنَک لی مجيرٌ
وانّک مانعی من أن اضاما

فکيف يخاف حادثة الليالی
فتیً يعطيہ (حيدرةٌ) ذماما؟

”میں اُس مہینے(ماہِ حرام) میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا اور مدح و ثنائے علی علیہ السلام کو اپنے سامنے رکھوں گا اور وہ اس حالت میں ہوگی کہ وہ پاکیزہ ہوگی اور اُس میں سے مُشک و عنبر کی خوشبو آتی ہوگی۔ اسے میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں گا۔ علی علیہ السلام ، وہ جن کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یومِ غدیر خم سب کے سامنے بزرگی و شرافت و بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ وہ علی علیہ السلام جس کیلئے اُس وقت سورج پلٹا جب چاروں طرف تاریکی چھا چکی تھی تاکہ وہ وقت پر نماز پڑھ سکیں۔یہ وہ علی ہیں جنہوں نے متواتر تین روز تک کوئی غذا نہ کھائی اور اپنی غذا دوسروں کو دے دی۔(یہ سورئہ دہر کی طرف اشارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

” وَيُطْعِمُوْنَ الطعَامَ عَلَى حُبِّہ مِسْكِيْناً وَّ يَتِيْماً وَ اَسِيْرا “

اُن کی غذا نانِ جویں ہوتی تھی اور وہ اس پر راضی نہ ہوتے تھے کہ ان کے ساتھ نمک کے علاوہ کوئی اور غذا رکھی جائے۔ اے ابوالحسن ! تو ایساجواں مرد ہے کہ اگر کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے تو تو یقینا اُس کو پناہ دیدے گا۔ اے فاطمہ بنت اسد کے بیٹے! میں ان اشعار کے ذریعے جاگتے ہوئے تیری زیارت کیلئے آیا ہوں ۔ تو بھی مجھے سوتے ہوئے اپنی ملاقات کا شرف عطا فرما اور مجھے یہ بشارت دے کہ تو مجھے پناہ دے گا اور مجھے رنج و غم سے نجات دلا ئے گا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی اپنے کاموں کی باگ ڈور

حیدر کے ہاتھ میں دے اور پھر بھی حوادثِ زمانہ سے ڈرے‘‘۔

حوالہ

کتاب’’الغدیر ‘‘، جلد5،صفحہ401۔

مجد الدین ابن جمیل ساتویں صدی ہجری کے علماء اور شعراء میں سے ہیں۔ الغدیر کے مصنف کے مطابق وہ عباسیہ دور میں خلیفہ الناصر الدین اللہ کی شان میں بھی قصائد لکھتے رہے ہیں، اس لئے انہوں نے کافی شہرت پائی۔انہوں نے دیوان بنام’’ترکاتِ حشریہ‘‘ لکھا۔ وہ کافی عرصہ زندان میں رہے کہ ایک شب انہوں نے یہ قصیدہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں لکھا اور اگلے ہی دن زندان سے رہائی مل گئی۔

مولانا جلال الدّین رومی

مولانا جلال الدین مولوی محمد بن الحسین البلخی المشہور مولانا روم ایک بزرگ اور عظیم شاعر تھے جنہوں نے اسلام اور ادبیاتِ ایران کی بڑی خدمت کی ہے۔ کلیاتِ مثنوی معنوی اُن کی معروف تصنیف ہے۔ مولانا مذہب ِحنفی رکھتے تھے۔ کتاب ’’فرہنگ ِ بزرگان و اسلام‘‘ میں انہیں صفحہ576پر فقیہ حنفی کے طور پر یاد کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم زبانِ فارسی کے اشعار نقل کررہے ہیں جو مدحِ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی بہترین مثال ہیں۔ اشعار کا ترجمہ پیش نہیں کیا جارہا۔ اس کو

قارئین پر چھوڑ رہے ہیں۔

آفتاب ولایت

فضائلِ علی علیہ السلام غیر مسلم مفکرین کی نظر میں

امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی شخصیت ایک ایسی شخصیت ہے جس سے اپنے اور غیرسبھی مفکرین اور دانشمند متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ جس کسی نے اس عظیم انسان کے کردار ،گفتار اور اذکار میں غور کیا، وہ دریائے حیرت میں ڈوب گیا۔ غیر مسلم محققین اور دانشوروں نے جب امام المتقین علیہ السلام کے اوصاف کو دیکھا تو دنگ رہ گئے کیونکہ انہوں نے افکارِ علی کو دنیا میں بے نظیر اور لاثانی پایا۔ اس کے علاوہ انہوں نے دیکھا کہ آپ میں کمالِ طہارت، جادوبیانی، حرارتِ ایمانی، بلندئ روحِ انسانی، بلند ہمتی، نرم خوئی جیسی صفات موجود ہیں۔ ایک اور سکالر نے کہا کہ علی علیہ السلام روشن ضمیر، شہید ِمحراب اور عدالت ِانسانی کی پکار تھے۔ وہ مولا علی کوستاروں سے بلند مقام پر سمجھتا ہے۔ ایک محقق لکھتا ہے کہ علی علیہ السلام وہ پہلی شخصیت ہیں جن کا پورے جہان سے روحانی تعلق ہے۔ وہ سب کے دوست ہیں اور اُن کی موت پیغمبروں کی موت ہے۔ دوسرا محقق لکھتا ہے کہ علی علیہ السلام روح و

بیان میں ایک لامتناہی سمندر کی مانند ہیں اور ان کی یہ صفت ہر زمان اور ہر مکان میں ہے۔

امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی ان تمام صفات کو استاد شہریار ایک شعر میں یوں بیان کرتے ہیں:

نہ خدا تو انمش گفت نہ بشرتو انمش خواند
متحیرم چہ نامم شہ ملکِ لافتیٰ را

"میں(علی علیہ السلام)کو نہ تو خدا کہہ سکتا ہوں اور نہ ہی بشر کہہ سکتا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ اس شہ ملکِ لافتیٰ کو کیا کہوں!"

آئیے اب غیر مسلم مفکروں کے نظریات کو دیکھتے ہیں:

شبلی شُمَیِّل(ایک عیسائی محقق ڈاکٹر)

"امام علی ابن ابی طالب علیہما السلام تمام بزرگ انسانوں کے بزرگ ہیں اور ایسی شخصیت ہیں کہ دنیا نے مشرق و مغرب میں، زمانۂ گزشتہ اور حال میں آپ کی نظیر نہیں دیکھی"۔

حوالہ

کتاب ادبیات و تعہد در اسلام، مصنف: محمد رضا حکیمی، صفحہ250۔

ولتر(فرانسیسی فلاسفر اور رائٹر ،اٹھارہویں صدی)

ولتر نے اپنی کتاب جو آداب و رسومِ اقوام کے بارے میں لکھی، اُس میں رقمطراز ہے کہ خلافتِ علی برحق تھی اور اسی کی وصیت پیغمبر اسلام نے کی تھی۔ آخری وقت میں پیغمبراکرم نے قلم دوات طلب کی کہ حضرت علی علیہ السلام کی جانشینی کو خود اپنے ہاتھ سے لکھ دیں۔ ولتر اس بات پر پشیمان ہے کہ پیغمبر اسلام کی یہ وصیت کیوں نہ پوری کی گئی۔ جبکہ اُن کا جانشین علی کومقرر کردیا گیا تھاتوپیغمبر اسلام کی وفات کے بعد کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر کو کیوں خلیفہ چن لیا تھا؟

تھامس کارلائل(ایک انگریز فلاسفر اور رائٹر)

تھامس کارلائل لکھتا ہے:

"ہم علی کواس سے زیادہ نہ جان سکے کہ ہم اُن کو دوست رکھتے ہیں اور اُن کو عشق کی حد تک چاہتے ہیں۔ وہ کس قدر جوانمرد، بہادر اور عظیم انسان تھے۔ اُن کے جسم کے ذرّے ذرّے سے مہربانی اور نیکی کے سرچشمے پھوٹتے تھے۔ اُن کے دل سے قوت و بہادری کے نورانی شعلے بلند ہوتے تھے۔ وہ دھاڑتے ہوئے شیر سے بھی زیادہ شجاع تھے لیکن اُن کی شجاعت میں مہربانی اور لطف و کرم کی آمیزش تھی۔ اچانک کوفہ میں کسی بہانے سے اُنہیں قتل کردیاگیا۔ اُن کے قتل کی وجہ

حقیقت میں اُن کا عدلِ جہانی کو درجۂ کمال تک پہنچانا تھا۔ وہ دوسروں کو بھی اپنی طرح عادل تصور کرتے تھے۔ جب علی سے اُن کے قاتل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں زندہ رہا تو میں جانتا ہوں(کہ مجھے کیا فیصلہ کرنا چاہئے) ۔اگر میں زندہ نہ بچ سکا تو یہ کام آپ کے ذمہ ہے۔اگر آپ نے قصاص لینا چاہاتو آپ صرف ایک ہی ضربت لگا کر سزا دیں اور اگر اس کو معاف کردیں تو یہ تقویٰ کے نزدیک تر ہے‘‘۔

حوالہ

کتاب ’’داستانِ غدیر‘‘، صفحہ294،نقل از کتاب صوت العدالۃ،صفحہ1229۔

نرسیسان(ایک عیسائی عالم جو بغداد میں سفارتِ برطانیہ کا انچارج بھی تھا)

’’اگر یہ بے مثال اور عظیم خطیب(علی علیہ السلام) آج بھی منبر کوفہ پر آکر خطبہ دیں تو مسجدِ کوفہ اپنی تمام تر وسعت کے باوجود یورپ کے تمام رہبران او رعلماء سے کھچا کھچ بھرجائے گی۔یہ رہبراور علماء اس لئے آئیں گے کہ وہ اپنے علم کی پیاس اس درِ شہر علم کے بیکراں سمندر سے بجھا سکیں‘‘۔

حوالہ کتاب’’داستانِ غدیر‘‘،نقل از کتاب’’ماہونہج البلاغہ‘‘،صفحہ3۔

سلیمانِ کتانی(ایک عیسائی لبنانی دانشور)

’’مہاجرین کی اوّلین شخصیات میں سے علی علیہ ا لسلام سب سے زیادہ

معروف تھے۔ انہوں نے بہت سی جنگوں اور معرکوں میں فتح حاصل کرکے اپنے نام کا سکہ بٹھادیا تھا۔ لیکن ان کامیابیوں سے بھی قیمتی چیز یہ تھی کہ انہوں نے پیغمبر اسلام کے دل میں ایک مقام بنالیا تھا۔ وہ پیغمبر اسلام ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ وہ اُن کے دوست بھی تھے۔ ایسے ساتھی بھی تھے جو کبھی جدا نہ ہوئے۔ وہ (حضرت علی علیہ السلام) پیغمبر اسلام کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے ہمسر بھی تھے۔ پیغمبر اسلام کی عظیم بیٹی جو اپنے والد کو سب سے زیادہ عزیز تھی، وہ(علی علیہ السلام) حسن و حسین کے والدِ بزرگوار بھی تھے جن سے نسلِ پیغمبر چلی۔ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے۔ وہ دین کے سب سے طاقتور محافظ ، شجاع ترین حامی اور مستحکم جنگجو تھے۔ وہ سب سے زیادہ عقلمند،حالات کی نزاکت کو سمجھنے والے رہبر، بے نظیرمقرر اور دین کا بہترین دفاع کرنے والے تھے۔ان تمام حقیقتوں کو دیکھتے ہوئے پیغمبر اسلام خدا سے دعا کرتے ہیں: 'پروردگار! ہرکوئی جو علی کو دوست رکھے، تو بھی اُسے دوست رکھ اور جو اُس سے دشمنی رکھے، تو بھی اُس سے دشمنی رکھ۔ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ علی قرآن سے ہے اور قرآن علی سے ہے' حوالہ کتاب'امام علی ، مشعلی و د ژی'، مصنف:سلیمان کتانی، ترجمہ جلال الدین فارسی، صفحہ34۔

”جتنے بھی فضائل و خصائل علی علیہ السلام میں اکٹھے ہو گئے تھے، وہ جب منظر عام پر آئے تو انسان کی عظمت بلند ہوئی اور یہ علی علیہ السلام ہی کی مرہونِ منت ہے“۔

حوالہ

کتاب’امام علی ، مشعلی و ژری‘ مصنف:سلیمان کتانی،ترجمہ جلال الدین فارسی،

صفحہ87۔

”حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جس وقت سے اسلام کو پایا، اسلام (کے اصولوں) پر ہی زندگی بسر کی اور تمام مشکلات و زحمات جو اس راہ میں آئیں، اُن کو بخوشی قبول کیا۔ تمام مشکلات و مصائب کو ثابت قدمی اوردلیری سے گلے لگایا“۔

حوالہ

کتاب’امام علی ، مشعلی و ژری‘، مصنف:سلیمان کتانی، ترجمہ جلال الدین فارسی،

صفحہ26۔

”جس وقت علی علیہ السلام خلافت(ظاہری) پر پہنچے ،انہوں نے اپنا وظیفہ اور فرض سمجھا کہ دو محاذوں پر مقابلہ کیا جائے۔ پہلا محاذ لوگوں کو انسانی بلندی و عظمت سے آگاہ کرنا تھا اور دوسرا فتوحاتِ جنگی کو اسلامی اصولوں کے تحت استوار کرنا تھا۔ یہی نکات تھے جو سردارانِ عرب کو ناپسند تھے اور انہوں نے بغاوت کے علم اٹھالئے“۔

حوالہ

کتاب”امام علی مشعلی و ژری“، مصنف:سلیمان کتانی، ترجمہ جلال الدین فارسی،

صفحہ134۔

”کونسی ایسی چیز ہے جو نہج البلاغہ(حضرت علی علیہ السلام کے ارشادات و خطبات پر کتاب) میں بیان کی گئی ہے اور وہ اُس چیز کی روحِ اصلی کی عکاسی نہ کرتی ہو۔ ایسا لگتا ہے جیسے آفتاب کا تمام نور سمٹ کر تنِ علی ابن ابی طالب علیہ السلام میں سماگیا ہو۔

کونسا ایسا کام ہے جو علی علیہ السلام نے اپنی زندگی میں انجام دیا ہو اور اُس کی تعبیر(انجام) انتہائی اعلیٰ نہ ہوئی ہو اور جس کی علت، اعلیٰ اقدارِ انسانی یا فطرتِ فرشتگانِ آسمانی کے خلاف ہو“۔

حوالہ

کتاب"امام علی مشعلی و ژری"، مصنف:سلیمان کتانی، ترجمہ جلال الدین فارسی،

صفحہ213-

جانین(شاعرجرمنی)

"علی علیہ السلام کو دوست رکھنے اور اُن پر فدا ہونے کے علاوہ میرے پاس کوئی راستہ ہی نہیں کیونکہ وہ شریف النفس، اعلیٰ درجے کے جوان تھے۔ اُن کا نفس پاک تھا جو مہربانی اور نیکی سے بھرا پڑا تھا۔ اُن کا دل جذبۂ قربانی اور محبت سے لبریز تھا۔ وہ بپھرے ہوئے شیر سے بھی زیادہ بہادر اور شجاع تھے، لیکن ایسے شجاع جن کا دل شجاعت کے ساتھ ساتھ لطف و مہربانی، دلسوزی اور محبت کے جذبات سے سرشار تھا"۔

حوالہ

چکیدہ اندیشہ ہا،مصنف:سید یحییٰ برقعی، صفحہ296-

پروفیسر استانسیلاس گویارد(فرانسیسی مصنف)

"معاویہ نے بہت سے کاموں میں خلافِ اسلام قدم اٹھائے جیسے وہ علی ابن ابی طالب جو پیغمبر اسلام کے بعد شجاع ترین، پرہیزگار ترین، فاضل ترین اور خطیب ترین فردِ عرب تھے، سے برسرِ پیکارہوگیا"۔

حوالہ

کتاب"شیعہ"،مجموعہ مذاکرات (جو مرحوم علامہ طباطبائی اور پروفیسر ہنری کرین کے مابین ہوئے)کے صفحہ371اور کتاب"سازمانہای تمدن امپراطوری اسلام" مصنف:پروفیسر گویارد(ترجمہ فارسی)صفحہ18سے نقل کی گئی ہے۔

باروں کاردایفو(فرانسیسی دانشور)

"علی علیہ السلام حادثات سے علی نہیں بنے بلکہ علی سے حادثات وجود میں آئے۔ اُن کے اعمال خود اُن کی فکر و محبت کا نتیجہ تھے۔ وہ ایسے پہلوان تھے جو دشمن پر عین غلبہ کے وقت بھی انتہائی نرم دل اور زاہدِ بے نیاز ثابت ہوئے۔ وہ دنیاوی مال و منصب سے بالکل رغبت نہ رکھتے تھے اور حقیقت میں انہوں نے اپنی جان بھی قربان کردی۔ وہ گہری روح رکھتے تھے جس کی جڑوں کی گہرائی تک کوئی نہ پہنچ سکتا تھا۔ہرجگہ وہ خوفِ الٰہی میں غرق رہتے تھے"۔

حوالہ کتاب"علی کیست"،مصنف: فضل اللہ کمپانی، صفحہ357۔

جُرجی زیڈان(ایک مشہور عرب دانشور و مصنف)

"معاویہ اور اُس کے ساتھیوں نے اپنے مقاصد کے حصول کیلئے کسی بھی بُرے کام سے دریغ نہ کیا لیکن علی علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں نے

صراطِ مستقیم اور حق کے دفاع سے کبھی کنارہ نہ کیا“۔

حوالہ

کتاب”شیعہ“، مصنف: مرحوم علامہ طباطبائی ،صفحہ374اور اسے نقل کیا ہے کتاب

”تاریخ تمدنِ اسلام“،جلد4،صفحہ94،84۔

”کیا علی علیہ السلام پیغمبر اسلام کے چچا زاد بھائی، جانشین اور داماد نہ تھے؟

کیا وہ ایک عظیم دانشور، پرہیزگار اور منصف مزاج نہ تھے؟

کیا وہ ایک مخلص اور غیرت مند مرد نہ تھے جن کی مردانگی اور غیور ہونے کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں نے عزت حاصل کی؟“

حوالہ

”داستانِ غدیر“،صفحہ293اور یہ نقل کیا گیا ہے

کتاب”17رمضان“،صفحہ116۔

امین نخلہ(ایک لبنانی عیسائی معروف دانشور)

”تم چاہتے ہو کہ میں علی علیہ السلام کے بلیغ ترین کلام میں سے ایک سو

کلمے(اقوال) چن لوں۔ میں گیا اور نہج البلاغہ کو تھام لیا۔ ورق پر ورق الٹتا گیا مگر خدا کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اُن کے سینکڑوں ارشادات میں سے ایک سو کلمے(اقوال) بلکہ ایک کلمہ(قول) بھی کیسے چنوں! میں محسوس کرتا ہوں کہ ایک یاقوت کو باقی لعل و گوہر سے کیسے منتخب کیا جائے۔ بس یہی کام میں نے کیا۔ جب میں ایک یاقوت تلاش کررہا تھا تو میری نظر یں اُس کی چمک اور گہرائی میں کھو گئیں۔

سب سے زیادہ حیرت والی بات میرے لئے یہ تھی کہ میں گمان نہیں کرتا کہ علم و دانش کے اس منبع سے خود کو جدا کرسکوں گا۔

اس دفعہ تو ان سو کلموں(اقوال) کو لے لو اور یاد رکھو کہ یہ علم و دانش کی نورانی کان میں سے صرف چند نمونے ہیں یا ایسے کہوں کہ باغ میں سے ایک شگوفہ ہے۔ ہاں! ادبیاتِ عرب سے آشنا لوگ جانتے ہیں کہ نہج البلاغہ ایک نعمتِ الٰہی ہے جس کی وسعت سو کلموں سے کہیں زیادہ ہے“۔

حوالہ

”داستان غدیر“،صفحہ293اور یہ کتاب”17رمضان“ سے نقل کی گئی ہے۔

ایک عرب دانشور کا قول

”اگرحضرت علی علیہ السلام ابن ملجم کے ہاتھوں شہید نہ ہوتے تو عین

ممکن تھا کہ وہ اس دنیا میں بے انتہا لمبی زندگی پاتے کیونکہ انہوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں اور اپنے وجود میں کمال کا اعتدال قائم کردیا تھا"۔
حوالہ کتاب"این است آئین ما"،مصنف: مرحوم کاشف الغطاء، ترجمہ و شرح:حضرت آیت اللہ ناصر مکارم،صفحہ193۔

پولس سلامہ(ایک لبنانی عیسائی ادیب اور وکیل)

"ایک رات میں بیدا رتھا اور دردورنج میں مبتلا تھا۔ میرے تصورات اور تخیلات مجھے بہت پیچھے لے گئے۔ پہلے شہیدِاعظم امام علی علیہ السلام اور پھر امام حسین علیہ السلام کی یاد آئی۔ میں کافی دیر تک روتا رہا۔ پھر علی و حسین کے بارے میں اشعار لکھے"۔
یہ عیسائی مصنف اپنے آپ کو غیر متعصب کہتا ہے اور یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مسائل کو کھلی آنکھ اور غیر جانبدار دل و دماغ سے دیکھتا ہے۔ وہ فضائلِ علی علیہ السلام کو لکھنے کے بعد شہادتِ علی کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:
"اے دامادِ پیغمبر! تیری شخصیت ستاروں کی گردش گاہوں سے بھی بلند ہے۔ یہ نور کی خصوصیت ہے کہ وہ پاک و پاکیزہ باقی رہتا ہے۔ دنیاوی گردوغبار اُس کی اصلی چمک کو ماند نہیں کرسکتا۔ہر کوئی جو شخصیت کے اعتبار سے اعلیٰ اور ثروتمند ہے، وہ کبھی فقیر نہیں ہوسکتا۔ اُس کی پاک نسل اور خاندانی شرافت دوسروں کے غموں میں شریک ہواور اعلیٰ و بزرگ ہوگئی

ہے۔ دین و ایمان کی راہ کا شہید مسکراتے ہوئے دردوتکلیف برداشت کرتا ہے۔ اے ادب و سخن کے استاد! تیرا کلام بحرئہ اوقیانوس سے بھی گہرا ہے“۔

حوالہ ”داستانِ غدیر“، صفحہ301۔

جبران خلیل جبران(ایک معروف عیسائی مصنف)

”میرے عقیدے کے مطابق ابو طالب کا بیٹا علی علیہ السلام پہلا عرب تھا جس کا رابطہ کل جہان کے ساتھ تھا اور وہ اُن کا ساتھی لگتا تھا۔ رات اُس کے ساتھ ساتھ حرکت کرتی تھی۔ علی علیہ السلام پہلے انسان تھے جن کی روحِ پاک سے ہدایت کی ایسی شعائیں نکلتی تھیں جو ہر ذی روح کو بھاتی تھیں۔ انسانیت نے اپنی پوری تاریخ میں ایسے انسان کو نہ دیکھا ہوگا۔ اسی وجہ سے لوگ اُن کی پُر معنی گفتار اور اپنی گمراہی میں پھنس کے رہ جاتے تھے۔ پس جو بھی علی علیہ السلام سے محبت کرتا ہے، وہ فطرت سے محبت کرتا ہے او رجو اُن سے دشمنی کرتا ہے، وہ گویا جاہلیت میں غرق ہے۔ علی علیہ السلام اس دنیا سے رخصت ہوگئے لیکن خود کو شہیدِاعظم منوا گئے۔ وہ ایسے شہید تھے کہ لبوں پر سبحانَ ربی الاعلیٰ کا ورد تھا اور دل لقاء اللہ کیلئے لبریز تھا۔ دنیائے عرب نے علی علیہ السلام کے مقام اور اُن کی قدرومنزلت کو نہ پہچانا،یہاں تک کہ اُن کے ہمسایوں میں سے ہی پارسی اٹھے جنہوں نے پتھروں میں سے ہیرے کو چن لیا۔ علی علیہ السلام نے ابھی تو اپنا پیغام مکمل طو رپر اہلِ جہان تک نہ پہنچایا

تھا کہ ابدی دنیا کی طرف راہی ہوگئے۔ لیکن میں اس چیز پر حیران ہوں کہ قبل اس کے کہ علی علیہ السلام اس خاکی دنیا کو خیرباد کہتے، اُن کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔

حضرت علی علیہ السلام کی موت اُن پیغمبرانِ خدا کی موت کی طرح تھی جو اس دنیا میں آئے۔اُن لوگوں کے ساتھ ایک مدت زندگی بسر کی جو اُن کے قابل نہ تھے اور آخرِ وقت وہ تن تنہا اور خالی ہاتھ تھے"۔

حوالہ "داستانِ غدیر"، صفحہ295۔

ایلیا پاولویچ پطروشفسکی(روسی مؤرخ)

"علی ،محمد کے تربیت یافتہ تھے۔ وہ دین اسلام کے حد درجہ وفادار تھے۔ علی علیہ السلام عشق کی حد تک دین کے پابند تھے۔ وہ سچے اور صادق تھے۔ اخلاقی معاملات میں انتہائی منکسر المزاج تھے۔ وہ شاعر بھی تھے۔ اُن کے وجودِ پاک میں اولیاء اللہ ہونے کیلئے لازم تمام صفات موجود تھیں"۔

حوالہ "داستانِ غدیر"،صفحہ297جو "اسلام در ایران"باب اوّل سے نقل کیا گیا ہے۔

میخائل نعیمہ(مشہور عیسائی عرب مصنف)

"امام علی علیہ السلام کی قوت و شجاعت کا سکہ صرف میدانِ جنگ تک محدود نہیں تھا بلکہ وہ صفاتِ الٰہی یعنی طہارت، حرارتِ ایمانی، تقویٰ، نرم خوئی ، بلند ہمتی، دردِ انسانی، جادوبیانی، مددِ محروم و مظلوم اور حمایتِ حق

میں بھی یکتا تھے۔
وہ ہر حال اور ہر صورت میں دین حق کی سربلندی چاہتے تھے۔ اُن کی یہی قوتِ ایمانی ہمیشہ متحر ک اور لوگوں کیلئے چراغِ راہ بنی رہی ہے۔ اگرچہ دن بہ دن ، ماہ بہ ماہ اور سال بہ سال گزرتے رہے، آج بھی اور کل بھی ہمارا یہ شوق بڑھتا ہی جارہا ہے کہ اُن کی تعمیر کردہ حکمت و دانائی کی عمارت تک پہنچ جائیں۔
سچ تو یہ ہے کہ کوئی مؤرخ یا مصور چاہے کتنا ہی عقلمند اور دانا کیوں نہ ہو، مردِ عظیم مثلِ علی کی شخصیت کی صحیح عکاسی نہیں کرسکتا، وہ چاہے ہزار صفحے پر ہی محیط کیوں نہ ہو۔ یہ اس لئے کہ علی ایسے اسرارو رموز کے مالکِ یکتا عرب انسان تھے جنہوں نے کثیر غوروفکر کیا ۔ جو کہا،اُس پر عمل کیا۔ اپنے اور اپنے رب کے درمیان ایسا راز و نیاز قائم کیا جس کو نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ اُن کی شخصیت اُس سے کئی ہزار گنا بلند تر ہے جو زبان یا قلم نے ظاہر کیا ہے۔
پس علی علیہ السلام کی جو بھی تصویر کھینچی جائے، وہ اصل کے مقابل میں ناقص ہی نظر آئے گی۔ علی علیہ السلام ہر زمان و مکان میں بے مثل و بے نظیر ہیں“۔

حوالہ

کتاب ”امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام“،تالیف: عبدالفتاح

عبدالمقصود،جلد1،

صفحہ17،مقدمۂ کتاب۔

باروں کارادوو(معروف فرانسیسی مؤرخ ومحقق)

"علی علیہ السلام ایسے بلند ہمت، شجاع اور بہادرانسان تھے جو پیغمبر اسلام کے ہمراہ اُن کے قدم بہ قدم دشمنوں کے ساتھ جنگ لڑتے رہے اور آپ نے بڑے بڑے معجز نما کام انجام دئیے۔ معرکۂ بدر میں علی علیہ السلام 20سالہ جوان تھے کہ اپنے ایک ہی وار میں قریش کے ایک گھڑ سوار کو دو ٹکڑے کردیا۔ جنگ ِ اُحد میں پیغمبر اسلام کی تلوار(ذوالفقار) کو اپنے ہاتھ میں لیا اور دشمن کے سروں کے خود کو کاٹ دیا۔ اُن کی زرہوں کو پھاڑ دیا۔ جنگ ِخیبر میں ایک ہی حملے میں یہودیوں کے قلعہ کے بہت ہی وزنی دروازے کو اپنے ایک ہاتھ سے اکھاڑ دیا اور اُسے اپنی ڈھال کے طور پر استعمال کیا۔ پیغمبر اسلام اُن کو بہت عزیز رکھتے تھے اور اُن پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ ایک دن پیغمبر نے علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: "مَنْ کُنْتُ مَوْلاہُ فَعَلِیٌ مَوْلَاہُ"

حوالہ

کتاب"امام علی "، تالیف: عبدالفتاح عبدالمقصود،جلد1،صفحہ16،مقدمۂ کتاب۔

جارج جُرداق(ایک معروف مسیحی مصنف)

”تاریخ اور حقیقتِ انسانی کیلئے یکساں ہے کہ کوئی علی علیہ السلام کو پہچانے یا نہ پہچانے،
تاریخ اور حقیقتِ انسانی خود گواہی دے رہی ہے کہ علی علیہ السلام کا ضمیر زندہ و بیدار تھا۔ وہ شہیدِ راہِ خدا تھے اور شہداء کے جد تھے، عدالتِ انسانی کی فریاد تھے۔ مشرق کی ہمیشہ زندہ رہنے والی شخصیت تھے۔ ایک کُلِ جہان! کیا تیرے لئے ممکن ہے کہ باوجوداپنی تمام قوتوں کے ، اپنی ترقیِ علم و ہنر کے علی جیسا ایک اور انسان جو علی جیسی عقل رکھتا ہو، اُسی جیسا دل ، ویسی ہی زبان اور ویسی ہی تلوار رکھتا ہو، اس دنیا کو دے دیتی؟“

حوالہ

کتاب ”امام علی “، تالیف: عبدالفتاح عبدالمقصود،جلد1،صفحہ18،مقدمۂ کتاب۔

”علی علیہ السلام کا وجود اُس گروہِ انسانی کیلئے انقلابی تھا جو اسلام کے اجتماعی نیک اہداف کے خلاف تھا۔ وہ گروہ اسلام کو منحرف کرنا چاہتا تھا۔ در حقیقت علی علیہ السلام حضرتِ محمد بن عبداللہ کے بعد اس انقلاب کے نمائندہ اور بانی تھے۔ اس کے اصولوں اور قوانین کو قائم کرنے والے وہی تھے۔ اس کے اہداف کو مشخص اور روشن کرنے والے تھے۔ علی تاریخ انسانی میں انقلابی ترین شخصیت تھے۔ انہوں نے اپنی گفتاروکردار سے اس

راہ میں بھرپور کوشش کی۔

علی کے اقوال، ارشادات، گفتار اور خطبات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معاشرے کے ہر فرد کے اندرونی اور بیرونی احساسات سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ عادلانہ معاشرتی نظام کو قائم رکھنے کیلئے تہذیبِ اخلاق انتہائی ضروری ہے اور معاشرے میں ہر فرد کو سرگرمِ عمل رکھنے کیلئے صحیح نظامِ حکومت بھی اُتنا ہی ضروری ہے۔ علی کا افراد کی شخصیت پر اعتماد اور اطمینان اُسی طرح تھا جس طرح افراد کی شخصیت کو اعتماد عقلِ روشن، قلب ِ مہربان اور دل عشق حقیقی میں غلطاں دیتا ہے اور یہ تمام صفات علی علیہ السلام کے گرداگرد اکٹھی ہو گئی تھیں۔ اسی لئے اس اعتماد کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے علی کا فرمان ہے:

'اگر کوئی تجھ پر نیک ہونے کا گمان کرے تو تو اُس کے گمان کی(اپنے عمل سے) تصدیق کر'۔

صبرو بُردباری کی یہ فضیلت وہ عظیم فضیلت ہے جس کو تم اخلاق و صفاتِ علی ابن ابی طالب علیہما السلام میں سب سے نمایاں پاؤ گےکیا علی علیہ السلام اُن افراد کے مقابلے میں جو اُن کے خون کے پیاسے تھے، صابر و بردبار نہ تھے؟ کیا علی علیہ السلام نے اُن کے ساتھ فراخدلانہ اور مشفقانہ سلوک نہ کیا تھا کہ وہ اُن کی اس فضیلت کو پہچان سکتے؟ کیا وہ اُن کے ساتھ محبت و عاطفت کے ساتھ پیش نہ آتے تھے؟ کیا علی علیہ السلام اُن کے

ساتھ برادرانہ برتاؤ نہیں کرتے تھے؟ کیاحضرت علی علیہ السلام نے کبھی اُن کے ساتھ گلہ و شکوہ کیا؟ کیا انہیں کبھی شرمندہ کیا؟ کیا علی علیہ السلام نے دشمنوں کے سخت رویے اور تکلیف دہ اقدامات کا مردانہ وار صبرواستقامت سے مقابلہ نہیں کیا؟کیاحضرت علی علیہ السلام کی تمام زندگی صبرواستقامت کی زندگی نہ تھی جب ہر طرف سے اُن کے مقابل طوفان اٹھتے رہے؟کیا یہ شرفاء اور رؤساء کی ہوس پرستی نہ تھی کہ دنیا والوں کے ساتھ مل کر اُن کی طرف پشت کرلی تاکہ اُن کے فضائل و کمالات کو چھپایا جاسکے؟ علی علیہ السلام نے ہمیں اُس طرح کی طرزِ زندگی دکھائی ہے جو سادگی، پیارومحبت اور مہرووفا کے پیکر میں خوبصورت ترین نظر آتی ہے علی علیہ السلام خود شناسی یا معرفتِ نفس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کو نہ پہچانااپنے آپ کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے۔ اُن کا قول ہے:

"جس انسان نے اپنے نفس کو نہ پہچانا، وہ ہلاک ہوگیا"

نہج البلاغہ(حضرت علی علیہ السلام کے خطبات، اقوال، ارشادات پر مبنی کتاب) کے جس حصے کا بھی مطالعہ کریں، اُس میں تسلسل و ترتیبِ منطقی و اصولی نظرآئے گی۔ اس کے علاوہ حضرت علی علیہ السلام کی بلندئ سوچ اور کمالِ ذہانت چھلکتی ہوئی نظر آئے گی۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ دو نظریات کے درمیان فکری ہم آہنگی ووحدت نظر آئے گی۔

امام علی علیہ السلام کی لامتناہی فکری سوچ کی وجہ سے وہ الفاظ کا سہارا نہیں لیتے بلکہ وہ الفاظ اور کلمات خود انسان کو مزید سوچ و بچار کی دعوت دیتے ہیں۔ تم اُن کی کسی عبارت کو نہیں پاؤ گے مگر جس سے تمہاری فکر سوچ کیلئے نئے اُفق پیدا نہ ہوجائیں۔

علی علیہ السلام اپنے سچے کردار اور سچائی کی وجہ سے دنیا میں پہچانے گئے اور حقیقت میں صدق و راستی اور سچائی ہی وہ واحد صفات ہیں جن سے کسی کے کردار کی شناخت کی جاسکتی ہے اور اس کی وجہ سے انسان دھوکہ نہیں کھاسکتا۔

علی ابن ابی طالب علیہ السلام منبر پر بڑے اطمینان اور اعتمادِ کامل کے ساتھ اپنے ارشاداتِ عادلانہ کا پرچار کرتے اور تقریر کرتے۔ وہ بہت سمجھ دار اور جلد نتیجہ پر پہنچنے والے انسان تھے۔ وہ لوگوں کے دلوں کے رازوں سے آگاہ تھے اور اُن کی اندرونی ہوس و خواہشات سے بھی واقف تھے۔ علی علیہ السلام سینے میں ایسا دل رکھتے تھے جو محبت و مہربانی سے مالا مال تھا اور آزادی اور فضائلِ انسان سے پُر تھا۔

آج کے دور میں جب ایسے حالات پیدا کردئیے گئے ہیں جو اقوام کی بدبختی کا باعث ہیں اور دنیا جنگ کے شعلوں کے قریب ہے، یقینا واجب ہے کہ ہم حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ارشادات و اقوال پر کان دھریں اور اُن کو مشعلِ راہ بنالیں اور اُن کے آگے سرِ تعظیم خم کردیں''۔

حوالہ

کتاب"امام علی صدای عدالتِ انسانی"، تالیف: جارج جرداق،ترجمہ: سید ہادی خسروی خسروشاہی، جلد4،صفحہ470۔صفحات:,13,247,248,296,325,442,468 476,470۔

آفتاب ولایت

فضائلِ علی علیہ السلام مخالفین کی نظر میں

معاویہ ابن ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی علی علیہ السلام سے کھلی اور چھپی عداوت و مخالفت کس پر عیاں نہیں! کوئی ایسا نہیں جو اس حقیقت کا انکار کرے۔ معاویہ ابن ابوسفیان حضرت علی علیہ السلام سے ایساکینہ رکھتا تھا جس کی کوئی حد نہیں۔ اس کا رویہ علی علیہ السلام کی نسبت ویسا ہی تھا جیسا اُس کے باپ ابوسفیان کا پیغمبر اکرم حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا۔ معاویہ علی علیہ السلام کے مقابلہ میں میدانِ جنگ میں بھی آگیا۔ نتیجتاً مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان ہوا اور یہ خود مسند ِخلافت پر بیٹھ گیا۔ مسلمان ایک صالح حکومت سے محروم ہوگئے۔ معاویہ نے علی علیہ السلام کے خلاف ایسا پروپیگنڈہ کیا کہ ایک مدت تک لوگ بلاوجہ علی علیہ

السلام پر سبّ و شتم کرتے رہے۔
ان حالات کے باوجود معاویہ بھی عظمت ِعلی علیہ السلام سے انکار نہ کرسکا۔ اس نے حضرت علی علیہ السلام کی عظمت کیلئے متعدد قابلِ توجہ اعترافات کئے ہیں۔حکماء کا قول ہے:
"اَلْفَضْلُ مٰا شَہِدَتْ بِہِ الْاَعْدٰاء"
"فضیلت وہی ہے جس کی دشمن بھی گواہی دے"۔
معاویہ کے ان اعترافات کو پڑھنے کے بعد ہر عاقل یہ سوال کرے گا کہ اے معاویہ! اگر علی علیہ السلام ایسے ہی تھے تو تم نے اُن کے ساتھ جنگ کیوں کی اور اُن کے ساتھ ایسا رویہ کیوں اختیار کیا؟

معاویہ ابن ابوسفیان کی گفتگو

قیس ابن ابی خازم کہتے ہیں کہ ایک شخص معاویہ کے پاس آیا اور اُس سے کوئی مسئلہ پوچھا۔ معاویہ نے جواب دیا کہ جاؤ علی علیہ السلام سے پوچھ لو، وہ سب سے بڑا عالم ہے۔ اُس شخص نے کہا کہ میں نے مسئلہ آپ سے پوچھا ہے اور آپ ہی سے جواب چاہتا ہوں۔
معاویہ نے فوراً جواب دیا: افسوس ہے تم پر! کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تمہارے سوال کا جواب تمہیں وہ دے جس کو پیغمبر خدا نے خود اپنی زبان سے علم کی غذا دی ہو اور جس کے بارے میں پیغمبر نے یہ بھی کہا ہو کہ اے علی ! تیری نسبت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ کے ساتھ

نسبت تھی۔جس سے خلیفہ دوم حضرتِ عمر ابن خطاب متعدد بار سوال پوچھتے رہے ہوں اور جب بھی مشکل آتی تو حضرتِ عمر یہ پوچھتے کہ کیا علی علیہ السلام یہاں ہیں؟

اس کے بعدمعاویہ نے غصے سے اُس شخص کو کہا کہ چلا جا۔ خدا تجھے اس زمین پر پاؤں نہ پھیلانے دے۔ اس کے بعد اُس کا نام بیت المال کی فہرست سے خارج کردیا۔

حوالہ

1۔ کتاب"بوستانِ معرفت"،صفحہ305،نقل از حموئی کی کتاب فرائد السمطین،جلد1،

باب68صفحہ371،حدیث302۔

2۔ ابن عساکر، کتاب تاریخ امیر المؤمنین ،ج1،ص370،369،حدیث411،410

3۔ ابن مغازلی، کتاب مناقب، صفحہ34،حدیث54۔

معاویہ ابن ابوسفیان کی ایک اور گفتگو

ماہِ رمضان میں ایک دن احنف بن قیس معاویہ کے دسترخوان پر افطاری کے وقت بیٹھا تھا۔ قسم قسم کی غذا دستر خوان پر چن دی گئی۔ احنف بن قیس یہ دیکھ کر سخت حیران ہوا اور بے اختیار اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ معاویہ نے رونے کا سبب پوچھا۔ اُس نے کہا کہ مجھے علی کے دسترخوان

کی افطاری یاد آگئی۔ کس قدر سادہ تھی۔
معاویہ نے جواب دیا:”علی علیہ السلام کی بات نہ کرو کیونکہ اُن جیسا کوئی نہیں“۔

حوالہ کتاب”علی علیہ السلام معیارِ کمال“، تالیف:ڈاکٹر مظلومی۔

(ا)۔شہادتِ علی پر معاویہ کا عکس العمل

وہ سوالات جن کا معاویہ کو جواب معلوم نہ ہوتا تھا ،وہ لکھ کر اپنے کسی آدمی کو دیتا تھا اور کہتا تھا کہ جاؤ ان سوالات کا جواب علی علیہ السلام سے پوچھ کر آؤ۔ شہادتِ علی علیہ السلام کی خبر جب معاویہ کو ملی تو کہنے لگا کہ علی علیہ السلام کے مرنے کے ساتھ فقہ و علم کا در بھی بند ہوگیا۔ اس پر اُس کے بھائی عتبہ نے کہا کہ اے معاویہ! تمہاری اس بات کو اہلِ شام نہ سنیں۔ معاویہ نے جواب دیا:”مجھے(میرے حال پر)چھوڑ دو“۔
حوالہ کتاب”بوستانِ معرفت“، صفحہ659،نقل از ابوعمر کی کتاب استیعاب، جلد3،صفحہ45

شرح حالِ علی علیہ السلام سے۔ معاویہ کا ایک اور اعتراف

معاویہ نے ابوہریرہ سے کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ زمام داریٔ حکومت کیلئے میں حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ مستحق ہوں۔

حوالہ

کتاب”بررسی مسائل کلی امامت“، تالیف: آیۃ اللہ ابراہیم امینی،صفحہ74،نقل از کتاب”الامامۃ والسیاسۃ“، جلد1،صفحہ28۔

معاویہ کا خط علی علیہ السلام کے نام

وَفِیْ کِتَابِ معاویۃَ اِلٰی علیٍّ علیہ السلام وَأمَافَضْلُکَ فِی الْاِسْلٰامِ وَ قَرَابَتُکَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمْ فَلَعُمْرِی مٰااَدْفَعُہُ وَلاٰ اُنْکِرُ۔

”معاویہ نے اپنے خط بنام علی علیہ السلام میں لکھا کہ میں اپنی جان کی قسم کھا کرکہتا ہوں کہ آپ کے فضائلِ اسلامی اور رسولِ خدا کے ساتھ قرابت داری کا منکر نہیں ہوں“۔

علی علیہ السلام کی تعریف معاویہ کی زبان سے

جب محصن ضبی معاویہ کے پاس پہنچا تو معاویہ نے اُس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟اُس نے جواب دیا کہ میں(معاذاللہ) کنجوس ترین شخص علی ابن ابی طالب کے پاس سے آرہا ہوں۔ یہ سن کر معاویہ اُس پر چلّایا اور کہا :کیا تم اُس کو بخیل ترین شخص کہہ رہے ہو جس کے پاس اگر ایک گھر سونے(طلاء) سے بھرا ہوا ہو اور دوسرا گھر چاندی سے بھرا ہوا ہو تو وہ بیکسوں کو زیادہ سونا بانٹ دے گا اور پھر طلاء اور چاندی کو مخاطب کرکے کہے گا کہ:

یٰاصَفْرٰاءُ وَیٰا بَیْضٰاءُ غُرِّی غَیْرِی أَبِی تَعَرَّضْتِ اَمْ اِلَیَّ تَشَوَّقْتِ؟هَیهٰاتَ هَیهٰاتَ قَدْ

طَلَّقْتُکِ ثَلٰثاً لاٰ رَجْعَةَ فِیْکَ۔

"اے طلاءِ زرد اور سفید چاندی! میرے کسی غیر کو دھوکہ دو، کیا اس طرح تم میری مخالفت کررہی ہو یا مجھے حوصلہ دے رہی ہو۔ افسوس ہے، افسوس ہے، میں نے تجھے تین مرتبہ طلاق دے دی ہے جس کے بعد رجوع ممکن نہیں"۔

حوالہ کتاب"چراشیعہ شدم"،صفحہ227۔

(ب)۔ شہادتِ علی پر معاویہ کا عکس العمل

مغیرہ نے کہا: جب علی علیہ السلام کی شہادت کی خبر معاویہ تک پہنچی ،وہ گرمیوں کے دن تھے اور معاویہ اپنی بیوی فاختہ دختر قرظہ کے ساتھ تھا۔ معاویہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا:

"اِنَّاِللّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ راجِعُوْن"

"ہم اللہ ہی کیلئے ہیں اور اُسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں"۔ پھر کہنے لگا کہ کیا عقل و دانش اور خیر کا منبع چلاگیا؟ معاویہ کی بیوی نے اُس سے کہا کہ کل تک تو تم علی کی طرف نیزے پھینک رہے تھے اور آج اِنَّاِللّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ راجِعُوْنپڑھ رہے ہو؟ معاویہ نے اُسے جواب میں کہا کہ تم نہیں جانتیں کہ کیا علم و فضیلت اور تجربہ ہاتھ سے چلا گیا۔

حوالہ

کتاب"بوستانِ معرفت"،صفحہ660۔یہ نقل کیا گیا ہے ابن عساکر کی کتاب"تاریخ

امیر المؤمنین علیہ السلام،جلد3،صفحہ405،409،حدیث1505،1507اور کتاب مناقب ِخوارزمی سے باب 26،صفحہ283اور ابن کثیر کتاب البدایہ والنہایہ،جلد8،صفحہ15،آخر ِ وقایع،سال چہل، ہجری و دیگران۔

معاویہ کی تنبیہ مروان بن حکم کو

جاحظ کتاب المحاسن والاضداد میں لکھتا ہے کہ ایک دن حضرتِ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام معاویہ کی محفل میں گئے۔ اس محفل میں عمروعاص، مروان بن حکم اور مغیرہ بن شعبہ اور دوسرے افراد پہلے سے موجود تھے۔جس وقت امام حسن علیہ السلام وہاں پہنچے تو معاویہ نے اُن کا استقبال کیا اور اُن کو منبر پر جگہ دی۔ مروان بن حکم نے جب یہ منظر دیکھا تو حسد سے جل گیا۔ اُس نے اپنی تقریر کے دوران امام حسن علیہ السلام کی توہین کی ۔ امام حسن علیہ السلام نے فوراً اُس خبیث انسان کو منہ توڑ جواب دیا۔ ان حالات کو دیکھ کر معاویہ اپنی جگہ سے بلند ہوا اور مروان بن حکم کو مخاطب کرکے کہنے لگا:

"قَدْ نَهَیْتُکَ عَنْ هٰذا الرَّجُل فَلَیْسَ اَ بُوْهُ کَاَبِیْکَ وَلَا هُوَ مِثْلُکَ۔اَنْتَ اِبْنُ الطَّرِیْد الشَرِیْد،وَهُوَ اِبْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ الکریم۔

”میں نے تجھے اس مرد(کی توہین) کے بارے میں منع کیا تھا کیونکہ نہ اُس کا باپ تمہارے باپ جیسا ہے اور نہ وہ خود تمہارے جیسا ہے۔ تم ایک مردود و مفرور باپ کے بیٹے ہو جبکہ وہ رسولِ خدا کا بیٹا ہے“۔ حوالہ کتاب”المحاسن والاضداد“،تالیف:جاحظ(از علمای اہلِ سنت)،صفحہ181۔

معاویہ کا حضرتِ ابوبکر اور حضرتِ عمر پر انتقاد

ماکتبہ معاویۃُ اِلٰی مُحَمَّدِ بنِ اَبِی بَکر:فَقَد کُنَّا اَبُوکَ مَعَنَافِی حَیَاۃٍ من نبیِّنَا،نَرٰی حَقَّ عَلِیِ بنِ اَبِی طَالِبٍ لَنَا لَازِماً،وفَضْلَہُ عَلَیْنَا مُبْرَزاً،فَلَمَّا اخْتٰارَہُ اللّٰہُ لِنَبِیِّہِ، فَکَانَ اَبُوکَ وفٰارُوقُہُ اَوَّلَ مَنِ ابْتَزَّہُ حَقَّہُ وَخٰالَفَہُ عَلٰی اَمْرِہِ۔

”رسولِ خدا کی حیاتِ طیبہ کے زمانہ میں مَیں اور تیرا باپ(ابوبکر) علی علیہ السلام کے حق کو لازم اور واجب سمجھتے تھے اور اُن کے فضائل و عظمت ہمارے اوپر بالکل واضح تھی۔ لیکن جس وقت خدا نے علی علیہ السلام کو اپنے پیغمبر کے لئے چن لیا(بعنوانِ امام اور مولائے مسلمانان) تو اُس وقت تیرے باپ نے اور اُس کے فاروق(عمر بن خطاب) نے سب سے پہلے علی علیہ السلام کے حق کو پامال کردیا اور اُن کے فرمان کی مخالفت کی“۔

حوالہ

مؤلف: ابن عساکر، کتاب حالِ امام علی علیہ السلام،جلد2،صفحہ432پاء ورق۔

عمروعاص کی فضیلت ِعلی پرمعاویہ سے گفتگو

"مگر یہ کہ میں عظمتِ علی علیہ السلام کو احترام سے یاد کرتا ہوں۔ لیکن عظمتِ علی علیہ السلام کو یاد کرنے میں تو مجھ سے بھی زیادہ شدید ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ تو اسے چھپاتا ہے اور میں اسے برملا کہتا ہوں"۔

حوالہ

کتاب اسرارِ آلِ محمد،مؤلف: سلیم بن قیس،صفحہ203،اشاعت12۔

عمروعاص کے اشعار علی کی شان میں

عمروعاص نے معاویہ کے نام خط لکھا جس میں درج ذیل اشعار لکھے:

کتب عمروبن العاص الی معاویہ

و کم قد سمعنا من المصطفیٰ
وصایا مُخَصَّصَةً فی علیٍّ

و فی یوم خمٍّ رقیٰ مِنبراً
و بلَّغ والصَّحبُ لم تَرحل

فأمنَحَہ اِمرَۃَ المؤمنین

مِن اللّٰہِ مستخلِفَ المنحل

و فی کفِّہ کفُّہ مُعْلِناً

یُنادی بأَمرِ العزیز العلیّ

وقال: فَمَن کنتُ مولیٰ لہ

علیٌ لہ الیومَ نِعْمَ الوَلی

”علی علیہ السلام کے بارے میں رسولِ خدا کے بہت سے ارشادات وسفارشات ہم نے سنیں۔ غدیر خم کے روز پیغمبر خدا منبر پر تشریف لے گئے اور (ولایت ِعلی علیہ السلام کی)تبلیغ کی۔ اس حالت میں کہ سب آپ کے ہمراہیوں نے ابھی کوچ نہیں کیا تھا(یعنی وہاں موجود تھے)۔ علی کو خدا کی طرف سے امیر المؤمنین مقرر کیا۔اُس روز علی کا ہاتھ پیغمبر کے ہاتھ میں تھا اور لوگوں کو واضح طور پر خدا کے فرمان کی طرف متوجہ کررہے تھے اور فرمارہے تھے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کا یہ علی مولا ہے“

حوالہ

ابن عساکر،کتاب ”امام علی علیہ السلام“ ،صفحہ89،فٹ نوٹ(شرح محمودی)۔

اعترافِ سعد بن ابی وقاص

جب معاویہ اپنے بیٹے یزید کیلئے بیعت حاصل کرنے کیلئے واردِ مکہ ہوا۔ اُس نے دارالندوہ میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں چند اصحابِ پیغمبر اسلام بھی تھے۔ معاویہ نے اپنے کلام کا آغاز حضرت علی علیہ السلام کی بدگوئی سے کیا۔ بعد میں وہ اس انتظار میں رہا کہ سعد بن ابی وقاص بھی اپنے کلام کا آغاز علی علیہ السلام کی بد تعریفی ہی سے کرے گا۔ لیکن سعد نے برخلافِ توقع کہا کہ میں ہمیشہ حضرت علی علیہ السلام کی زندگی کے تین درخشاں نکات کو یاد کرتا رہتا ہوں اور میں دل کی گہرائی سے کہتا ہوں کہ اے کاش! مجھے یہ فضیلتیں میسر آجائیں اور یہ تین فضیلتیں یہ ہیں:

1۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ یا علی ! تجھے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

2۔ جنگ ِخیبر میں ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں علم اُس کو دوں گا جس کو خدااور اُس کا رسول دوست رکھتے ہوں گے۔ اللہ اُس کے ہاتھ پر فتح عطا کرے گا اور وہ غیر فرار ہوگا۔

3۔ نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کے روز پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے

اردگرد علی علیہ السلام ، فاطمہ سلام اللہ علیہا ،حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کو جمع کیا اور فرمایا:
"پروردگار! یہ میرے اہلِ بیت ہیں"۔

حوالہ

1۔ کتاب"الھیات و معافِ اسلامی"، مؤلف:استاد جعفر سبحانی، صفحہ399،نقل از صحیح مسلم،جلد7،صفحہ120۔

2۔ کنز العمال، جلد13،صفحہ163،162(مؤسسة الرسالہ،بیروت، اشاعت پنجم)۔

3۔ ابن کثیر، کتاب البدایہ والنہایہ،جلد7،صفحہ340،بابِ فضائلِ علی علیہ السلام۔

سعد بن ابی وقاص سے تین روائتیں

(ا)۔ ایک دفعہ معاویہ سفر حج پر تھا کہ سعد بن ابی وقاص اُس کو ملا۔ گفتگو کے دوران ذکرِ علی بھی آگیا۔ معاویہ نے علی علیہ السلام کو بُرابھلا کہا۔ اس پر سعد غصے میں آگیا اورکہنے لگا :کیا تو اُس شخص کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے جس کے بارے میں پیغمبر خدا کہتے تھے کہ جس کامیں مولیٰ ہوں، اُس کا یہ میرا چچازاد بھائی علی بھی مولیٰ ہے اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ آپ نے فرمایاکہ یا

علی ! تو میرے نزدیک وہی منزلت رکھتا ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھی،سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئیگا اور پھر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ کل(روزِ خیبر) میں پرچم اُس کو دوں گا جس کو خدا اور اُس کا رسول دوست رکھتے ہیں۔

حوالہ

کتاب"آثار الصادقین"جلد14،صفحہ462،نقل از الغدیر،جلد1،صفحہ39،والغدیر

از سنن ابن ماجہ،جلد1،صفحہ30۔(یہ نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ بعض اوقات معاویہ علی علیہ السلام کو بُراکہتا تھا۔ یہ اُس کے انتہائی کینہ کی وجہ سے تھا لیکن بعض اوقات فضائلِ علی علیہ السلام بیان بھی کرتا تھا۔ یہ اس واسطے تھا کہ علی علیہ السلام کے فضائل چھپائے بھی نہ چھپ سکتے تھے)۔

(ب)۔ ابو یعلی و بزار سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا:

"مَنْ آذیٰ عَلِیاً فَقَدْ آذٰانِیْ"

"جس نے علی کو اذیت دی، اُس نے گویا مجھے اذیت دی"۔

حوالہ کتاب"مصباح الموحدین"،صفحہ55۔

(ج)۔ مسلم، سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

"نَدْعُ اَبْنٰاءَ نٰا وَاَبْنٰاءَ کُمْ"

"ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ"

رسولِ خدا نے علی ،فاطمہ ،حسن اور حسین کو بلایااور کہا:

"اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلاٰءِ اَھْلُبَیْتِی"

"پروردگار یہ میرے اہلِ بیت ہیں"۔

حوالہ کتاب"مصباح الموحدین"،صفحہ52۔

ابن سعد سے ایک روایت

ابن سعد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آپ تمام اصحاب سے زیادہ احادیث جانتے ہیں تو جواب میں علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اِنِّی کُنْتُ اِذٰاسَأَ لْتُہُ أَ نْبَأَ نِیْ وَاِذٰا سَکَتُّ اِبْتَدَأَنِیْ"

"جس وقت بھی میں نے آنحضرت سے پوچھا تو آپ نے مجھے خبر دی اورجب میں خاموش ہوجاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات شروع کردیتے"۔

حوالہ کتاب"مصباح الموحدین"،صفحہ55۔

مروان بن حکم کی امامِ سجاد سے گفتگو

ایک دن مروان بن حکم(جو یزید بن معاویہ کے بعد خلافت پر بیٹھا) امامِ سجاد علیہ السلام سے ملا اور اُس نے امام علیہ السلام سے کہا کہ مسلمانوں میں سے کسی نے بھی آپ کے دوست سے زیادہ ہمارے دوست کی طرفداری نہیں کی(یعنی کسی نے بھی علی علیہ السلام سے زیادہ عثمان کی طرفداری نہیں کی)۔ امامِ سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر کیوں ہمیں اس نسبت سے برائی دیتے ہو؟مروان نے جواب دیا کہ ہماری حکومت کی بقا اس کے بغیر ممکن نہیں۔

حوالہ جات بوستانِ معرفت، صفحہ664،نقل از ابن عساکر، کتاب تاریخ امیر المؤمنین علیہ السلام،جلد3صفحہ127،حدیث1149اور بلاذری، انساب الاشراف،ج2،ص184،

حدیث220ابن ابی الحدید،شرح نہج البلاغہ،جلد13،صفحہ220،شرح خطبہ238۔

مروان اور ولید بن عقبہ کی شجاعت ِعلی پر گفتگو

جنگ ِصفین میں معاویہ بن ابی سفیان نے کہا کہ خدا کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ تم حضرت علی علیہ السلام کو تیروں کی بارش کرکے زخمی کردو تاکہ اُن کے پاؤں اکھڑ جائیں اور لوگ اُن کی طرف سے آسودہ خیال ہوجائیں۔ اس

وقت مروان نے کہا:خدا کی قسم! اے معاویہ! تمہیں ہمارا وجود بُرالگتا ہے(تم چاہتے ہو کہ ہمیں موت کی وادی میں دھکیل دو)۔ اس واسطے تم ہمیں ایک خطرناک ترین سانپ اور دلیر ترین شیر کو مارنے کا مشورہ دے رہے ہو۔ وہ غصے میں اپنی جگہ سے اٹھا ۔ولید بن عقبہ جو وہاں موجود تھا، نے چند اشعار پڑھے جن میں سے دو اشعار ذیل میں لکھے جارہے ہیں:

أَتاَ مُرُنٰا بِحَيَّةِ بَطْنِ وَادٍ
يُنٰاحُ لَنٰابِہِ اَسَدٌ مَهابٌ

كَاَنَّ الْخَلْقَ لَمَّا عٰايَنُوْهُ
خِلاٰلَ النَّقْعِ لَيْسَ لَهُمْ رِقٰابٌ

"کیا تم ہمیں جنگل کے ایسے سانپ کو مارنے کا حکم دے رہے ہو جس کے ڈسنے سے جنگل کا شیر ببر بھی محفوظ نہیں۔ وہ بھی آہ و زاری کررہا ہے۔ کہتے ہیں کہ اُسے اگر میدانِ جنگ میں کوئی خاک و غبار میں دیکھ لے تو اُس کے خوف سے کوئی گردن سلامت نہیں رہے گی"۔

حوالہ

کتاب”آثار الصادقین“،جلد9،صفحہ301،نقل از سفینہ، جلد1،صفحہ690۔

قاتلِ علی ،عبدالرحمٰن بن ملجم کے تاثرات

عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی ولایتِ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا اس قدر قائل تھاکہ علامہ مجلسی بحارالانوار کی جلد9میں لکھتے ہیں کہ جب یہ یمن سے کوفہ آیا اور امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو اس نے ایک قصیدہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں لکھا۔ اس نے وہیں قیام کیا۔ اتفاق سے بیمار پڑگیا تو خود حضرت علی علیہ السلام اُس کی تیمار داری اور خدمت کیلئے اُس کے پاس جاتے رہے۔ جنگِ نہروان میں ابن ملجم حضرت علی علیہ السلام کی فوج میں شامل تھا اور ایک دستہ فوج کا سالار تھا۔ ایک دفعہ عبدالرحمٰن ابن ملجم حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اُسے اطلاع دی کہ اے عبدالرحمٰن! تو میرا قاتل ہوگا تو ایک دفعہ یہ گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ یا امیر المؤمنین ! مجھے ابھی اپنی تلوار سے قتل کردیں تاکہ میں اس جرم کا ارتکاب نہ کرسکوں۔ آپ نے قصاص قبل از قتل کی مذمت فرمائی۔

یہی عبدالرحمٰن ابن ملجم بعد میں دوخارجیوں کے زیر اثر آگیااورقطامہ نامی ایک بدکار عورت بنام قطامہ کے عشق میں مبتلا ہوکر اپنے ہاتھ علی علیہ السلام کے خون سے رنگ لئے۔

پس قاتلِ علی علیہ السلام بھی آپ کے فضائل و کمالات سے پوری طرح آگاہ

تھا معترف تھا۔

آفتاب ولایت

فہرست ِکتب جن سے اس کتاب میں استفادہ کیا گیا ہے

فہرست ِکتب اہلِ سنت

1- تفسیر کبیر -------- فخر رازی

2- تفسیر شواہد التنزیل --------- حافظ حسکانی

3- تفسیر الدرالمنثور ------- سیوطی

4- تفسیر ابن کثیر ------ ابن کثیر

5- تفسیر کشاف ------- زمخشری

6- تفسیر طبری -------- طبری

7- تفسیر بیضاوی -------- بیضاوی

8- تفسیر اسباب النزول -------- واحدی نیشاپوری

9- تفسیر روح المعانی -------- شہاب الدین آلوسی

10- تفسیر فتح القدیر ------ قاضی شوکانی

11- الکشف والبیان ---- -- - ثعلبی

12- انساب الاشراف -------- بلاذری

13- کفایة الطالب -------- گنجی شافعی

14- ینابیع المودة -------- شیخ سلیمان قندوزی حنفی

15- مجمع الزوائد -------- ہیثمی

16- فرائد السمطین -------- علامہ حموینی

17- البدایہ والنہایہ -------- ابن کثیر

18- مناقبِ امیر المومنین -------- ابن مغازلی

19- کنزالعمال ------- متقی ہندی

20- تاریخ بغداد ------- خطیب بغدادی

21- تاریخ دمشق -------- ابن عساکر

22- تاریخ الخلفاء -------- سیوطی

23- مناقبِ امیر المومنین -------- خوارزمی

24- الصواعق المحرقہ -------- ابن حجر

25- نورالابصار --------- شبلنجی

26- اللئالی المصنوعہ --------- سیوطی

27- اسد الغابہ -------- ابن اثیر

28- ما نزل من القرآن فی علی --------- ابو نعیم اصفہانی

29- الفصول المہمة --------- ابن صباغ مالکی

30- المستدرک --------- حاکم نیشا پوری

31- المسند -------- احمد بن حنبل

32- المعجم الکبیر --------- طبرانی

33- تہذیب الکمال -------- حافظ المزی

34- الفضائل --------- قطیفی

35- میزان الاعتدال -------- ذہبی

36- استیعاب -------- ابن عبدالبر

37- تذکرۃ الخواص -------- سبط بن الجوزی

38- تاریخ الاسلام -------- ذہبی

39- الجامع لا حکام القرآن -------- قرطبی

40- الفضائل ------- احمد بن حنبل

41- الاصابہ -------- ابن حجر عسقلانی

42- خصائص امیر المومنین --------- نسائی

43- ریاض النظرہ -------- محب الدین طبری

44- فتح الباری -------- ابن حجر عسقلانی

45- مقتل الحسین --------- خوارزمی

46- کنزالفوائد -------- کراجکی

47- خصائص الوحی المبین --------- یحییٰ بن بطریق

48- مناقبِ آلِ نبی --------- رشید الدین

49- احیاء العلوم --------- ثعلبی

50- جمع الجوامع -------- سیوطی

51- سنن ابن ماجہ -------- محمد بن یزید قزوینی

52- صحیح ترمذی -------- محمد بن عیسیٰ ترمذی

53- صحیح بخاری --------- محمد بن اسماعیل بخاری

54- عمدۃ القاری -------- ابن احمد حلبی عینی

55- السنن الکبریٰ -------- بہیقی

56- شرح نہج البلاغہ -------- ابن ابی الحدید

57- ذخائر العقبی -------- محب الدین طبری

58- لسان المیزان --- ----- ابن حجر عسقلانی

59- حلیۃ الاولیاء --------- ابونعیم اصفہانی

60- الجامع الصغیر --------- سیوطی

61- الاتحاف بحب الاشراف -------- شبراوی

62- مثنوی معنوی -------- مولوی

63- المحاسن والاضداد --------- جاحظ

64- امام علی بن ابی طالب --------- عبدالفتاح عبدالمقصود

65- بیست و پنج سال سکوتِ علی علیہ السلام -------- فواد فاروقی

66- علی ،چہرئہ درخشانِ اسلام -------- ابن ابی الحدید

67- معجم الادباء --------- یاقوت حموی

فہرست ِکتب اہلِ شیعہ

1- تفسیر المیزان --------- مرحوم علامہ طباطبائی

2- تفسیر مجمع البیان -------- شیخ طبرسی

3- تفسیر البرہان -------- علامہ بحرانی

4- تفسیر نمونہ -------- جمیع از نویسندگان

5- کمال الدین ---------- شیخ صدوق

6- الغدیر ---------- مرحوم علامہ امینی

7- آثار الصادقین ---------- شیخ صادق احسان بخش

8- جلاء العیون ---------- علامہ مجلسی

9- آئمہ اثنا عشر ---------- احمد بن عبداللہ بن عیاشی جوہری

10- شیعہ در اسلام ---------- علامہ طباطبائی

11- ولاء ہاووِلایتہا ---------- علامہ شہید مرتضیٰ مطہری

12- سیری در صحیحین ---------- محمد صادق نجمی

13- الحیات و معارفِ اسلامی ---------- آیت اللہ جعفر سبحانی

14- اسرارِ آلِ محمد ---------- سلیم بن قیس

15- امامت و رہبری ---------- علامہ شہید مرتضیٰ مطہری

16- مصباح المحدین ---------- عباس علی وحیدی منفرد

17- شبہائے پشاور ---------- سلطان الواعظین شیرازی

18- چکیدہ اندیشہ ہا ---------- سید یحییٰ برقعی

-19 سید الشہداء ---------- آیت اللہ شہید دستغیب

-20 علی ، معیارِ کمال ---------- ڈاکٹر رجب علی مظلومی

-21 داستانِ غدیر ---------- جمیع از دبیران

-22 بررسی مسائل کلی امامت ---------- آیت اللہ ابراہیم امینی

-23 فاطمة الزہرا ---------- گفتار مرحوم علامہ امینی

-24 علی و پیامبران ---------- حکیم سید محمود سیالکوٹی

-25 چراشیعہ شدم؟ ---------- شیخ محمد رازی

-26 بوستانِ معرفت ---------- سید ہاشم حسینی تہرانی

-27 قصہ ہائے قرآن ---------- سید ابوتراب صفائیی

-28 مباحثی در معارفِ اسلامی ---------- علامہ فقیدسید علی بہبہانی

-29 ادبیات و تعہد دراسلام ---------- محمد رضا حکیمی

-30 علی کیست؟ ---------- فضل اللہ کمپانی

-31 ہشتادودوپرسش ---------- آیت اللہ شہید دستغیب

-32 حق با علی است ---------- مہدی فقیہ ایمانی

-33 زندگانیِ فاطمة الزہرا ---------- آیت اللہ شہید دستغیب

-34 گنجینہ ہائے شعر و ادب فارسی ---------- مصطفی ہادوی

-35 این است آئین ما ---------- مرحوم کاشف الغطاء

-36 باب حادی عشر ---------- مرحوم علامہ شہرستانی

-37 فرہنگ بزگانِ ایران و اسلام ---------- آذر تفضلی۔ مہین فضائلی جوان

-38 النورالمشتعل ---------- تعلیق وشرح شیخ باقر محمودی

-39 صلح امامِ حسن ---------- شیخ رازی آلِ یاسین

-40 تجرید الاعتقاد ---------- خواجہ نصیر الدین طوسی

-41 تفسیر نورالثقلین ---------- مرحوم عبد علی بن جمة الحویزی

-42 آ نگاہ ہدایت شدم ---------- ڈاکٹر سید محمدتیجانی سماوی

-43 ای اشک ہابریزید ---------- دیوانِ حبیب اللہ چائچیان

دیگر متفرق کتب

-1 امام علی ،مشعلی و دژی ---------- سلیمان کتانی،ترجمہ جلال الدین فارسی۔

-2 امام علی صدائے عدالتِ انسانی ---------- جرج جرداق

-3 الفتوح ---------- ابومحمد احمد بن علی اعثم کوفی

-4 محاضرات ---------- راغب اصفہانی

کتبِ لغت

-1 المنجد

-2 فرہنگ جامع

-3 منجد الطلاب

-4 مجمع البحرین

-5 فرہنگ معین(شش جلدی)

6- فرہنگ عمید